

# توحید پر ایمان اور شرک سے بیزاری

آیاتِ قرآنیہ اور احادیثِ صحیحہ کی روشنی میں

[www.KitaboSunnat.com](http://www.KitaboSunnat.com)

انتخاب و ترتیب

حافظ محمد سلیمان (ایم ایڈ)





## معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب و سنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مَجْلِسُ التَّحْقِيقِ الْإِسْلَامِيِّ کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق و اجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

## تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے  
کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی  
کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

**PDF** کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے  
درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

✉ [KitaboSunnat@gmail.com](mailto:KitaboSunnat@gmail.com)

🌐 [www.KitaboSunnat.com](http://www.KitaboSunnat.com)

# توحید پر ایمان

اور

## شرک سے بیزاری

انتخاب و ترتیب

حافظ محمد سلیمان ایم ایڈ

طارق اکیڈمی

ڈی گراؤنڈ (سوسہ چوک) فیصل آباد 546964



## طارق اکيڈمی

پبلشرز

ڈی گراؤنڈ (سموسہ چوک) فیصل آباد

**☎ 0092 41 546964 Fax:0092 41 733350**

**E-mail: tariqacademy1974@yahoo.com**



دار السلام

پبلشرز اینڈ ڈسٹری بیوٹرز

ڈسٹری بیوٹر

ریاض۔۔۔ هیوسٹن۔۔۔ لاہور

7320703-1 7120054-1





اللہ تعالیٰ کی توحید کا اقرار  
**لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ**  
سب سے زیادہ فضیلت والا ذکر



عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَفْضَلُ الذِّكْرِ لَا إِلَهَ إِلَّا  
اللَّهُ وَأَفْضَلُ الدُّعَا الْحَمْدُ لِلَّهِ۔

(رواہ الترمذی و ابن ماجہ، مشکوٰۃ شریف حدیث نمبر 2306)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ رسول اللہ صلی  
اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، افضل ذکر لا الہ الا اللہ ہے اور  
افضل دعا الحمد للہ ہے۔



# توحید سب سے بڑی نیکی

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ  
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْإِيمَانُ  
بِضَعٍ وَ سَبْعُونَ شُعْبَةً فَأَفْضَلُهَا: قَوْلُ لَا  
إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَ أَدْنَاهَا: إِمَاطَةُ الْأَذَى عَنِ  
الطَّرِيقِ، وَالْحَيَاءُ شُعْبَةٌ مِنَ الْإِيمَانِ۔

(متفق علیہ، مشکوٰۃ شریف: جلد اول، کتاب الایمان، حدیث نمبر 5)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ایمان کی  
قریباً ستر (70) شاخیں ہیں۔ سب سے افضل  
شاخ ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ کہنا ہے اور سب سے ادنیٰ  
شاخ تکلیف دہ چیز کو راستے سے ہٹانا ہے۔ نیز شرم  
وحیا بھی ایمان کی شاخ ہے۔“

# سب سے بڑا گناہ



عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ  
سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ  
الدُّنُوبِ أَعْظَمُ عِنْدَ اللَّهِ قَالَ أَنْ تَجْعَلَ لِلَّهِ نِدَاءً وَ  
هُوَ خَلَقَكَ۔

(باب بیان کون الشریک اقبح الذنوب کتاب الایمان ،  
جلد اول صحیح مسلم)

”حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے  
روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
وآلہ وسلم سے پوچھا کہ کون سا گناہ اللہ کے  
نزدیک بڑا ہے۔ آپؐ نے فرمایا یہ کہ تو اللہ کا  
شریک یا برابر والا کسی اور کو بنائے حالانکہ تجھے اللہ  
نے پیدا کیا۔“



# انتساب

اقبال کے مردِ مومن  
نرم دم گفتگو گرم دم جستجو  
کے مصداق

محترم و مکرم سید تنویر اختر علی ایڈووکیٹ

## کے نام

جو اسلامی تعلیمات سے والہانہ دلچسپی رکھتے ہیں۔  
موصوف کے اسی غیر معمولی تجسس نے مؤلف کو رسالہ ہذا کی  
جلد تکمیل پر آمادہ کیا۔ فجزاہ اللہ تعالیٰ

# فہرست

باب نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
●	سب سے فضیلت والا ذکر	4
●	توحید سب سے بڑی نیکی	5
●	شرک سب سے بڑا گناہ	6
●	انتساب	7
●	حرف آغاز..... محمد خالد سیف	11
●	حرف اول..... مؤلف	15
باب اول	توحید کی اہمیت اور برکات	17
باب دوم	شرک کی برائیاں اور آفات	35
باب سوم	توحید فی الصفات	49
باب چہارم	توحید فی الحقوق	77
باب پنجم	عقیدہ توحید کے کچھ اور تقاضے	105
باب ششم	سورہ اخلاص کے حوالے سے توحید کا بیان	145
باب ہفتم	شرک کیا ہے؟	155
باب ہشتم	توحید پر ایمان اور شرک سے بیزاری کے متعلق اکابر امت کے افادات	175



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

## حرف آغاز

توحید..... دین اسلام کا پہلا اور بنیادی اصول ہے بلکہ اسلام کا سارا نظام ہی توحید کے گرد گردش کرتا ہے۔ توحید کے لغوی معنی تو ایک بنانا اور یک جا کر دینا ہیں اور اصطلاح شریعت میں یہ لفظ لا الہ الا اللہ کے معنی میں استعمال ہوتا ہے، جس کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ کے سوا کسی اور کو ہرگز معبود نہ مانا جائے۔ علامہ جرجانیؒ فرماتے ہیں کہ توحید تین چیزوں کے مجموعہ کا نام ہے (۱) اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کی معرفت (۲) اس کی وحدانیت کا اقرار اور اس بات کی نفی کہ اس کا کوئی ہمسر ہے (التعریفات: ۷۳)

علامہ ابن منظورؒ فرماتی ہے کہ توحید یہ ہے کہ اللہ وحدہ لا شریک لہ کی ذات گرامی پر ایمان لایا جائے کیونکہ اللہ تعالیٰ ہی واحد، احد، وحدانیت اور تَوْحُّد کا مالک ہے (لسان العرب، مادہ وحد)

صاحب ”البصائر“ نے لکھا ہے کہ وہ توحید حقیقی جو آخرت کی نجات اور سعادت کا سبب ہے، اسے خود اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب مقدس میں اس طرح بیان فرمایا ہے:

شَهِدَ اللَّهُ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْمَلَكُ وَالْعَزِيزُ الْقَائِمُ ۝  
الْقَسِطُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝ (ال عمران: ۱۸)

اللہ تو اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں اور فرشتے اور علم والے لوگ جو انصاف پر قائم ہیں وہ بھی گواہی دیتے ہیں کہ اس غالب حکمت والے کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں ﴿﴾

جلیل القدر ائمہ کرامؒ نے توحید کی حسب ذیل تین قسمیں بیان فرمائی ہیں:

### 1۔ توحید ربوبیت:

توحید کی اس قسم کے تو سرور کائنات محمد رسول اللہ ﷺ کے زمانہ کے کفار

بھی قائل تھے لیکن اس توحید کی وجہ سے وہ دائرہ اسلام میں شمار نہ ہو سکے بلکہ رسول اللہ ﷺ نے ان کے خلاف جہاد کیا تھا اس بات کی دلیل قرآن مجید کی بہت سی آیات کریمہ ہیں، جن سے معلوم ہوتا ہے کہ کفار مکہ بھی توحید ربوبیت کے قائل تھے۔ مثلاً ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قُلْ مَنْ يَرْزُقُكُمْ مِنَ السَّمَاءِ وَلَا رِزْقَ لَهُ أَمَّنْ يَمْلِكُ السَّمْعَ  
وَالْأَبْصَارَ وَمَنْ يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ  
مِنَ الْحَيِّ وَمَنْ يُدَبِّرُ الْأَمْرَ فَسَيَقُولُونَ اللَّهُ فَقُلْ أَفَلَا  
تَتَّقُونَ ﴿۱۰﴾ (یونس: ۳۱)

اور ان سے پوچھو کہ تم کو آسمان اور زمین میں رزق کون دیتا ہے یا (تمہارے) کانوں اور آنکھوں کا مالک کون ہے اور بے جان سے جان دار کون پیدا کرتا ہے اور جان دار سے بے جان کون پیدا کرتا ہے اور دنیا کے کاموں کا انتظام کون کرتا ہے؟ جھٹ کہہ دیں گے کہ اللہ۔ تو کہو کہ پھر تم (اللہ سے) ڈرتے کیوں نہیں؟

اس طرح سورہ المؤمنون کی آیات ۸۴-۸۹، سورہ النمل کی آیات ۶۰-۶۴ اور دیگر بہت سی آیات میں بھی یہ بات بہت وضاحت سے بیان کی گئی ہے کہ کفار مکہ بھی یہ عقیدہ رکھتے تھے کہ اللہ تعالیٰ اپنے افعال میں وحدہ لا شریک ہے۔

## ۲۔ توحید الوہیت:

توحید کی دوسری قسم توحید الوہیت ہے اور زمانہ قدیم و جدید میں اسی توحید کے بارے میں نزاع رہا ہے۔ اس توحید کے معنی یہ ہیں کہ بندے اپنے اعمال اور افعال مثلاً دعاء، نذر، قربانی، امید، خوف، توکل، رغبت، ڈر اور اتانیت وغیرہ کو صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہی کے لئے خاص کر دیں۔

## ۳۔ توحید ذات و اسماء و صفات:

توحید کی اس قسم کو اللہ تعالیٰ نے سورہ الاخلاص میں اختصار اور بے حد جامعیت کے ساتھ اس طرح بیان فرمایا ہے:

قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ ۝ اللَّهُ الصَّمَدُ ۝ لَمْ يَلِدْ ۝ وَلَمْ يُولَدْ ۝ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ  
كُفُوًا أَحَدٌ (سورۃ اخلاص)

﴿کہو کہ وہ (ذات پاک جس کا نام اللہ ہے) ایک ہے (وہ) معبود برحق  
بے نیاز ہے، نہ کسی کا باپ ہے اور نہ کسی کا بیٹا اور کوئی اس کا ہمسر نہیں﴾  
اور سورۃ الاعراف میں فرمایا:

وَلِلَّهِ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَىٰ فَادْعُوهُ بِهَا ۚ وَذَرُوا الَّذِينَ يُلْحِدُونَ فِيهِ  
أَسْمَاءَهُ ۚ سَيُجْزَوْنَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ (الاعراف: ۱۸۰)

﴿اور اللہ کے سب نام اچھے ہی اچھے ہیں تو اس کو اس کے ناموں سے پکارو اور  
جو لوگ اس کے ناموں میں کجی اختیار کرتے ہیں ان کو چھوڑ دو، وہ جو کچھ کر رہے ہیں  
عنقریب اس کی سزا پائیں گے﴾

اور بھی بہت سی آیات کریمہ میں توحید کی اس قسم کو بیان کیا گیا ہے، جن  
کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ توحید کی یہ قسم تین بنیادوں پر استوار ہے، جو ان کو تسلیم  
نہیں کرتا وہ موحّد نہیں ہو سکتا۔ ان میں سے بھی بنیاد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات گرامی کو  
کسی بھی مخلوق کے ساتھ تشبیہ یا کسی بھی عیب اور نقص سے پاک سمجھا جائے۔ دوسری  
بنیاد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے وہ تمام اسماء حسنیٰ اور صفات حمیدہ جو کتاب اللہ اور سنت  
رسول اللہ ﷺ میں مذکور ہیں، ان سب پر ایمان رکھا جائے، ان میں کوئی کمی بیشی یا  
تحریف و تعطیل نہ کی جائے اور تیسری بنیاد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ان صفات کی کیفیت کو  
معلوم کرنے کی کوشش نہ کی جائے بلکہ وہ کتاب و سنت میں جس طرح وارد ہیں، ان پر  
اسی طرح ایمان لایا جائے۔

توحید کی ان تینوں قسموں یعنی توحید ربوبیت، توحید الوہیت اور  
توحید اسماء و صفات پر ایمان ہوگا تو ایمان مکمل ہوگا ورنہ نہیں، کیونکہ یہی توحید  
خالص ہے، اس کے بغیر کوئی انسان دائرہ اسلام میں داخل نہیں ہو سکتا، یہ توحید ہی  
اصل دین ہے، اس کے بغیر اللہ تعالیٰ کسی دین کو قبول ہی نہیں فرماتا، اسی کے ساتھ اللہ



تعالیٰ نے تمام انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو مبعوث فرمایا اور اسی بات کو اپنی ان تمام کتابوں میں بیان فرمایا، جنہیں اس نے اپنے مختلف انبیاء کرام علیہم السلام پر نازل فرمایا تو حید کی اسی اہمیت کے پیش نظر ہر دور میں اہل علم نے بھی بہت سی کتب تصنیف فرمائی ہیں..... یہ کتاب جو اس وقت آپ کے ہاتھوں میں ہے، یہ بھی اسی مبارک سلسلہ ہی کی ایک کڑی ہے، جسے محترم جناب حافظ محمد سلیمان صاحب (ایم ایڈ) نے بہت سلیس، گنجگفتہ اور عام فہم انداز میں مرتب فرمایا ہے۔ محترم حافظ صاحب نے مختلف عنوانات کے تحت آیات کریمہ اور احادیث نبویہ ﷺ کا انتخاب کر کے ان کا اردو میں ترجمہ کر دیا ہے اور ہلکے پھلکے انداز میں ان کی تشریح بھی کی ہے تاکہ عامۃ المسلمین کے لئے استفادہ آسان ہو اور انہیں توحید کی حقیقت سمجھنے میں کوئی دشواری محسوس نہ ہو۔ جزا ہم اللہ احسن الجزاء۔

ہم انشاء اللہ تعالیٰ طارق اکیڈمی کی طرف سے اپنے معزز قارئین کرام کی خدمت میں توحید باری تعالیٰ کے موضوع پر عنقریب ایک مفصل اور مدلل کتاب پیش کرنے کی سعادت بھی حاصل کریں گے کیونکہ توحید کے بغیر نہ تو دنیا میں کوئی دائرہ اسلام میں داخل ہو سکتا ہے اور نہ آخرت میں نجات اور نہ ہی نبی اکرم ﷺ کی شفاعت سے بہرہ ور ہو سکتا ہے:

إِنْ أَدِينُوا إِلَّا إِلَىٰ الصَّلَاحِ مَا اسْتَطَعْتُ وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللَّهِ -

محمد خالد سیف

(ڈکٹر) طارق اکیڈمی، فیصل آباد

فروری ۲۰۰۲ء

www.KitaboSunnat.com



## مؤلف

## حرفِ اول

ایک طرف توحید ہے جو سب سے بڑی نیکی، اصل دین، ملتِ ابراہیمی کا امتیازی شعار، صراطِ مستقیم، تمام انبیاء کرام علیہم السلام کی دعوت کا مشترکہ نکتہ اور دوزخ کی آگ سے (بالآخر) ضامنِ نجات ہے۔

دوسری طرف شرک ہے جو سب سے بڑا اور ناقابلِ معافی گناہ، ظلمِ عظیم، اللہ تعالیٰ کی بے قدری اور اس سے بے وفائی، شرفِ انسانی کی مجروحیت، شافعِ محشر رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعتِ عالیہ سے محرومی کا باعث اور ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جہنم میں رہنے کا موجب ہے (اعاذنا اللہ)

جب توحید کی اہمیت اور برکات اور (اس کے برعکس) شرک کی برائیوں اور آفات کا یہ حال ہے تو پھر کیا عجب ہے کہ کلمہ طیبہ کے پہلے جز ولا الہ الا اللہ کا مفہوم (ثبت حوالے سے) توحید پر ایمان اور (منفی حوالے سے) شرک سے بیزاری ہے۔ رسالہ طحا کا موضوع یہی دو حوالہ جات ہیں۔ دعاء ہے کہ اللہ تعالیٰ اس عاجزانہ کوشش کو مفیدِ خلاق بنائے۔ (آمین!)

محترم قارئین بالخصوص علماء کرام سے گزارش ہے کہ وہ اپنے تاثرات اور اصلاح کے لیے تجاویز سے عاجز مؤلف کو آگاہ فرمائیں تاکہ طبع ثانی کو ان کی قیمتی آرا کی روشنی میں بہتر بنایا جاسکے۔

اس رسالہ کی تالیف میں قرآن مجید اور کتبِ احادیث کے علاوہ تفاسیر اور دیگر کتب سے استفادہ کیا گیا ہے اور جہاں جہاں ان کتب سے اقتباسات نقل کیے گئے ہیں ان کے حوالہ جات دیئے گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مصنفین حضرات کو جزائے خیر دے اور ان کے درجات بلند کرے۔ (آمین)

یہاں پر ایک نہایت ضروری وضاحت کے طور پر یہ عرض کر دینا مناسب ہوگا کہ رسالہ ہذا کے مندرجات اصلاً آیات قرآنیہ اور احادیث صحیحہ کے حوالے سے ہیں۔ ماہرین علوم القرآن والحدیث کے افادات کا اضافہ محض اس لیے کیا گیا ہے کہ مفہیم آیات و احادیث کی مزید توضیح و تشریح ہو سکے اور بہتر ابلاغ ممکن ہو۔

مؤلف ان تمام حضرات کا بھی شکر گزار ہے جن کی حوصلہ افزائی اور مختلف مراحل پر سرگرم تعاون کے بغیر اس رسالہ کی تالیف اور پیش کش ممکن نہ ہوتی۔ میری بڑی خواہش تھی کہ ان سب حضرات کے اسماء گرامی اور ان کے تعاون کی تفصیل درج کرتا لیکن ایسا کرنا بہت زیادہ طوالت کا موجب ہوتا جو بوجہ ممکن نہیں۔ یوں بھی رسمی شکر یہ کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حاصل ہونے والے اجر (ان شاء اللہ) کے مقابلے میں کیا حیثیت ہے۔ فجزاہم اللہ!

اللہ تعالیٰ سے دعاء ہے کہ اس اونی خدمت کو شرف قبولیت سے بہرہ مند فرمائے۔ اس حوالہ سے کمی یا زیادتی سے چشم پوشی فرمائے اور مؤلف کے لیے اپنی رضا جوئی کا ذریعہ اور توشع آخرت بنائے۔ آمین یا رب العالمین!



## پہلا باب

عقیدہ توحید اصل دینِ ملتِ ابراہیمی کا امتیازی شعار، صراطِ مستقیم، تمام انبیاء علیہم السلام کی دعوت کا مشترکہ نکتہ اور دوزخ کی آگ سے (بالآخر) نجات کا ضامن ہے۔

☆ آدم ﷺ سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک شریعتیں تو بدلتی رہی ہیں، لیکن دین ایک ہی رہا ہے۔ اس دین کا مثبت حوالہ اللہ تعالیٰ کی توحید پر ایمان اور منفی حوالہ رب ذوالجلال کے ساتھ شرک کرنے سے بچ رہنا ہے۔

☆ توحید پر ایمان اور شرک سے بیزاری۔ ملتِ ابراہیمی کا امتیازی شعار

☆ توحید پر ایمان اور شرک سے بیزاری ہی صراطِ مستقیم ہے

☆ تمام انبیاء کرام علیہم السلام کی دعوت کا سب سے بنیادی

☆ اور مشترکہ نکتہ عقیدہ توحید پر ایمان اور شرک سے بیزاری





آدم علیہ السلام سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک شریعتیں تو بدلتی رہی ہیں، لیکن دین ایک ہی رہا ہے اس دین کا مثبت حوالہ اللہ تعالیٰ کی توحید پر ایمان اور منفی حوالہ رب ذوالجلال کے ساتھ شرک کرنے سے بچے رہنا ہے۔

1- اللہ تعالیٰ نے پیغمبر آخر الزماں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ارشاد فرمایا: وہ اعلان فرمادیں کہ انھیں صراطِ مستقیم دکھادیا گیا ہے اور وہ اپنے جلیل القدر اور مؤقر جد امجد حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ٹھیک اور راست دین پر ہیں اور ان کی عبادتیں جینا اور مرنا سب کچھ صرف اور صرف اسی ذات باری کے لیے ہے:

﴿قُلْ إِنِّي هَدَانِي رَبِّي إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ۖ دِينًا قِيَمًا مِّلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا ۖ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ۝ قُلْ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ لَا شَرِيكَ لَهُ ۖ وَبِذَلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ﴾

[الانعام: 163-162]

”اے نبی! کہو میرے رب نے بالیقین مجھے سیدھا راستہ دکھایا ہے بالکل ٹھیک دین جس میں کوئی ٹیڑھ نہیں ابراہیمؑ کا طریقہ جسے یکسو ہو کر اس نے اختیار کیا تھا اور وہ مشرکوں میں سے نہ تھا۔ کہو میری نماز میرے تمام مراسم عبودیت، میرا جینا اور میرا مرنا سب کچھ اللہ رب العالمین کے لیے ہے جس کا کوئی شریک نہیں۔ اسی کا مجھے حکم دیا گیا ہے اور سب سے پہلے سراطاعت جھکانے والا میں ہوں“

2- حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے قید کے ساتھیوں کو بتایا کہ



اللہ کے سوا جو معبود بھی لوگوں نے بنا رکھے ہیں وہ بے حقیقت ہیں۔ کائنات کا اقتدار اعلیٰ صرف رب کائنات ہی کا ہے اور اس کا حکم ہے کہ عبادت صرف اسی کی کی جائے:

﴿يُصَاحِبِي السَّحْنَاءَ أَرْبَابٌ مُتَفَرِّقُونَ خَيْرًا مِّمَّا اللَّهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ مَا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِهِ إِلَّا أَسْمَاءُ سَمَّيْتُمُوهَا أَنْتُمْ وَآبَاؤُكُمْ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ بِهَا مِنْ سُلْطَانٍ إِنْ الْحُكْمُ إِلَّا لِلَّهِ مَا أَمَرَ إِلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ ذَلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ﴾ [يوسف: 39-40]

”اے زنداں کے ساتھیو! تم خود ہی سوچو کہ بہت سے متفرق رب بہتر ہیں یا وہ ایک اللہ جو سب پر غالب ہے؟ اس کو چھوڑ کر تم جن کی بندگی کر رہے ہو وہ اس کے سوا کچھ نہیں ہیں کہ بس چند نام ہیں جو تم نے اور تمہارے آباء و اجداد نے رکھ لیے ہیں اللہ نے ان کے لیے کوئی سند نازل نہیں کی۔ فرمانروائی کا اقتدار اللہ کے سوا کسی کے لیے نہیں ہے اس کا حکم ہے کہ خود اس کے سوا تم کسی کی بندگی نہ کرو۔ یہی ٹھیکہ سیدھا دین ہے مگر اکثر لوگ جانتے نہیں ہیں“

3- رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ارشاد ہوا کہ وہ لوگوں کو فرما دیں: اگر تمہیں (اب بھی) اس بارے میں شک ہے کہ میرا دین کیا ہے تو (کان کھول کر سن لو) کہ میں اللہ تعالیٰ کے سوا ان ہستیوں کی بندگی نہیں کرتا جن کی تم عبادت کرتے ہو جو نہ فائدہ پہنچا سکتی ہیں نہ نقصان۔ میں تو اس ذات باری کی عبادت کرتا ہوں جس کے قبضہ قدرت میں تمہاری جان ہے اور جو (قادر مطلق ہے) کہ وہ اگر کسی کو مصیبت میں ڈالے تو اس کے سوا کوئی نہیں جو اس مصیبت کو ٹال دے اور اگر وہ کسی کے حق میں بھلائی کا ارادہ کرے تو کوئی نہیں جو اس کے فضل کو پھیر دے۔ اس عظیم ذات نے بڑی سختی

کے ساتھ اس امر سے روکا ہے کہ اس کے ساتھ شرک کیا جائے:

﴿قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِن كُنْتُمْ فِي شَكٍّ مِّن دِينِي فَلَا أَعْبُدُ الَّذِينَ تَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ وَلَكِن أَعْبُدُ اللَّهَ الَّذِي يَتَوَفَّكُم ۖ وَأُمِرْتُ أَنْ أَكُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ۝ وَأَنْ أَقِمَّ وَجْهَكَ لِلدِّينِ حَنِيفًا ۖ وَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ۝ وَلَا تَدْعُ مِن دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَنْفَعُكَ وَلَا يَضُرُّكَ ۖ فَإِنْ فَعَلْتَ فَإِنَّكَ إِذَا مِن الظَّالِمِينَ ۝ وَإِنْ يَمْسَسْكَ اللَّهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهُ إِلَّا هُوَ ۖ وَإِنْ يُرِذْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَادَّ لِفَضْلِهِ ۖ يُصِيبُ بِهِ مَن يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ ۖ وَهُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ﴾ [یونس: 104-107]

”اے نبی ﷺ! کہہ دو کہ لوگو! اگر تم ابھی تک میرے دین کے متعلق کسی شک میں ہو تو سن لو کہ تم اللہ کے سوا جن کی بندگی کرتے ہو میں ان کی بندگی نہیں کرتا بلکہ صرف اسی خدا کی بندگی کرتا ہوں جس کے قبضے میں تمہاری موت ہے۔ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں ایمان لانے والوں میں سے ہوں اور مجھ سے فرمایا گیا ہے کہ یکسو ہو کر اپنے آپ کو ٹھیک ٹھیک اس دین پر قائم کر دے اور ہر گز ہرگز مشرکوں میں سے نہ ہو۔ اور اللہ کو چھوڑ کر کسی ایسی ہستی کو نہ پکار جو تجھے نہ فائدہ پہنچا سکتی ہے اور نہ نقصان۔ اگر تو ایسا کرے گا تو ظالموں میں سے ہوگا۔ اگر اللہ تجھے کسی مصیبت میں ڈالے تو خود اس کے سوا کوئی نہیں جو اس مصیبت کو ٹال دے اور اگر وہ تیرے حق میں کسی بھلائی کا ارادہ کرے تو اس کے فضل کو پھیرنے والا بھی کوئی نہیں ہے۔ وہ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے اپنے فضل سے نوازتا ہے اور وہ درگزر کرنے والا اور رحم فرمانے والا ہے“



توحید پر ایمان اور شرک سے بیزاری۔ ملت ابراہیمی کا امتیازی شعار

1۔ ہم بحمد اللہ مسلمان ہیں اور ہمارا تعلق ملتِ ابراہیمی سے ہے۔  
ہمارے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی ملتِ ابراہیمی کا اتباع کرنے  
کے لیے وحی کی گئی اور یہ ارشاد فرمایا گیا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام مشرکوں  
میں سے نہ تھے:

﴿وَجَاهِدُوا فِي اللَّهِ حَقَّ جِهَادِهِ ۖ هُوَ اجْتَبَاكُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي  
الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ ۚ مِلَّةَ أَبِيكُمْ إِبْرَاهِيمَ ۖ هُوَ سَمَّكُمُ الْمُسْلِمِينَ مِنْ قَبْلُ وَفِي هَذَا  
لِيَكُونَ الرَّسُولُ شَهِيدًا عَلَيْكُمْ وَتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ ۚ فَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ  
وَآتُوا الزَّكَاةَ وَاعْتَصِمُوا بِاللَّهِ هُوَ مَوْلَاكُمْ ۖ فَنِعْمَ الْمَوْلَىٰ وَنِعْمَ النَّصِيرُ﴾

[الحج: 78]

”اور اللہ کی راہ میں جہاد کرو جیسا کہ جہاد کرنے کا حق ہے۔ اس نے تمہیں اپنے کام  
کے لیے جن لیا ہے اور دین میں تم پر کوئی تنگی نہیں رکھی۔ قائم ہو جاؤ اپنے باپ ابراہیم کی ملت  
پر۔ اللہ نے پہلے بھی تمہارا نام ”مسلم“ رکھا تھا اور اس (قرآن) میں بھی (تمہارا یہی نام ہے)  
تا کہ رسول تم پر گواہ ہو اور تم لوگوں پر گواہ۔ پس نماز قائم کرو زکوٰۃ دو اور اللہ سے وابستہ ہو جاؤ۔ وہ  
ہے تمہارا مولیٰ بہت ہی اچھا ہے وہ مولیٰ اور بہت ہی اچھا وہ مددگار ہے۔“

﴿ثُمَّ أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ أَنْ اتَّبِعْ مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا ۚ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ﴾

[النحل: 123]

”پھر ہم نے تمہاری طرف یہ وحی بھیجی کہ یکسو ہو کر ابراہیم کے طریقے پر چلو اور وہ  
مشرکوں میں سے نہ تھا۔“

2۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پوتے اور جلیل الشان پیغمبر

حضرت یعقوب علیہ السلام کو دم آخرا ایک ہی بات کی فکر تھی ان کی اولاد ان کے بعد کس کی عبادت کرے گی۔ جدائی کی اس گھڑی میں آپ کی آخری خواہش یہی تھی کہ ان کی اولاد توحید کے صراط مستقیم پر ہی گامزن رہے اور شرک کی آلودگی سے بچتی رہے:

﴿وَوَصَّي بِهَا إِبْرَاهِيمَ بَيْنَهُ وَيَعْقُوبَ عِيسَى إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَىٰ لَكُمُ الدِّينَ فَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنتُمْ مُسْلِمُونَ ۝ أَمْ كُنْتُمْ شُهَدَاءَ إِذْ حَضَرَ يَعْقُوبَ الْمَوْتُ إِذْ قَالَ لِبَنِيهِ مَا تَعْبُدُونَ مِنْ بَعْدِي ۖ قَالُوا نَعْبُدُ إِلَهَكَ وَآلَهُ أَبَاءَكَ إِبْرَاهِيمَ وَاسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ إِلَٰهًا وَاحِدًا ۖ وَنَحْنُ لَهُ مُسْلِمُونَ﴾ [البقرة: 132-133]

”اسی طریقے پر چلنے کی ہدایت ابراہیم نے اپنی اولاد کو کی تھی اور اسی کی وصیت یعقوب نے اپنی اولاد کو کی تھی۔ اس نے اپنی اولاد کو کہا تھا کہ ”میرے بچو! اللہ نے تمہارے لیے یہی دین پسند کیا ہے لہذا مرتے دم تک مسلم ہی رہنا۔“ پھر کیا تم اس وقت موجود تھے جب یعقوب اس دنیا سے رخصت ہو رہا تھا؟ اس نے مرتے وقت اپنے بیٹوں سے پوچھا:

”بچو! میرے بعد تم کس کی بندگی کرو گے؟“ ان سب نے جواب دیا: ”ہم اسی ایک خدا کی بندگی کریں گے جسے آپ نے اور آپ کے بزرگوں: ابراہیم اور اسحاق نے خدامانا ہے اور ہم اسی کے مسلم (فرماں بردار) ہیں۔“

3- حضرت ابراہیم علیہ السلام کے عظیم المرتبت پڑپوتے حضرت یوسف علیہ السلام کو قید میں بھی ایک ہی سبق یاد رہا اور وہ سبق توحید پر ایمان اور شرک سے بیزاری کا تھا اور یہی سبق آپ نے اپنے ساتھی قیدیوں کو بھی نہایت ہی خوش اسلوبی سے پڑھایا:

﴿قَالَ لَا يَأْتِيكُمَا طَعَامٌ تُرْزَقِينَ إِلَّا نَبَاتُكُمَا بِتَأْوِيلِهِ قَبْلَ أَنْ يَأْتِيَكُمَا ۚ

ذَلِكُمْ مِمَّا عَلَّمَنِی رَبِّی ۚ اِنِّیۤ اَسْرَکْتُ مِلَّةَ قَوْمٍ لَا یُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ وَهُمْ بِالْآخِرَةِ هُمْ  
 كٰفِرُوْنَ ۝ وَاتَّبَعْتُ مِلَّةَ اٰبَآئِیۤ اِبْرٰهٖمَ وَ اِسْحٰقَ ۚ وَ یَعْقُوْبَ ۚ مَا كَانَ لَنَا اَنْ نُّشْرِكَ  
 بِاللّٰهِ مِنْ شَیْءٍ ۚ ذٰلِكَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ عَلَیْنَا وَ عَلَی النَّاسِ ۚ لٰكِنْ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا  
 یَشْكُرُوْنَ ۝ بِصَاحِبِی السَّجْنِ ۚ اَرْبَابٌ مُّتَفَرِّقُوْنَ خَیْرًا مِّنَ اللّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ۝ مَا  
 تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ اِلَّا اَسْمَآءٌ سَمَّیْتُمُوْهَا اَنْتُمْ وَ اٰبَاؤُكُمْ ۚ مَا اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ ۚ  
 اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ۚ اَمْرٌ اَلَّا تَعْبُدُوْا اِلَّا اِیَّاهُ ۚ ذٰلِكَ الدِّیْنُ الْقَیْمُ ۚ وَلٰكِنْ اَكْثَرَ النَّاسِ  
 لَا یَعْلَمُوْنَ ﴿ [یوسف: 37-40]

”یوسفؑ نے کہا: ”یہاں جو کھانا تمہیں ملا کرتا ہے اس کے آنے سے پہلے میں تمہیں  
 ان خوابوں کی تعبیر بتا دوں گا۔ یہ ان علوم میں سے ہے جو میرے رب نے مجھے عطا کیے ہیں۔ واقعہ  
 یہ ہے کہ میں نے ان لوگوں کا طریقہ چھوڑ کر جو اللہ پر ایمان نہیں لاتے اور آخرت کا انکار کرتے  
 ہیں، اپنے بزرگوں: ابراہیمؑ، اسحاقؑ اور یعقوبؑ کا طریقہ اختیار کیا ہے۔ ہمارا یہ کام نہیں ہے کہ اللہ  
 کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرائیں۔ درحقیقت یہ اللہ کا فضل ہے ہم پر اور تمام انسانوں پر (کہ اس نے  
 اپنے سوا کسی کا بندہ ہمیں نہیں بنایا) مگر اکثر لوگ شکر نہیں کرتے۔ اے زنداں کے ساتھیو! تم خود ہی  
 سوچو کہ بہت سے متفرق رب بہتر ہیں یا وہ ایک اللہ جو سب پر غالب ہے؟ اس کو چھوڑ کر تم جن کی  
 بندگی کر رہے ہو وہ اس کے سوا کچھ نہیں ہیں کہ بس چند نام ہیں جو تم نے اور تمہارے آباء و اجداد  
 نے رکھ لیے ہیں اللہ نے ان کے لیے کوئی سند نازل نہیں کی۔ فرمانروائی کا اقتدار اللہ کے سوا کسی  
 کے لیے نہیں ہے اس کا حکم ہے کہ خود اس کے سوا تم کسی کی بندگی نہ کرو۔ یہی ٹھیکہ سیدھا طریق  
 زندگی ہے مگر اکثر لوگ جانتے نہیں ہیں۔“

4- اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خانہ کعبہ کی  
 تعمیر کے لیے (جگہ تجویز کرتے ہوئے شرک کی آلودگی سے بچتے رہنے کی  
 بھی ہدایت فرمائی اور) دیگر ہدایات کے علاوہ (پوری دنیا کے لوگوں کو حج کے

لیے بلاوا دینے کا حکم دیا۔ ہمارے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنتِ عالی ہے کہ جو حج کرنے آئے وہ کلمات لبیک پڑھتے ہوئے آئے اور جب حج ختم کر کے واپس جائے تو پھر کلمات پڑھے۔ دونوں صورتوں میں کلمات کا مفہوم توحید کے آوازے کو بلند کرنا اور شرک سے بیزاری کا اظہار ہے:

﴿وَإِذْ بَوَّأْنَا لِإِبْرَاهِيمَ مَكَانَ الْبَيْتِ أَنْ لَا تُشْرِكْ بِي شَيْئًا وَطَهِّرْ بَيْتِيَ لِلطَّائِفِينَ وَالْقَائِمِينَ وَالرُّكَّعِ السُّجُودِ ۝ وَادِّخْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ يَأْتُوكَ رِجَالًا وَعَلَى كُلِّ ضَامِرٍ يَأْتِينَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيقٍ﴾ [الحج: 26-27]

”یاد کرو، وہ وقت جب کہ ہم نے ابراہیم کے لیے اس گھر (خانہ کعبہ) کی جگہ تجویز کی تھی (اس ہدایت کے ساتھ) کہ میرے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کرو اور میرے گھر کو طواف کرنے والوں اور قیام و رکوع کرنے والوں کے لیے پاک رکھو اور لوگوں کو حج کے لیے اذن عام دے دو کہ وہ تمہارے پاس ہر دروازہ پر دراز مقام سے پیدل اونٹوں پر سوار ہو کر آئیں تاکہ وہ فائدے دیکھیں جو یہاں ان کے لیے رکھے گئے ہیں۔“

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا أَنَّ تَلْبِيَةَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْتِكَ اللَّهُمَّ لَيْتِكَ لَا شَرِيكَ لَكَ لَيْتِكَ إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكُ لَا شَرِيكَ لَكَ وَقَالَ وَكَانَ عَبْدُ اللَّهِ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا يَزِيدُ فِيهَا لَيْتِكَ لَيْتِكَ وَسَعْدِيكَ وَالْخَيْرُ بِيَدِيكَ لَيْتِكَ وَالرَّغْبَاءُ إِلَيْكَ وَالْعَمَلُ (صحیح مسلم: کتاب الحج: باب التلبیة وصفتها و وقتها)

”عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا کہ لبیک پکارنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ تھا: لَيْتِكَ اللَّهُمَّ لَيْتِكَ لَا شَرِيكَ لَكَ لَيْتِكَ إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكُ لَا شَرِيكَ لَكَ (یعنی حاضر ہوں تیری خدمت میں یا اللہ حاضر ہوں تیری خدمت میں۔ حاضر ہوں کوئی شریک نہیں۔ حاضر ہوں میں بے شک سب تعریف اور نعمت



تیرے لیے ہے اور ملک تیرا ہی ہے اور تیرا کوئی شریک نہیں ہے اور عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ان میں یہ کلمات زیادہ پڑھتے تھے: لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ بِيَدَيْكَ لَبَّيْكَ وَالرَّغْبَاءُ إِلَيْكَ وَالْعَمَلُ (یعنی میں حاضر ہوں تیری خدمت میں اور میں حاضر ہوں تیری خدمت میں اور سعادت سب تیری ہی طرف سے ہے اور خیر تیرے ہی دونوں ہاتھوں میں ہے۔ حاضر ہوں میں تیرے آگے اور رغبت کرتا ہوں میں تیری ہی طرف اور عمل تیرے ہی لیے ہے۔“

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَفَلَ مِنَ الْجَبُوشِ أَوْ السَّرَايَا أَوْ الْحَجِّ أَوْ الْعُمْرَةِ إِذَا أَوْفَى عَلَى نَبِيَّةٍ أَوْ قَدَفِدٍ كَبِيرٍ ثَلَاثًا ثُمَّ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ أَنْبُؤُنْ عَابِدُونَ سَاجِدُونَ لِلْوَيْلِ لَنَا حَامِدُونَ صَدَقَ اللَّهُ وَغَدَهُ وَنَصَرَ عَبْدَهُ وَهَزَمَ الْأَحْزَابَ وَحْدَهُ۔

(صحیح مسلم: کتاب الحج، باب ما یقال اذا رجع من سفر الحج وغیرہ)

”عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب لوٹتے لشکروں سے یا چھوٹی جماعت سے لشکر کی یاج و عمرہ سے تو جب پہنچ جاتے کسی ٹیلہ پر یا اونچی زمین کنکریلی پر تو تین بار ”اللہ اکبر“ کہتے پھر پڑھتے لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ أَنْبُؤُنْ عَابِدُونَ سَاجِدُونَ لِلرَّبِّ نَا حَامِدُونَ صَدَقَ اللَّهُ وَغَدَهُ وَنَصَرَ عَبْدَهُ وَهَزَمَ الْأَحْزَابَ وَحْدَهُ“ (یعنی کوئی لائق عبادت کے نہیں ہے سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کوئی شریک نہیں اس کا“ اسی کی ہے سلطنت اور اسی کے لیے ہے سب تعریف اور وہ سب کچھ کر سکتا ہے۔ ہم بونے والے رجوع کرنے والے عبادت کرنے والے سجدہ کرنے والے اپنے رب کی خاص حمد کرنے والے ہیں۔ سچا کیا اللہ پاک نے وعدہ اپنا اور مدد کی اپنے بندے کی اور شکست دی لشکروں کو اسی اکیلے نے)“



## توحید پر ایمان اور شرک سے بیزاری ہی صراطِ مستقیم ہے

1- قیامت کے دن مجرموں کو علیحدہ کھڑا کر کے پوچھا جائے گا کہ کیا انھیں یہ نہیں بتایا گیا تھا کہ صرف ایک اللہ تعالیٰ کی بندگی کرنا ہی صراطِ مستقیم ہے:

﴿وَأَمَّا زُوا الْيَوْمَ أَيُّهَا الْمُجْرِمُونَ ۚ أَلَمْ نَعْهَدَ إِلَيْكُمْ بِبَنِي آدَمَ أَنْ لَا تُعْبُدُوا الشَّيْطَانَ ۚ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُبِينٌ ۚ وَأَنْ أَغْبُدُونِي ۚ هَذَا صِرَاطٌ مُسْتَقِيمٌ﴾

[نہ: 59-61]

”اور اے مجرمو! آج تم چھٹ کر الگ ہو جاؤ۔ اولادِ آدم! کیا میں نے تم کو ہدایت نہ کی تھی کہ شیطان کی بندگی نہ کرو۔ وہ تمہارا کھلا دشمن ہے اور میری ہی بندگی کرو یہ سیدھا راستہ ہے۔“

2- حضرت ابراہیم علیہ السلام جو یہودیوں، عیسائیوں اور مسلمانوں کے مشترکہ رہنما ہیں، کبھی مشرک نہ تھے اللہ تعالیٰ نے ان کو (توحید کا) صراطِ مستقیم دکھادیا تھا:

﴿إِنَّ إِبْرَاهِيمَ كَانَ أُمَّةً قَانِتًا لِلَّهِ حَنِيفًا ۖ وَلَمْ يَكُ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ۚ شَاكِرًا لِّأَنْعَمِهِ ۖ اجْتَبَاهُ وَهَدَاهُ إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ﴾ [نحل: 120-121]

”واقعہ یہ ہے کہ ابراہیم اپنی ذات میں ایک پوری امت تھے اللہ کے مطیع فرمان اور مشرکوں میں سے نہ تھے۔ اللہ کی نعمتوں کا شکر ادا کرنے والے تھے۔ اللہ نے ان کو منتخب کر لیا اور سیدھا راستہ دکھایا۔“

3- حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی امت کو واشگاف الفاظ میں یہ

حقیقت بتادی کہ اللہ تعالیٰ ہی سب کا رب ہے اور صرف اسی کی عبادت کرنا ہی صراطِ مستقیم ہے:

﴿وَلَمَّا جَاءَ عِيسَىٰ بِالْبَيِّنَاتِ قَالَ قَدْ جِئْتُكُمْ بِالْحِكْمَةِ وَلِأُبَيِّنَ لَكُمْ بَعْضَ الَّذِي تَخْتَلَفُونَ فِيهِ ۖ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا ۝ إِنَّ اللَّهَ هُوَ رَبُّكُمْ فَأَعْبُدُوهُ ۚ هَذَا صِرَاطٌ مُسْتَقِيمٌ﴾ [الزخرف: 63-64]

”اور جب عیسیٰ صریح نشانیاں لیے ہوئے آیا تھا تو اس نے کہا تھا کہ ”میں تم لوگوں کے پاس حکمت لے کر آیا ہوں اور اس لیے آیا ہوں کہ تم پر بعض ان باتوں کی حقیقت کھول دوں جن میں تم اختلاف کر رہے ہو لہذا تم اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ ہی میرا رب بھی ہے اور تمہارا رب بھی۔ اسی کی تم عبادت کرو۔ یہی سیدھا راستہ ہے۔“

4- رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ارشاد کیا گیا کہ وہ بر ملا یہ اعلان کر دیں کہ جس صراطِ مستقیم کی ان کو نشان دہی کی گئی ہے (وہ کوئی نئی نہیں ہے) وہ تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کا طریقہ ہے اور وہ مشرک نہیں تھے۔ آپ کو یہ بھی فرمایا گیا کہ اعلان کر دیں کہ آپ کی تمام عبادتیں اور جینا اور مرنا سب کچھ اللہ رب العالمین کے لیے ہے جس کا کوئی شریک نہیں ہے:

﴿قُلْ إِنِّي هَدَانِي رَبِّي إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ۚ دِينًا قِيمًا مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا ۚ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ۝ قُلْ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ لَا شَرِيكَ لَهُ ۚ وَبِذَلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ﴾

[الانعام: 161-163]

”اے نبی ﷺ! کہو میرے رب نے بالیقین مجھے سیدھا راستہ دکھا دیا ہے۔ بالکل ٹھیک دین جس میں کوئی ٹیڑھ نہیں ابراہیمؑ کا طریقہ جسے یکسو ہو کر اس نے اختیار کیا تھا اور وہ مشرکوں میں سے نہ تھا۔ کہو میری نماز میرے تمام مراسم عبادت میرا جینا اور میرا مرنا سب کچھ اللہ

رب العالمین کے لیے ہے۔ جس کا کوئی شریک نہیں۔ اسی کا مجھے حکم دیا گیا ہے اور سب سے پہلے سراطعت جھکانے والا میں ہوں۔“

5- اللہ تعالیٰ نے مشرکوں سے براہ راست ایک سیدھا سا سوال کیا ہے کہ رحمان کے مقابلے میں ان کی مدد کون کر سکتا ہے؟ کون ہے کہ رحمان رزق روک دے تو وہ ان مشرکوں کو رزق دے اور کیا وہ (مشرک) اچھا ہے جو منہ اوندھا کیے ہوئے چل رہا ہے یا وہ (موحد) اچھا ہے جو سر اٹھائے ہوئے (توحید) کے سراط مستقیم پر چلتا ہے:

﴿ اَمَّنْ هَذَا الَّذِي هُوَ جُنْدٌ لَّكُمْ يَنْصُرُكُم مِّنْ دُونِ الرَّحْمٰنِ ط اِنَّ الْكٰفِرُوْنَ اِلَّا فِیْ غُرُوْرٍ ۝ اَمَّنْ هَذَا الَّذِي یُرْزُقُكُمْ اِنْ اَمْسٰكَ رِزْقَهٗ ؕ بَلْ لَّجُوْا فِیْ غٰوٍ وَّ نَفُوْرٍ ۝ اَفَمَنْ یَّمْشِیْ مُكِبًا عَلٰی وُجْهِهِ اَهْدٰی اَمَّنْ یَّمْشِیْ سَوِیًّا عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ﴾ [الملک: 20-22]

”بتاؤ“ آخر وہ کونسا لشکر تمہارے پاس ہے جو رحمان کے مقابلے میں تمہاری مدد کر سکتا ہے؟ حقیقت یہ ہے کہ یہ منکر دھوکے میں پڑے ہوئے ہیں۔ یا پھر بتاؤ کون ہے جو تمہیں رزق دے سکتا ہے۔ اگر رحمان اپنا رزق روک لے؟ دراصل یہ لوگ سرکشی اور حق سے گریز پر اڑے ہوئے ہیں۔ بھلا سوچو جو شخص منہ اوندھا کیے چل رہا ہو وہ زیادہ صحیح راہ پانے والا ہے یا وہ جو سر اٹھائے سیدھا ایک ہموار سڑک پر چل رہا ہو۔“



تمام انبیاء کرام علیہم السلام کی دعوت کا سب سے بنیادی

اور مشترک نکتہ عقیدہ توحید پر ایمان اور شرک سے بیزاری

1- سابقہ انبیاء کرام علیہم السلام کو بھی توحید باری تعالیٰ اور صرف اسی کی عبادت کرنے کی وحی کی گئی:

﴿وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رُسُولٍ إِلَّا نُوْحِيْ اِلَيْهِ اِنَّهٗ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنَا فَاعْبُدْنِیْ﴾ [الانبیاء: 25]

”ہم نے تم سے پہلے جو رسول بھی بھیجا ہے اس کو یہی وحی کی ہے کہ میرے سوا کوئی الہ نہیں ہے پس تم لوگ میری ہی بندگی کرو۔“

2- تمام امتوں کے انبیاء کرام علیہم السلام نے لوگوں کو اللہ کی بندگی کرنے اور طاغوت کی پرستش سے بچنے کا پیغام دیا:

﴿وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنْ اَعْبُدُوا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ ۚ فَمِنْهُمْ مَنْ هَدٰى اللّٰهُ وَمِنْهُمْ مَنْ حَقَّتْ عَلَيْهِ الضَّلٰلَةُ ۚ فَيَسْیَرُوْا فِی الْاَرْضِ فَاَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عٰقِبَةُ الْمُكَذِّبِیْنَ﴾ [الحل: 36]

”ہم نے ہر امت میں ایک رسول بھیج دیا اور اس کے ذریعہ سب کو خبردار کر دیا کہ ”اللہ کی بندگی کرو اور طاغوت کی بندگی سے بچو۔“ اس کے بعد ان میں سے کسی کو اللہ نے ہدایت بخشی اور کسی پر ضلالت مسلط ہو گئی۔ پھر ذرا زمین میں چل پھر کر دیکھ لو کہ جھٹلانے والوں کا کیا انجام ہو چکا ہے۔“

3- رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے جتنے بھی انبیاء کرام علیہم السلام آئے ان میں سے کسی سے بھی پوچھا جائے تو وہ یہی بتائے گا کہ

خدائے رحمان کے سوا اللہ تعالیٰ نے کوئی معبود مقرر نہیں فرمایا:

﴿وَسْئَلُ مَنْ أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رُسُلِنَا أَجَعَلْنَا مِنْ دُونِ الرَّحْمَنِ إِلَهًا يُعْبَدُونَ﴾ [الزخرف: 45]

”تم سے پہلے جنے رسول بھیجے تھے ان سب سے پوچھ کر دیکھو کیا ہم نے خدائے رحمن کے سوا کچھ دوسرے معبود بھی مقرر کیے تھے کہ ان کی بندگی کی جائے؟“

4- تمام انبیائے کرام علیہم السلام کی طرف یہ وحی کی گئی کہ جو کوئی بھی شرک کرے گا اس کے عمل ضائع ہو جائیں گے اور وہ خسارے میں رہے گا:

﴿وَلَقَدْ أَوْحَىٰ إِلَيْكَ وَإِلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكَ لَئِنْ أَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ ۝ بَلِ اللَّهَ فَاعْبُدْ وَكُنْ مِنَ الشَّاكِرِينَ﴾

[الزمر: 65-66]

” (یہ بات تمہیں ان سے صاف کہہ دینی چاہیے کیوں کہ) تمہاری طرف اور تم سے پہلے گزرے ہوئے تمام انبیاء کی طرف یہ وحی بھیجی جا چکی ہے کہ اگر تم نے شرک کیا تو تمہارا عمل ضائع ہو جائے گا اور تم خسارے میں رہو گے۔ لہذا (اے نبی) تم بھی اللہ ہی کی بندگی کرو اور شکر گزار بندوں میں ہو جاؤ۔“

5- رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ ارشاد فرمایا گیا کہ اہل کتاب (یہودیوں اور عیسائیوں) کو اس مشترک نکتہ کی طرف دعوت دیں کہ وہ صرف اللہ تعالیٰ کی بندگی کریں، اس کے ساتھ کوئی شریک نہ بنائیں اور اپنے جیسے انہانوں کو اپنا رب نہ بنائیں:

﴿قُلْ يَاهَٰئِلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللَّهِ ۚ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ﴾ [آل عمران: 64]



”اے نبی ﷺ کہہ دو! اے اہل کتاب! آؤ ایک ایسی بات کی طرف جو ہمارے اور تمہارے درمیان یکساں ہے۔ یہ کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی بندگی نہ کریں اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں اور ہم میں سے کوئی اللہ کے سوا کسی کو اپنا رب نہ بنالے۔“

6- عیسائی قیصر روم ہرقل کی طرف رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نامہ مبارک میں بھی آیہ مذکورہ بالا [آل عمران: 64] کے حوالہ سے ہی دعوت اسلام دی گئی اور اسے توحید پر ایمان اور ترک شرک کی طرف بلایا:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو سَفْيَانَ مِنْ فِيهِ إِلَى فِي قَالَ انْطَلَقْتُ فِي الْمُدَّةِ الَّتِي كَانَتْ بَيْنِي وَبَيْنَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَبِينَا أَنَا بِالْشَّامِ إِذْ جِئْتُ بِكِتَابٍ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى هِرَقْلَ ..... فَإِذَا فِيهِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ مِنْ مُحَمَّدٍ رَسُولِ اللَّهِ إِلَى هِرَقْلَ عَظِيمِ الرُّومِ سَلَامٌ عَلَى مَنْ اتَّبَعَ الْهُدَى أَمَا بَعْدُ فَإِنِّي أَدْعُوكَ بِدَعَايَةِ الْإِسْلَامِ أَسْلِمَ تَسْلِمًا . أَسْلِمَ يُؤْتِكَ اللَّهُ أَجْرَكَ مَرَّتَيْنِ فَإِن تَوَلَّيْتَ فَإِنَّ عَلَيْكَ إِثْمَ الْأَرِيسِيِّينَ وَ ﴿يَا هَلْ الْكِتَابُ تَعَالَوْا إِلَى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللَّهِ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ﴾

صحیح البخاری: کتاب التفسیر باب (يَا هَلْ الْكِتَابُ تَعَالَوْا إِلَى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ

أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ)﴾

”عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا مجھ سے سفیان نے منہ در منہ بیان کیا وہ کہتے تھے جس زمانہ میں مجھ میں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں صلح تھی (یعنی صلح حدیبیہ کے زمانہ میں) میں شام کے ملک میں تھا اتنے میں معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک خط ہرقل (بادشاہ روم) کے نام آیا ہے۔“

اس میں یہ لکھا تھا، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ہرقل روم کے بادشاہ کو معلوم ہو، جو شخص سچے راستے کی پیروی کرے اس پر سلام اما بعد: میں تجھ کو اسلام کے کلمے (لا الہ الا اللہ) کی طرف بلاتا

ہوں، مسلمان ہو جا، پکار ہیگا، مسلمان ہو جا، اللہ تجھ کو دو ہر اٹواں دے گا۔ اگر تو نہ مانے گا تو یہ سمجھ رکھ تیری رعایا کا بھی وبال تجھ پر ہی پڑے گا۔ اس کے بعد یہ آیت تھی:

﴿قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللَّهِ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ﴾ [آل عمران: 64]

فائدہ: صحیح البخاری اور صحیح مسلم کی متفق علیہ حدیث کے مطابق ایمان کی سب سے افضل شاخ ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ کہنا ہے۔ حدیث کا متن ترجمہ اور حوالہ ذیل میں درج ہیں:

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
الْإِيمَانُ بِضْعٌ وَسَبْعُونَ شُعْبَةً فَأَفْضَلُهَا: قَوْلُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَدْنَاهَا: إِمَاطَةُ  
الْأَذَى عَنِ الطَّرِيقِ وَالْحَيَاءُ شُعْبَةٌ مِنَ الْإِيمَانِ - مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ -

(مشکوٰۃ المصابیح: کتاب الایمان، باب ندارد: حدیث ۵)

”ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایمان کی قریباً ستر شاخیں ہیں۔ سب سے افضل شاخ ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ کہنا ہے اور سب سے ادنیٰ شاخ تکلیف دینے والی چیز کو راستے سے ہٹانا ہے۔ نیز شرم و حیا بھی ایمان کی شاخ ہے۔“

حدیث مذکورہ کا مفہوم ”توحید سب سے بڑی نیکی ہے“ شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب حجۃ اللہ البالغہ کا ایک ذیلی عنوان ہے۔ اس کے تحت آپ فرماتے ہیں:

سب سے بڑی اور نیکیوں کی جڑ توحید ہے۔ کیوں کہ ان ملکات چہارگانہ مذکورہ بالا میں جو حقیقی سعادت کے حصول کا موجب ہے۔ عظیم ترین خلق ”اخبات“ ہے جس کا مفہوم ہے رب العالین کی عظمت اور اس کے جلال و کبریائی کے سامنے ہر وقت عاجزی کے ساتھ جھکے رہنا، اس خلق کا حصول توحید پر موقوف ہے۔ یہ ہم پہلے کہہ چکے ہیں کہ تدبیر علمی اور تدبیر عملی دونوں میں سے

مفید تہذیبِ علمی ہے۔ عقیدہ توحید کا استحکام ہے اس کی بدولت انسان اپنی پوری توجہ کو غیب الغیب (ذاتِ اقدس پر مرکوز رکھ سکتا ہے) اور اس کے ساتھ اس کو ایک طرح کا مقدس تعلق اور ارتباط حاصل ہو سکتا ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی اہمیت کا اظہار ان لفظوں میں فرمایا ہے کہ تمام نیکیوں میں وہ بمنزلہ قلب کے ہے جس کی صحت و سلامتی اور صلاحیت تمام جسم کی صلاح و فلاح کا موجب ہوتی ہے لیکن اگر اس میں فساد و اختلال آجائے تو سارے جسم کا نظام درہم برہم ہو جاتا ہے۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس شخص کے حق میں جس کی موت توحید پر ہو بلا شرط جنت کی بشارت دی ہے۔ ارشاد ہے کہ: ”جو شخص ایسی حالت میں مر جائے جب کہ وہ خدائے بزرگ و برتر کے ساتھ کسی کو بھی شریک نہ ٹھہراتا ہو وہ جنت میں داخل ہو گا۔“ بعض روایات میں یہ بھی ہے: ”ایسے شخص پر اللہ تعالیٰ نے دوزخ کی آگ کو حرام کر رکھا ہے۔“ بعض دوسری روایات میں آیا ہے کہ اس شخص کو جنت میں داخل ہونے سے نہیں روکا جائے گا۔“ ایک حدیث قدسی ہے کہ ”جو شخص اتنے گناہ کر کے میرے سامنے ہو جس سے کہ زمین بھر سکتی ہے لیکن اس نے شرک نہیں کیا تو ایسے شخص کا میں اتنی ہی عفو و مغفرت کے ساتھ خیر مقدم کروں گا جتنے کہ اس نے گناہ کیے ہیں۔“

(حجۃ اللہ البالغہ مصنفہ شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ ترجمہ مولانا عبد الرحیم مرحوم مطبوعہ قوی

کتب خانہ لاہور جلد اول ص ۳۳۵)



## دوسرا باب

شُرکِ ظلمِ عظیم، اللہ تعالیٰ کی بے قدری اور اس سے  
بے وفائی، انسانیت کی توہین، رسول اکرم ﷺ کی شفاعت  
سے محرومی اور ہمیشہ ہمیشہ کے لیے دوزخ میں رہنے  
کا موجب ہے

- ☆ شرک - سب سے بڑا اور ناقابلِ معافی گناہ
- ☆ مشرکوں کی محرومیاں (اعاذنا اللہ منها)
- ☆ مشرک اپنے ہی جیسے انسانوں کو اپنا معبود بنا کر  
اپنے شرفِ انسانی کو مجروح کرتا ہے اور اپنے نفس  
کو بدترین طریقے سے ذلیل کرتا ہے۔
- ☆ شرکِ ظلمِ عظیم اس لیے ہے کہ مشرک ایک انتہائی  
بدکار، چھٹال بیوی کی طرح اللہ ذوالجلال سے بے  
وفائی کا مرتکب ہوتا ہے۔





## شرک..... سب سے بڑا اور ناقابل معافی گناہ

1- حضرت لقمان علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو نصیحت فرمائی کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا کہ شرک بہت بڑا ظلم ہے:

﴿وَأَذِّقْ لِقْمَ لِقْمَيْنِ لَابِنِهِ وَهُوَ يَعِظُهُ، يَنْبَغِي لَا تُشْرِكَ بِاللَّهِ إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ﴾ [لقمان: 13]

”یاد کرو جب لقمان اپنے بیٹے کو نصیحت کر رہا تھا تو اس نے کہا: بیٹا! خدا کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا حق یہ ہے کہ شرک بہت بڑا ظلم ہے۔“

2- جس آیہ مبارکہ [الانعام: 83] میں ان لوگوں کو بشارت دی گئی ہے جو اپنے ایمان کو ظلم سے آلودہ نہیں کرتے۔ وہاں ”ظلم“ سے مراد شرک ہے:

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ هَذِهِ آيَةُ ﴿الَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يَلْبِسُوا إِيمَانَهُمْ بِظُلْمٍ﴾ شَقَّ ذَلِكَ عَلَى أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالُوا إِنَّا لَمْ يَلْبِسْ إِيمَانَهُ بِظُلْمٍ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّهُ لَيْسَ بِذَلِكَ أَلَا تَسْمَعُ إِلَى قَوْلِ لُقْمَانَ لَابِنِهِ ﴿إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ﴾

(صحیح بخاری: کتاب التفسیر باب قوله ﴿لَا تُشْرِكْ بِاللَّهِ إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ﴾)

”عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا جب یہ آیت اتری

﴿الَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يَلْبِسُوا إِيمَانَهُمْ بِظُلْمٍ﴾ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب پر بہت سخت گزری وہ کہنے لگے ہم میں کون ایسا ہے جس نے ایمان کے ساتھ ظلم (یعنی گناہ) نہ کیا ہو؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس آیت میں ظلم سے ہر گناہ مراد نہیں ہے (بلکہ شرک مراد ہے) کیا تم نے لقمان (علیہ السلام) کا قول نہیں سنا جو انھوں نے اپنے بیٹے سے کہا

تھا: ﴿إِنَّ الشُّرَكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ﴾

3- شرک سب سے بڑا گناہ ہے، بالفاظ دیگر یہ اکبر الکبائر ہے:

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ الذَّنْبِ أَعْظَمُ عِنْدَ اللَّهِ قَالَ أَنْ تَجْعَلَ لِلَّهِ نِدًّا وَهُوَ خَلْقَكَ -

(صحیح مسلم: کتاب الایمان، باب بیان کوئی شرک اقبح الذنوب)

”حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا کون سا گناہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بڑا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا یہ کہ تو اللہ کے شریک یا برابر والا کسی اور کو بنائے حالانکہ تجھے اللہ نے پیدا کیا“

4- شرک کے گناہ کی سنگینی کا اس بات سے بھی اندازہ کیا جاسکتا ہے

کہ والدین کے حقوق کا انتہائی زور دار الفاظ میں ذکر کرنے کے بعد قرآن مجید میں دو جگہ یہ حکم دیا گیا ہے کہ اگر ماں باپ بھی اپنی اولاد کو شرک کرنے پر مجبور کریں تو اولاد کے لیے واجب ہے کہ وہ اس ناجائز حکم کی تعمیل کرنے سے صاف انکار کر دیں:

﴿وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا ۖ وَإِنْ جَاهَدَاكَ لِتُشْرِكَ بِي مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا إِلَىٰ مَرْجِعِكُمْ فَأَبِيتُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ﴾

[العنکبوت: 8]

ہم نے انسان کو ہدایت کی کہ اپنے والدین کے ساتھ نیک سلوک کرے، لیکن اگر وہ تجھ پر زور ڈالیں کہ تو میرے ساتھ کسی ایسے (معبود) کو شریک ٹھہرائے جسے تو (میرے شریک کی حیثیت سے) نہیں جانتا تو ان کی اطاعت نہ کر۔ میری طرف ہی تم سب کو لوٹ کر آنا ہے، پھر میں تم کو بتلاؤں گا کہ تم کیا کرتے رہے ہو:

﴿وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ ۖ حَمَلَتْهُ أُمُّهُ وَهْنًا عَلَىٰ وَهْنٍ وَفِصْلُهُ فِئًا

عَامِينَ اِنْ اَشْكُرْ لِي وَلَوْ اَلَدَيْكَ ؕ اِلَى الْمَصِيرِ ۝ وَاِنْ جَاهَدَكَ عَلَى اَنْ تُشْرِكَ  
بِي مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ ۚ فَلَا تُطْعَمُهُمَا وَصَاحِبُهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوفًا ذَوَاتَيْنِ سَبِيلُ  
مَنْ اَنَابَ اِلَى ؕ ثُمَّ اِلَىٰ مَرْجِعِكُمْ فَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿

[القمان: 14-15]

”اور یہ حقیقت ہے کہ ہم نے انسان کو اپنے والدین کا حق پہچاننے کی خود تاکید کی ہے۔ اس کی ماں نے ضعف پر ضعف اٹھا کر اسے اپنے پیٹ میں رکھا اور دو سال اس کا دودھ چھونٹنے میں لگے۔ (اسی لیے ہم نے اس کو نصیحت کی کہ) میرا شکر کر اور اپنے والدین کا شکر بجالاؤ میری ہی طرف تجھے پلٹنا ہے۔ لیکن اگر وہ تجھ پر دباؤ ڈالیں کہ میرے ساتھ تو کسی ایسے کو شریک کرے جسے تو نہیں جانتا تو ان کی بات ہرگز نہ مان۔ دنیا میں ان کے ساتھ نیک برتاؤ کرتا رہ مگر پیروی اس شخص کے راستے کی کہ جس نے میری طرف رجوع کیا ہے۔ پھر تم سب کو پلٹنا میری ہی طرف ہے۔ اس وقت میں تمہیں بتا دوں گا کہ تم کیسے عمل کرتے رہے ہو۔“

5- شرک بہت بڑا جھوٹ ہے۔ بڑے سخت گناہ کی بات ہے۔ گمراہی میں بہت دور نکل جانا ہے۔ شرک اللہ تعالیٰ کو اتنا ناپسندیدہ ہے کہ وہ بس شرک ہی کو معاف نہیں کرتا۔ اس کے علاوہ جتنے بھی گناہ ہیں وہ جسے چاہے معاف کر دیتا ہے:

﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَاءُ ۚ وَمَنْ يُشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ افْتَرٰى اِثْمًا عَظِيْمًا﴾ [النساء: 48]

”اللہ بس شرک ہی کو معاف نہیں کرتا۔ اس کے ماسوا دوسرے جس قدر گناہ ہیں وہ جس کے لیے چاہتا ہے معاف کر دیتا ہے۔ اللہ کے ساتھ جس نے کسی اور کو شریک ٹھہرایا اس نے تو بہت ہی بڑا جھوٹ گھڑ لیا اور بڑے سخت گناہ کی بات کی۔“

﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَاءُ ۚ وَمَنْ



يُشْرِكُ بِاللّٰهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا بَعِيدًا ﴿١١٦﴾ [النساء: 116]

”اللہ کے ہاں بس شرک ہی کی بخشش نہیں ہے اس کے سوا اور سب کچھ معاف ہو سکتا ہے جسے وہ معاف کرنا چاہے۔ جس نے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرایا تو وہ گمراہی میں بہت دور نکل گیا۔“



## مشرکوں کی محرومیاں (اعاذنا اللہ منها)

### 1- مشرکوں کے لیے استغفار کرنا منع ہے

مشرک اتنے بد بخت ہیں کہ رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مومنوں کو اس بات سے منع کر دیا گیا ہے کہ وہ مشرکوں کے لیے استغفار کریں:

﴿مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَنْ يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ وَلَوْ كَانُوا أُولَىٰ قُرْبَىٰ مِنْهُ بَعْدَ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُمْ أَصْحَابُ الْجَحِيمِ﴾ [التوبة: 113]

”نبی ﷺ کو اور ان لوگوں کو جو ایمان لائے ہیں نہ بیا نہیں ہے کہ مشرکوں کے لیے مغفرت کی دعا کریں چاہے وہ قریبی رشتہ دار ہی کیوں نہ ہوں جب کہ ان پر یہ بات کھل چکی ہے کہ وہ جہنم کے مستحق ہیں۔“

### 2- مشرکوں کے تمام اعمال ضائع کر دیئے جاتے ہیں

مشرک کتنے ہی (بظاہر) نیک کام کرے اور خواہ وہ کوئی بھی کیوں نہ ہو، شرک اس کے تمام اعمال ضائع کر دیتا ہے اور اس کے تمام کیے کرائے کو غارت کر دیتا ہے:

﴿وَبَلَدِكَ حُجَّتَا آيَتِنَاهَا إِبْرَاهِيمَ عَلَىٰ قَوْمِهِ ط نَرَفَعُ دَرَجَتَ مَنْ نَشَاءُ ط إِنَّ رَبَّكَ حَكِيمٌ عَلِيمٌ ۝ وَوَهَبْنَا لَهُ إِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ ط كُلًّا هَدَيْنَا ج وَنُوحًا هَدَيْنَا مِنْ قَبْلُ وَمِنْ ذُرِّيَّتِهِ دَاوُدَ وَسُلَيْمَانَ وَأَيُّوبَ وَيُوسُفَ وَمُوسَىٰ وَهَارُونَ ط وَكَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ ۝ وَزَكَرِيَّا وَيَحْيَىٰ وَعِيسَىٰ وَإِيلَاسَ ط كُلٌّ مِّنَ الصَّالِحِينَ ۝ وَإِسْمَاعِيلَ وَالْيَسَعَ وَيُوسُفَ ط وَلُوطًا ط وَكُلًّا فَضَّلْنَا عَلَىٰ الْعَالَمِينَ ۝ وَمِنَ ابْنَانِهِمَا وَذُرِّيَّتِهِمَا وَإِخْوَانِهِمَا ج وَاجْتَبَيْنَاهُمْ وَهَدَيْنَاهُمْ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ۝ ذَٰلِكَ هُدَىٰ اللَّهِ يَهْدِي بِهِ مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ ط وَلَوْ أَشْرَكُوا لَحَبِطَ عَنْهُمْ مَا كَانُوا

يَعْمَلُونَ ﴿الانعام: 84-89﴾

”یہ تھی ہماری جنت جو ہم نے ابراہیم علیہ السلام کو اس کی قوم کے مقابلہ میں عطا کی۔ ہم جسے چاہتے ہیں بلند مرتبے عطا کرتے ہیں۔ حق یہ ہے کہ تمہارا رب نہایت دانا اور علیم ہے۔ پھر ہم نے ابراہیم کو اسحاق اور یعقوب جیسی اولاد دی اور ہر ایک کو راہ راست دکھائی (وہی راہ راست جو) اس سے پہلے نوح کو دکھائی تھی اور اسی کی نسل سے ہم نے داؤد، سلیمان، ایوب، یوسف، موسیٰ اور ہارون کو (ہدایت بخشی) اور اس طرح ہم نیکو کاروں کو ان کی نیکی کا بدلہ دیتے ہیں (اسی کی اولاد سے) زکریا، یحییٰ اور عیسیٰ اور الیاس کو (راہ یاب کیا) ہر ایک ان میں سے صالح تھا (اسی کے خاندان سے) اسماعیل، الیسع اور یونس کو (راستہ دکھایا) ان میں سے ہر ایک کو ہم نے تمام دنیا والوں پر فضیلت عطا کی۔ نیز ان کے آباؤ اجداد اور ان کی اولاد اور ان کے بھائی بندوں میں سے بہتوں کو ہم نے نوازا انھیں اپنی خدمت کے لیے چن لیا اور سیدھے راستے کی طرف ان کی رہنمائی کی۔ یہ اللہ کی ہدایت ہے جس کے ساتھ وہ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے رہنمائی کرتا ہے۔ لیکن اگر کہیں ان لوگوں نے شرک کیا ہوتا تو ان کا سب کیا کرایا غارت ہو جاتا۔“

﴿مَا كَانَ لِلْمُشْرِكِينَ أَنْ يَعْمُرُوا مَسْجِدَ اللَّهِ شَاهِدِينَ عَلَىٰ أَنْفُسِهِمْ بِالْكُفْرِ ۚ أُولَٰئِكَ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ ۖ وَ فِي النَّارِ هُمْ خَالِدُونَ﴾ [التوبہ: 17]

”مشرکین کا یہ کام نہیں ہے کہ وہ اللہ کی مسجدوں کے مجاور و خادم بنیں (در آنحالیکہ) اپنے اوپر وہ خود کفر کی شہادت دے رہے ہیں ان کے تو سارے اعمال ضائع ہو گئے اور جہنم میں انھیں ہمیشہ رہنا ہے۔“

3- روئے مقرر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت سے محرومی۔

ہر نبی کی ایک دعا ہوتی ہے جو ضرور قبول ہوتی ہے۔ ہمارے مہربان، شفیق، غم گسار اور اپنی امت کی نجات کی فکر میں ساری ساری رات رور و کر گزارنے والے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہ دعاء قیامت کے دن اپنی امت کی شفاعت کے لیے چھپا رکھی ہے۔ یہ شفاعت آپ کے ہر

ایک امتی کے لیے ہوگی (یا اللہ! سب کو ان میں شامل کرنا) بشرطیکہ وہ شرک پر نہ مرا ہوا (اعاذنا اللہ منها)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِكُلِّ نَبِيٍّ دَعْوَةٌ مُسْتَجَابَةٌ فَتَعْبَلُ كُلُّ نَبِيٍّ دَعْوَتَهُ وَهِيَ اخْتِبَاثُ دَعْوَتِي شَفَاعَةً لَا مُتَى يَوْمَ الْقِيَمَةِ فَهِيَ نَائِلَةٌ إِنْ شَاءَ اللَّهُ مِنْ مَاتَ مِنْ أُمَّتِي لَا يُشْرِكُ بِاللَّهِ شَيْئًا۔

(صحیح مسلم: کتاب الایمان باب اختباء النبی صلی اللہ علیہ وسلم دعوة الشفاعة لامته)  
 ”ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہر نبی کی ایک دعا ہوتی ہے جو ضرور قبول ہوتی ہے تو ہر ایک نبی نے جلدی کر کے وہ دعا مانگ لی۔ (دنیا ہی میں) اور میں نے اپنی دعا کو چھپا رکھا ہے قیامت کے دن کے واسطے اپنی امت کی شفاعت کے لیے اور خدا چاہے تو میری شفاعت ہر ایک امتی کے لیے ہوگی بشرطیکہ وہ شرک پر نہ مرا ہو۔“

#### 4- مشرکوں پر جنت حرام ہے

مشرکوں پر جنت حرام ہے اور ان کا ٹھکانا دوزخ میں ہے۔ وہ ایسے ظالم ہیں جن کا کوئی مددگار نہیں:

﴿لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ ط وَقَالَ الْمَسِيحُ بَنِي إِسْرَءِيلَ اْعْبُدُوا اللَّهَ رَبِّي وَرَبَّكُمْ ط إِنَّهُ مَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَأْوَاهُ النَّارُ ط وَمَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ أَنْصَارٍ﴾ [المائدہ: 72]

”یقیناً کفر کیا ان لوگوں نے جنہوں نے کہا کہ اللہ مسیح ابن مریم ہی ہے۔ حالانکہ مسیح نے کہا تھا ”اے بنی اسرائیل! اللہ کی بندگی کرو جو میرا بھی اور تمہارا بھی رب ہے۔ جس نے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرایا اس پر اللہ نے جنت حرام کر دی ہے اور اس کا ٹھکانا جہنم ہے اور ایسے ظالموں کا کوئی مددگار نہیں۔“



## افادات

(1) مولانا امین احسن اصلاحیؒ

شرک نہ صرف اللہ تعالیٰ کے حقوق کو تلف کر کے شرک فی الحقوق  
 کا مرتکب ہوتا ہے بلکہ اس کا شرک کرنا خود اس کے اپنے نفس پر بھی  
 سب سے بڑا ظلم ہے۔ شرک اپنے ہی جیسے انسانوں کو اپنا معبود  
 بنا کر اپنے شرف انسانی کو مجروح کرتا ہے اور اپنے نفس کو بدترین  
 طریقے سے ذلیل کرتا ہے:

اللہ تعالیٰ نے انسان کو جو عزت بخشی ہے اور اس کو جو قوتیں اور قابلیتیں عنایت کی ہیں  
 اگر وہ دوتا تو انہیں: یعنی بچپن اور بڑھاپے کی بے چارگیوں کے درمیان گھری ہوئی نہ ہوتیں تو اس  
 کے لیے دعوائے فرعون بھی ناموزون نہ تھا۔ اس کی طبیعت کی بلندی اور تمام کائنات پر اس کے  
 شرف و فضیلت کا تقاضا یہی تھا کہ وہ کسی کی بندگی کرنے کے بجائے خود معبود بننے کا خواہش مند ہوتا  
 لیکن ان تمام عظمتوں کے باوجود جب وہ دیکھتا ہے کہ نہ میں خود اپنے آپ کو اس دنیا میں لایا  
 ہوں نہ یہاں اپنے آپ کو رکھنے ہی پر قادر ہوں اور نہ میں نے آسمان وزمین اور ان کے درمیان  
 کسی چیز کو بنایا نہ ایک مکھی یا بھنگے (پتنگے) کے پر بنا سکنے کی بھی مجھے قوت حاصل ہے تو وہ ضعف و  
 عجز کے تدلل اور شکر و سپاس کے خشوع کے ساتھ ایک ان دیکھی ہستی کے سامنے اپنے تئیں ڈال دیتا  
 ہے اور یہ وہ اس لیے کرتا ہے کہ ایسا کرنے پر اپنے آپ کو مجبور پاتا ہے۔ اس کے بغیر نہ اس کی عقل  
 مطمئن ہوتی ہے نہ اس کے دل کو چین نصیب ہوتا ہے نہ اس کائنات کا معمہ ہی حل ہوتا ہے۔ یہ کہہ  
 چکنے کے بعد جہاں تک اس کی اپنی ذات کا تعلق ہے اس کے دل کی ساری پریشانیوں اور عقل کی  
 الجھنیں دور ہو جاتی ہیں اور کائنات کے اسرار کو حل کرنے کے لیے اس کو وہ سرائل جاتا ہے جس  
 سے ساری گھٹیاں سلجھ جاتی ہیں۔ اس کے بعد اگر کوئی شخص کہتا ہے کہ اس ایک کے سوا کچھ اور بھی

موجود ہیں جن کے آگے سر جھکانا ہے تو اس کا بار ثبوت اس شخص کے ذمہ ہے۔ وہ تو یہ کہہ کر الگ ہو جائے گا کہ میرے نفس کی بلندی نے یہ ایک کے آگے پست ہونا اس لیے گوارا کر لیا کہ اس کے بغیر پناہ نہیں تھی اور اس کے بارہ میں ہم اور تم دونوں متفق ہیں۔ باقی اس کے علاوہ جن کا تم ذکر کرتے ہو ان کی دلیل تم خود لاؤ۔ مجھے خواہ مخواہ بہت سے خدا بنانے کا شوق نہیں ہے۔ میرے لیے تو ایک ہی رب و مولیٰ بس ہے۔ جب کوئی غلام یہ نہیں پسند کرتا کہ کئی آقاؤں کی غلامی کا فائدہ اپنی گردن میں ڈالے تو میں یہ ذلت و دنائت کیوں گوارا کروں کہ بہت سے ارباب کا بندہ بنوں:

﴿أَرْبَابٌ مُّتَفَرِّقُونَ خَيْرٌ أَمِ اللَّهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ﴾ [یوسف: 39]

”الگ الگ بہت سے رب بہتر ہیں یا اکیلا ایک ہی سب پر حاوی و غالب؟“

﴿صَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا رَجُلًا فِيهِ شُرَكَاءُ مُتَشَاكِسُونَ وَ رَجُلًا سَلَمًا لِرَجُلٍ ۚ

هَلْ يَسْتَوِيَانِ مَثَلًا ۚ الْحَمْدُ لِلَّهِ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ﴾ [الزمر: 29]

”اللہ تمہیں بیان کرتا ہے ایک غلام کی جس میں کئی مختلف الاغراض آقا شریک ہیں اور ایک دوسرے غلام کی جو پورے کا پورا ایک ہی آقا کی ملک ہے۔ کیا ان دونوں کا حال یکساں ہوگا۔ سرور اور شکر صرف اللہ ہے لیکن ان کی اکثریت اس حقیقت کو نہیں سمجھتی۔“

لیکن جو دنی الفطرت تھے انھوں نے اپنے نفس کی کوئی قدر نہیں کی اور خدا کی خلافت کا رتبہ پا کر انھوں نے اپنے حقیر سے حقیر خادموں اور اپنے ہی جیسے انسانوں کو اپنا رب بنایا اور اپنے نفس کی وہ اہانت کی جس سے بڑی کوئی اہانت نہیں ہو سکتی: ﴿وَمَنْ يُهِنِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِنْ مُكْرِمٍ﴾ [الحج: 18] (اور جن کو خدا ذلیل کر دے تو ان کو کوئی دوسرا عزت دینے والا نہیں بن سکتا) ﴿وَمَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَكَأَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَاءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ أَوْ تَهْوِي بِهِ الرِّيحُ فِي مَكَانٍ سَحَابٍ﴾ [الحج: 31] اور اللہ کا شریک ٹھہراتا ہے اس کی مثال یوں ہے کہ وہ آسمان سے گرے اور چڑیاں اس کو اچک لیں یا ہوا اس کو کسی اور دور دراز جگہ میں لے جا پھینکے) میں اس رذالت و دنائت کی طرف اشارہ ہے۔

(حقیقت شرک و توحید: مصنفہ مولانا امین احسن اصلاحی ص ۱۹۶-۱۹۸)

## افادات

مولانا امین احسن اصلاحی (2)

شرک ظلم عظیم اس لیے ہے کہ مشرک ایک انتہائی بدکار چھنال بیوی کی طرح اللہ تعالیٰ ذوالجلال سے بے وفائی کا مرتکب ہوتا ہے

قرآن کریم میں شرک کو ظلم عظیم کہا گیا ہے: ﴿إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ﴾ [لقمان: 13] (بے شک شرک ایک بہت بڑا ظلم ہے) ظلم عدل کا ضد ہے۔ اس کے معنی ہیں کسی کی حق تلفی کرنا۔ اوپر ہم یہ بات تفصیل کے ساتھ لکھ چکے ہیں کہ انسان پر سب سے بڑا حق اللہ تعالیٰ کا ہے۔ پس اس کے حق میں کسی کو سا جھی قرار دینا لازماً سب سے بڑے حق کو تلف کرنا ہے۔ اس وجہ سے یہ ظلم عظیم ہوا اور حق تلفی کا ہونا بدیہی ہے ورنہ جس درجہ کی حق تلفی ہوگی اسی درجہ کی دہات بھی ہوگی۔ چنانچہ یہی وجہ ہے کہ قدیم صحیفوں میں شرک کو چھنال سے تشبیہ دی گئی ہے۔ تورات میں یہ مضمون اکثر بیان ہوتا ہے کہ خداوند خدا غیور ہے جس طرح تم یہ نہیں پسند کرتے ہو کہ تمھاری بیوی غیر کی بغل میں ہو اس طرح وہ پسند نہیں کرتا کہ اس کا بندہ غیر کی بندگی کرے۔ قرآن مجید کی پاکیزگی بیان نے اس تشبیہ کو بعینہ تو نہیں اختیار کیا ہے لیکن اس کے مفہوم کو نہایت خوبی کے ساتھ لے لیا ہے۔ چنانچہ بعض جگہ قرآن میں شرک اور زانی اور شرک اور زانیہ کو ایک جگہ جمع کیا ہے۔ مثلاً سورہ نور میں فرمایا: ﴿الزَّانِي لَا يَنْكِحُ إِلَّا زَانِيَةً أَوْ مُشْرِكَةً وَالزَّانِيَةُ لَا يَنْكِحُهَا إِلَّا زَانٍ أَوْ مُشْرِكٌ ۚ وَحُرْمٌ ذَلِكَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ﴾ [النور: 3] (زانی نہ نکاح کرنے پائے مگر کسی زانیہ یا شرک سے اور کسی زانیہ سے نکاح نہ کرے مگر کوئی زانی یا شرک اور اہل ایمان پر یہ چیز حرام ٹھہرائی) دو چیزوں کا ایک ساتھ اجتماع بغیر کسی اشتراک کے نہیں ہوا کرتا۔ اس اصل کو سامنے رکھ کر آدمی جب غور کرتا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ مشرک اور چھنال عورت میں نہایت گہری اخلاقی مناسبت ہے چھنال اپنے تئیں ایک مرد کے حوالہ عقد میں دیتی ہے اس کو اپنی حرمت کا مالک بناتی ہے اس سے نان و نفقہ اور تمام حقوق

حاصل کرتی ہے اور پھر اس کے حق اور اس کی حرمت میں ایک غیر مرد کو شریک کرتی ہے۔ ٹھیک یہی حال ایک مشرک کا ہے۔ وہ خدا سے ربوبیت کا اقرار کرتا ہے، پہلی کہہ کر اس کے ساتھ اپنی بندگی کا عہد باندھتا ہے، رہتا اس کے گھر میں ہے، کھانا اس کا کھاتا ہے، پانی اس کا پیتا ہے، کپڑے اس کے دیے ہوئے پہنتا ہے اور اسکے پاس جو کچھ بھی ہے سب اللہ تعالیٰ ہی کا عطیہ ہے، لیکن اس کے باوجود بندگی غیر کی کرتا ہے، محبت کا دم دوسروں کا بھرتا ہے، یہ اخلاقی حالت ایک زانیہ کی ہو سکتی ہے یا ایک مشرک کی۔ روئے زمین پر یہی دو بے وفائیاں ایسی ہیں جو ایک دوسرے کے لیے مثال بن سکتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ مشرکوں کو قرآن نے خاص بھی کہا ہے اور خیانت عورت کی بے وفائی اور عہد شکنی کے لیے عربی زبان کا ایک مشہور لفظ ہے۔

یہیں سے یہ نکتہ بھی حل ہو گیا کہ قرآن مجید میں کیوں بار بار یہ بات آتی ہے کہ اللہ تعالیٰ ساری خطاؤں کو جس کے لیے چاہے گا، معاف کر دے گا، مگر شرک کو نہیں معاف فرمائے گا۔ ہر شخص جانتا ہے کہ ایک شریف اور غیور شوہر اپنی بیوی کی ہر غلطی معاف کر سکتا ہے، لیکن اس کی بے وفائی کو کبھی معاف نہیں کر سکتا۔ اگر وہ ایسا کرے گا تو وہ شوہر نہیں ہے بلکہ ایک دیوث، کمینہ، لیم اور بے غیرت جانور ہے۔ جب انسان کی غیرت کا یہ عالم ہے تو پھر اس کی غیرت کا تصور کون کر سکتا ہے جس کے جمال غیرت کے لیے ایک ادنیٰ پر تو سے یہ تمام عالم جمال عفت و حمیت سے نورانی ہوا۔ وہ اس بندہ کو کیسے معاف کر سکتا ہے جس نے غیر کی بندگی کا داغ اپنے دامن پر لیا ہے۔ چنانچہ فرمایا ہے:

﴿هُوَ اللَّهُ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْمَلِكُ الْقُدُّوسُ السَّلَامُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ سُبْحَانَ اللَّهِ عَمَّا يُشْرِكُونَ﴾ [الحشر: 23]

”وہی اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں، بادشاہ، یکسر پاک، سراپا سکھ، امن بخش، معتمد، غالب، زور آور، صاحب کبریا۔ اللہ پاک ہے ان چیزوں سے جن کو لوگ اس کا شریک ٹھہراتے ہیں۔“

اس آیت کے اسمائے حسنیٰ میں سے خصوصیت کے ساتھ متکبر کی صفت پر غور کرنا چاہیے اور پھر اس بات کو دیکھنا چاہیے کہ اس کے ساتھ ہی کس طرح شرکاء اور ہم سرروں سے اپنا پاک اور



برتر ہونا بیان کیا ہے جس سے واضح ہوتا ہے کہ جو تکبر اور غیور ہے اور جس کے سوا کسی کے لیے بھی کبریائی زیبا نہیں اس کی غیرت و کبریائی کبھی کسی شریک کو گوارا نہیں کر سکتی۔

زنا اور شرک کی اسی مناسبت کی وجہ سے شرک کو جگہ جگہ (جس ناپاکی) کے لفظ سے بھی تعبیر کیا گیا ہے اور مشرکوں کو نجس بھی کہا گیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے ان خائوں سے جو اس ناپاکی سے آلودہ ہیں اپنے حرم کو پاک کرنے کا حکم دیا ہے کہ خدا اپنے حرم میں بے وفاؤں کی موجودگی کو گوارا نہیں کر سکتا۔ اور یہ قانون الہی مقرر ہے کہ جو جماعت اس نجاست سے آلودہ ہو جاتی ہے وہ اللہ تعالیٰ کے قہر و غضب کی زد میں آ جاتی ہے۔ یہاں تک کہ جو لوگ شرک کی اصلی حقیقت سے واقف ہیں وہ پہلے سے اس قوم کی موت کا فیصلہ کر دیتے ہیں جو شرک کے جراثیم قبول کر لیتی ہے۔ چنانچہ قرآن مجید سے یہ ثابت ہے کہ کسی قوم کے لیے اللہ تعالیٰ کا غضب اس وقت مقدر ہو جاتا ہے جب وہ شرک کی نجاست میں آلودہ ہو جاتی ہے :

﴿قَالَ قَدْ وَقَعَ عَلَيْكُمْ مِنْ رَبِّكُمْ رِجْسٌ وَ غَضَبٌ ۖ أَتَعْجِدُونَنِي فِي  
أَسْمَاءٍ سَمِيتُوهَا أَنْتُمْ وَ آبَاءُكُمْ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ بِهَا مِنْ سُلْطَانٍ ۖ فَاتَنْتَبِرُوا إِنِّي مَعَكُمْ  
مِنَ الْمُنْتَبِرِينَ﴾ [الاعراف: 71]

”اس نے کہا: تم پر تمہارے رب کی جانب سے ناپاکی اور قہر مسلط ہو چکے ہیں۔ کیا تم مجھ سے کچھ فرضی ناموں کے بارے میں جھگڑا رہے ہو جو تم نے اور تمہارے باپ داداؤں نے رکھ چھوڑے ہیں جن کی خدا نے کوئی دلیل نہیں اتاری سو تم بھی انتظار کرو میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرنے والوں میں سے ہوں۔“

(حقیقت شرک و توحید: مصنفہ مولانا امین احسن اصلاحی ص ۱۹۳-۱۹۶)



## تیسرا باب

### توحید فی الصفات

☆ اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے عزت بخشتا ہے اور جس کو چاہتا ہے ذلیل کر دیتا ہے۔ وہی سب کا مددگار کارساز اور خبر گیر ہے۔ اسی کی ذات اس قابل ہے کہ اس پر توکل یا بھروسہ کیا جائے۔ حوصلہ اور صبر بھی اسی ذات کے ساتھ وابستگی ہی سے ملتا ہے حقیقی اختیار اقتدار اعلیٰ اور فرماں روائی صرف اللہ تعالیٰ ہی کی شان ہے

☆ درحقیقت کسی بھی مخلوق کو نفع یا نقصان پہنچانے کی قدرت صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی ذات باری کو حاصل ہے۔ مخلوقات میں سے کوئی بھی حتیٰ کہ عظیم سے عظیم ہستی از خود کسی اور مخلوق کو یا خود اپنے آپ کو بھی (ما فوق الاسباب) نفع یا نقصان پہنچانے کی قدرت نہیں رکھتی۔

☆ اللہ ہی اچھا محافظ۔۔۔ رب ہی بہترین رکھوالا





جو پوری کائنات کا خالق ہے زمین و آسمان کا مالک بھی ہے وہی جس کو چاہتا ہے عزت بخشتا ہے اور جس کو چاہتا ہے ذلیل کر دیتا ہے۔ وہی تو ہمارا بہت ہی اچھا مولیٰ اور بہت ہی اچھا مددگار ہے۔ اس کے سوا کسی کا بھی کوئی نہ کار ساز ہے نہ ہی خبر گیر ہے۔ اس کے علاوہ اور کون ہے جو اس قابل ہو کہ اس پر توکل یا بھروسہ کیا جائے اور اپنے تمام معاملات اسی کے سپرد کر دیے جائیں۔ جب کبھی کسی کو بھی کوئی مشکل پیش آتی ہے تو حوصلہ اور صبر بھی تو اس کی ذات والا صفات کے ساتھ وابستہ ہو کر ہی ملتا ہے۔

1, 2- اللہ تعالیٰ ہی نے ہر چیز کو پیدا کیا ہے۔ وہ خالق کل ہے۔ اس کے سوا کوئی اللہ نہیں۔ بندگی (صرف) اسی کی کرو۔ وہی تو ہے جو ہر چیز کا کار ساز، کفیل اور وکیل ہے:

﴿اللَّهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ وَكِيلٌ﴾ [الرمر: 62]

”اللہ ہر چیز کا خالق ہے اور وہی ہر چیز کا کار ساز ہے۔“

﴿بَدِيعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ اَنۡتَیۡ یَّکُوۡنُ لَہٗ وَلَدٌ وَّلَٰمۡ یَّکُنۡ لَّہٗ صَاحِبَۃٌ ۚ وَخَلَقَ کُلَّ شَیۡءٍ ؕ وَہُوَ بِکُلِّ شَیۡءٍ عَلِیۡمٌ ۝ۚ ذٰلِکُمۡ اللّٰہُ رَبُّکُمۡ ؕ لَاۤ اِلَہَ اِلَّا ہُوَ ۚ خَالِقُ کُلِّ شَیۡءٍ فَاَعۡبُدُوۡہُ ۚ وَہُوَ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ وَکِیۡلٌ﴾ [الانعام: 102-103]

”وہ تو آسمانوں اور زمین کا موجد ہے۔ اس کا کوئی بیٹا کیسے ہو سکتا ہے۔ جب کہ کوئی اس کا شریک زندگی ہی نہیں ہے۔ اس نے ہر چیز کو پیدا کیا ہے اور وہ ہر چیز کا علم رکھتا ہے۔ یہ ہے اللہ تمہارا رب، کوئی الہ اس کے سوا نہیں ہے (وہ) ہر چیز کا خالق (ہے)“ لہذا تم اسی کی بندگی کرو اور وہ ہر چیز کا کارساز ہے۔“

3,4- آسمانوں اور زمینوں میں جو کچھ ہے اس کا مالک صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ مشرق و مغرب کا رب وہی تو ہے۔ اس کے سوا کوئی تمہاری خبر گیری اور تمہاری مدد کرنے والا نہیں ہے۔ کارسازی کے لیے تمہیں وہی کافی ہے۔ اسی کے نام کا ذکر کیا کرو اور سب سے کٹ کر اسی کے ہو رہو:

﴿اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ لَمْ يَكُنْ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ مَا لَكُمْ بَيْنَ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَلٰيٍ وَلَا نَصِيْرٍ﴾ [البقرة: 107]

”کیا تمہیں خبر نہیں ہے کہ زمین اور آسمانوں کی فرماں روا اللہ ہی ہے۔ اس کے سوا کوئی تمہاری خبر گیری کرنے اور تمہاری مدد کرنے والا نہیں ہے۔“

﴿وَلِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ ؕ وَلَقَدْ وَصَّیْنَا الَّذِیْنَ اٰتٰوْا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَاِیَّاكُمْ اَنْ اتَّقُوا اللّٰهَ ؕ وَاِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَنِیًّا حَمِیْدًا ؕ وَلِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ ؕ وَكَفٰی بِاللّٰهِ وَكِیْلًا﴾ [النساء: 131-132]

”آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے سب اللہ ہی کا ہے۔ تم سے پہلے جن کو ہم نے کتاب دی تھی انہیں بھی یہی ہدایت کی تھی اور اب تم کو بھی یہی ہدایت کرتے ہیں کہ خدا سے ڈرتے ہوئے کام کرو، لیکن اگر تم نہیں مانتے تو نہ مانو! آسمان و زمین کی ساری چیزوں کا مالک اللہ ہی ہے اور وہ بے نیاز ہے ہر تعریف کا مستحق۔ ہاں اللہ ہی مالک ہے ان سب چیزوں کا جو آسمانوں

میں ہیں اور جو زمین میں ہیں اور کار سازی کے لیے بس وہی کافی ہے۔“

﴿وَادْكُرْ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبْتَغِ إِلَيْهِ تَبْتِلًا ۝ رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ فَاتَّخِذْهُ وَكِيلًا ۝ وَاصْبِرْ عَلَىٰ مَا يَقُولُونَ وَاهْجُرْهُمْ هَجْرًا جَمِيلًا﴾

[الزمر: 10-9]

”اپنے رب کے نام کا ذکر کیا کرو اور سب سے کٹ کر اسی کے ہو رہو۔ وہ مشرق و مغرب کا مالک ہے اس کے سوا کوئی خدا نہیں لہذا تم اسی کو اپنا وکیل بناؤ اور جو باتیں لوگ بتا رہے ہیں ان پر صبر کرو اور شرافت کے ساتھ ان سے الگ ہو جاؤ۔“

5,6- اللہ تعالیٰ کے سوا جن معبودوں کو مشرک پکارتے ہیں، وہ آسمان و زمین کی ملکیت میں ذات باری کے شریک نہیں ہیں۔ وہ تو کائنات میں کسی ذرہ برابر چیز کے بھی مالک نہیں ہیں اور نہ ہی اللہ تعالیٰ نے ان میں سے کسی کو کاروبار کائنات کو چلانے کے لیے اپنا مددگار بنا رکھا ہے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر جن معبودوں کو یہ مشرک پکارتے ہیں وہ تو ایک پرکھ کے بھی مالک نہیں ہیں۔ (اور جو مالک نہیں ہے اس سے کیا مانگنا اور اسے مدد کے لیے پکارنا ایک عبث بے کار اور بیہودہ کام نہیں تو اور کیا ہے؟)

﴿قُلِ ادْعُوا الَّذِينَ زَعَمْتُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ ۚ لَا يَمْلِكُونَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فِي السَّمَوَاتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ وَمَا لَهُمْ فِيهِمَا مِنْ شَرْكٍَ وَمَا لَهُ مِنْهُمْ ظَهِيرٌ﴾

[الزمر: 22]

”اے نبی! ان مشرکین سے کہو کہ پکار دیکھو اپنے ان معبودوں کو جنہیں تم اللہ کے سوا معبود سمجھتے ہو وہ تو آسمانوں میں کسی ذرہ برابر چیز کے مالک ہیں اور نہ زمین میں۔ وہ آسمان و زمین کی ملکیت میں شریک بھی نہیں ہیں۔ ان میں کوئی اللہ کا مددگار بھی نہیں ہے۔“

﴿يُولِجُ اللَّيْلُ فِي النَّهَارِ وَيُُولِجُ النَّهَارُ فِي اللَّيْلِ وَسَخَّرَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرَ كُلٌّ يَجْرِي لِأَجَلٍ مُّسَمًّى ذَلِكُمُ اللَّهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ ۚ وَالَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ مَا يَمْلِكُونَ مِنْ قِطْمِيرٍ﴾ [الفاطر: 13]

”وہ (اللہ تعالیٰ) دن کے اندر رات اور رات کے اندر دن کو پروتا ہوا لے آتا ہے۔ چاند اور سورج کو اس نے سخر کر رکھا ہے۔ یہ سب کچھ ایک وقت مقرر تک چلے جا رہا ہے۔ وہی اللہ (جس کے یہ سارے کام ہیں) تمہارا رب ہے۔ بادشاہی اسی کی ہے۔ اسے چھوڑ کر جن دوسروں کو تم پکارتے ہو وہ ایک پرکاشہ کے مالک بھی نہیں ہیں۔“

7, 8, 9۔ اللہ تعالیٰ نہایت ہی پیار بھرے اپنائیت والے انداز میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صفات عالیہ بیان فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی طرف بلانے کے کام میں آپ ﷺ کو جو مشکلات پیش آتی ہیں اور جن تکالیف کا آپ کو سامنا کرنا پڑتا ہے ان کا ذکر کر کے آپ کو تسلی دی جاتی ہے۔ حوصلہ اور صبر دیا جاتا ہے آپ ﷺ کو ارشاد کیا جاتا ہے کہ ان ناسازگار حالات کی پروا نہ کریں اور اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کریں کہ اس کی ذات باری اس کے لیے کافی ہے کہ آدمی اپنے معاملات اس کے سپرد کر دے:

﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا ۚ وَدَاعِنَا إِلَى اللَّهِ بِآذِنِهِ وَسِرَاجًا مُّبِينًا ۚ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ بِأَنَّ لَهُمْ مِنَ اللَّهِ فَضْلًا كَبِيرًا ۚ وَلَا تَطْعِ الْكَافِرِينَ وَالْمُنَافِقِينَ وَدَعْ أَذْهَمَ وَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ ۚ وَكَفَى بِاللَّهِ وَكِيلًا﴾

[الحزاب: 45-48]

”اے نبی ﷺ! ہم نے تمہیں بھیجا ہے گواہ بنا کر، بشارت دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر۔ اللہ کی اجازت سے اس کی طرف دعوت دینے والا بنا کر اور روشن چراغ بنا کر۔ بشارت دے

دو ان لوگوں کو جو (تم پر) ایمان لائے ہیں کہ ان کے لیے اللہ کی طرف سے بڑا فضل ہے اور ہرگز نہ دو کفار و منافقین سے، کوئی پرواہ نہ کرو ان کی اذیت رسانی کی اور بھروسہ کرو اللہ پر اللہ ہی اس کے لیے کافی ہے کہ آدمی اپنے معاملات اس کے سپرد کر دے۔“

﴿وَاتَّبِعْ مَا يُوحَىٰ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ ۚ إِنَّ اللَّهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُونَ

خَبِيرًا﴾ [الاحزاب: 2]

”پیروی کرو اس بات کی جس کا اشارہ تمہارے رب کی طرف سے تمہیں کیا جا رہا ہے اللہ ہر اس بات سے باخبر ہے جو تم کرتے ہو۔“

﴿وَقُولُوا نُحِيطُ بِمَا يَكْتُبُ مَا يَنْتَهِونَ ۚ فَأَعْرِضْ عَنْهُمْ وَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ ۚ وَكَفَىٰ بِاللَّهِ وَكِيلًا﴾ [النساء: 81]

”وہ منہ پر کہتے ہیں کہ ہم مطلع فرمان ہیں مگر جب تمہارے پاس سے نکلے ہیں تو ان میں سے ایک گروہ راتوں کو جمع ہو کر تمہاری باتوں کے خلاف مشورے کرتا ہے۔ اللہ ان کی یہ ساری سرگوشیاں لکھ رہا ہے۔ تم ان کی پرواہ نہ کرو اور اللہ پر بھروسہ رکھو وہی بھروسہ کے لیے کافی ہے۔“

10- مومنوں کو ترغیب دی جا رہی ہے کہ اللہ کی راہ میں جہاد کرو جیسا جہاد کرنے کا حق ہے۔ ان سے کہا جا رہا ہے کہ تم دنیا میں ملتِ ابراہیمی کے نمائندے ہو اور لوگوں پر گواہ ہو (اس جہاد میں جو مشکلات پیش آئیں) ان کے مقابلے کے لیے تعلق باللہ کو مضبوط کرو نماز قائم کرو زکوٰۃ دو (اور اس طرح سے) اللہ تعالیٰ کے ساتھ وابستہ ہو جاؤ کہ وہی سب سے اچھا مولیٰ اور اچھا مددگار ہے:

﴿وَجَاهِدُوا فِي اللَّهِ حَقَّ جِهَادِهِ ۚ هُوَ اجْتَبَاكُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي



الَّذِينَ مِنْ حَرَجٍ مِّمَّا يَنِيعُكُمْ إِبْرَاهِيمَ ۖ هُوَ سَمَّكُمُ الْمُسْلِمِينَ مِنْ قَبْلُ وَفِي هَذَا يَكُونُ الرُّسُولُ شَهِيدًا عَلَيْكُمْ وَتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ ۚ فَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ وَاعْتَصِمُوا بِاللَّهِ هُوَ مَوْلَاكُمْ فَنِعْمَ الْمَوْلَىٰ وَنِعْمَ النَّصِيرُ ﴿٧٨﴾

[الحج: 78]

”اللہ کی راہ میں جہاد کرو جیسا کہ جہاد کرنے کا حق ہے۔ اس نے تمہیں اپنے کام کے لیے جن لیا ہے اور دین میں تم پر کوئی تنگی نہیں رکھی۔ قائم ہو جاؤ اپنے باپ ابراہیم کی ملت پر۔ اللہ نے پہلے بھی تمہارا نام ”مسلم“ رکھا تھا اور اس (قرآن) میں بھی (تمہارا یہی نام ہے) تاکہ رسول تم پر گواہ ہو اور تم لوگوں پر گواہ۔ پس نماز قائم کرو زکوٰۃ دو اور اللہ سے وابستہ ہو جاؤ۔ وہ ہے تمہارا مولیٰ۔ بہت ہی اچھا ہے وہ مولیٰ اور بہت ہی اچھا ہے وہ مددگار۔“

11- اپنے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے خطاب کر کے فرمایا جا رہا ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ کے مالک الملک ہونے کا واشگاف اعلان فرمادیں کہ وہی ہے جس کو چاہے حکومت دے اور جس سے چاہے چھین لے جسے چاہے عزت بخشے اور جس کو چاہے ذلیل کر دے۔ کہ وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ دن کو رات میں اور رات کو دن میں تبدیل کرتا ہے۔ بے جان میں سے جاندار کو نکالتا ہے اور جاندار میں سے بے جان کو اور (اللہ ہی تو ہے جو) جسے چاہتا ہے بے حساب رزق دیتا ہے:

﴿قُلِ اللَّهُمَّ مَالِكُ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَاءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَاءُ وَتُعْزِّزُ مَنْ تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَاءُ ۚ بِيَدِكَ الْخَيْرُ ۚ إِنَّكَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝ تُولِجُ اللَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَتُولِجُ النَّهَارَ فِي اللَّيْلِ وَتُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَمِيتِ وَتُخْرِجُ الْمَمِيتَ مِنَ الْحَيِّ ۚ وَتَرْزُقُ مَنْ تَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ﴾ [آل عمران: 26-27]

”کہو! خدا یا مالک کے مالک تو جسے چاہے حکومت دے اور جس سے چاہے چھین لے“

جسے چاہے عزت بخشے اور جس کو چاہے ذلیل کر دے۔ بھلائی تیرے اختیار میں ہے۔ بے شک تو ہر چیز پر قادر ہے۔ رات کو دن میں پروتا ہوا لے آتا ہے اور دن کو رات میں۔ بے جان میں سے جان دار کو نکالتا ہے اور جان دار میں سے بے جان کو۔ اور جسے چاہتا ہے بے حساب رزق دیتا ہے۔“

12- ﴿حَسْبُنَا اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ﴾ (ہمارے لیے اللہ کافی

ہے اور وہی بہترین کارساز ہے) ایسا مبارک کلمہ ہے جسے:

(۱) حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس وقت کہا جب وہ آگ میں ڈالے گئے تھے۔

(ب) حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس وقت کہا تھا جب لوگوں نے ان سے کہا: ”قریش کے کافر آپ سے لڑنے کے لیے جمع ہو گئے ہیں ان سے ڈر کر رہنا۔“

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا ﴿حَسْبُنَا اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ﴾ قَالَهَا إِبْرَاهِيمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ حِينَ أُلْقِيَ فِي النَّارِ وَ قَالَهَا مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ قَالُوا ﴿إِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَرَاذَهُمْ إِيْمَانًا﴾ وَقَالُوا حَسْبُنَا اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ (صحیح البخاری: کتاب التفسیر باب ﴿إِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوا لَكُمْ﴾ آیہ)

”حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ﴿حَسْبُنَا اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ﴾ یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس وقت کہا تھا جب وہ آگ میں ڈالے گئے تھے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی یہ کلمہ کہا تھا جب لوگوں نے ان سے کہا کہ قریش کے کافروں نے آپ سے لڑنے کے لیے بہت جماد کیا ہے ان سے ڈرتے رہنا صحابہ کا یہ خبر سن کر ایمان بڑھ گیا انھوں نے یہی کہا: ﴿حَسْبُنَا اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ﴾ (ہمارے لیے اللہ ہی کافی ہے اور وہ بہترین کارساز ہے)“



حقیقی اختیار اقتدار اعلیٰ اور فرماں روائی صرف اللہ تعالیٰ ہی کی شان ہے۔ آخری فیصلہ کرنے والا وہی ہے۔ وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ کائنات میں حکم صرف اسی کا چلتا ہے اور وہ اپنی حکومت میں کسی کو شریک نہیں کرتا

1- حقیقی اختیار صرف اللہ تعالیٰ ہی کی شان ہے:

﴿وَرَبُّكَ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ وَيَخْتَارُ ۚ مَا كَانَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ ۚ سُبْحَانَ اللَّهِ وَتَعَالَىٰ عَمَّا يُشْرِكُونَ ۝ وَرَبُّكَ يَعْلَمُ مَا تُكِنُّ صُدُورُهُمْ وَمَا يُعْلِنُونَ ۝ وَهُوَ اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ ۚ لَهُ الْخَمْدُ فِي الْأُولَىٰ وَالْآخِرَةِ ۚ وَلَهُ الْحُكْمُ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ﴾

[الفصص: 68-70]

”تیرا رب پیدا کرتا ہے جو کچھ چاہتا ہے اور وہ خود ہی اپنے کام کے لیے جسے چاہتا ہے منتخب کر لیتا ہے۔ یہ انتخاب ان لوگوں کے کرنے کا کام نہیں ہے۔ اللہ پاک ہے اور بہت بالاتر ہے اس شرک سے جو یہ لوگ کرتے ہیں۔ تیرا رب جانتا ہے جو کچھ یہ دلوں میں چھپائے ہوئے ہیں اور جو کچھ یہ ظاہر کرتے ہیں۔ وہی ایک اللہ ہے جس کے سوا کوئی عبادت کا مستحق نہیں۔ اسی کے لیے حمد ہے دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔ فرماں روائی اسی کی ہے اور اسی کی طرف تم سب پلٹائے جانے والے ہو۔“

2- مشرکوں کے ایسے معبود جو انھوں نے اللہ کے سوا بنائے رکھے ہیں

کسی چیز کا بھی فیصلہ کرنے والے نہیں۔ فیصلہ صرف اللہ تعالیٰ ہی کرتا ہے:

﴿وَاللَّهُ يَقْضِي بِالْحَقِّ ۚ وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ لَا يَقْضُونَ شَيْئًا ۚ وَاللَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ﴾

[المومن: 20]

”اور اللہ ٹھیک ٹھیک بے لاگ فیصلہ کرے گا۔ رہے وہ جن کو (یہ مشرکین) اللہ کو چھوڑ

کر پکارتے ہیں وہ کسی چیز کا بھی فیصلہ کرنے والے نہیں ہیں۔ بلاشبہ اللہ ہی سب کچھ سننے اور دیکھنے والا ہے۔“

### 3- کائنات میں حکم صرف اللہ تعالیٰ ہی کا چلتا ہے:

﴿وَقَالَ يَسْبِقُنِي لَا تَدْخُلُوا مِنْ بَابٍ وَاحِدٍ وَادْخُلُوا مِنْ أَبْوَابٍ مُتَفَرِّقَةٍ ۚ وَمَا أُغْنِي عَنْكُمْ مِنَ اللَّهِ مِنْ شَيْءٍ ۚ إِنَّ الْحُكْمَ إِلَّا لِلَّهِ ۚ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ ۚ وَعَلَيْهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُونَ﴾ [یوسف: 67]

”پھر اس نے کہا: میرے بچو! مصر کے دار السلطنت میں ایک دروازے سے داخل نہ ہونا بلکہ مختلف دروازوں سے جانا، مگر میں اللہ کی مشیت سے تم کو نہیں بچا سکتا، حکم اس کے سوا کسی کا بھی نہیں چلتا، اسی پر میں نے بھروسہ کیا اور جس کو بھی بھروسہ کرنا ہو اسی پر کرے۔“

### 4- فرماں روائی کا اقتدار اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کے لیے بھی نہیں ہے:

﴿يُصَاحِبِي السَّحْبَىٰ ۖ أَرْبَابٌ مُتَفَرِّقُونَ خَيْرًا ۖ إِنَّ اللَّهَ الْوَاحِدَ الْقَهَّارُ ۚ مَا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِهِ إِلَّا أَسْمَاءٌ سَمَّيْتُمُوهَا أَنْتُمْ وَآبَاؤُكُمْ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ بِهَا مِنْ سُلْطَانٍ ۚ إِنَّ الْحُكْمَ إِلَّا لِلَّهِ ۚ أَمَرَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ ۚ ذَلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ﴾ [یوسف: 39-40]

”(یوسف علیہ السلام نے فرمایا) اے زنداں کے ساتھیو! تم خود ہی سوچو کہ بہت سے متفرق رب بہتر ہیں یا وہ ایک اللہ جو سب پر غالب ہے؟ اس کو چھوڑ کر تم جن کی بندگی کر رہے ہو وہ اس کے سوا کچھ نہیں ہیں کہ بس چند نام ہیں جو تم نے آباء و اجداد نے رکھ لیے ہیں، اللہ نے ان کے لیے کوئی سند نازل نہیں کی۔ فرمانروائی کا اقتدار اللہ کے سوا کسی کے لیے نہیں ہے اس کا حکم ہے کہ خود اس کے سوا تم کسی کی بندگی نہ کرو۔ یہی ٹھیکہ سیدھا دین ہے مگر اکثر لوگ جانتے نہیں ہیں۔“

### 5- جس بات کا اللہ تعالیٰ فیصلہ کرتا ہے اس کے لیے بس یہ حکم دیتا ہے کہ

”ہوجا“ اور وہ ہوجاتی ہے:

﴿بَدِيعُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ ۖ وَإِذَا قَضَىٰ أَمْرًا فَإِنَّمَا يَقُولُ لَهُ كُنْ

فَيَكُونُ﴾ [البقرة: 117]

”وہ آسمانوں اور زمین کا موجد ہے اور جس بات کا وہ فیصلہ کرتا ہے اس کے لیے بس یہ حکم دیتا ہے کہ ”ہوجا“ اور وہ ہوجاتی ہے۔“

﴿هُوَ الَّذِي يُحْيِي وَيُمِيتُ ۚ فَإِذَا قَضَىٰ أَمْرًا فَإِنَّمَا يَقُولُ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ﴾

[المومن: 68]

”وہی ہے زندگی دینے والا اور وہی ہے موت دینے والا ہے۔ وہ جس بات کا فیصلہ کرتا ہے بس ایک حکم دیتا ہے کہ ہوجا اور وہ ہوجاتی ہے۔“

﴿مَا كَانَ لِلَّهِ أَنْ يَتَّخِذَ مِنْ وَلَدٍ ۚ سُبْحَنَهُ ۚ إِذَا قَضَىٰ أَمْرًا فَإِنَّمَا يَقُولُ

لَهُ كُنْ فَيَكُونُ ۚ وَإِنَّ اللَّهَ رَبِّي وَرَبُّكُمْ فَأَعْبُدُوهُ ۚ هَذَا صِرَاطٌ مُسْتَقِيمٌ﴾

[مریم: 35-36]

”اللہ کا یہ کام نہیں کہ وہ کسی کو بیٹا بنائے۔ وہ پاک ذات ہے۔ وہ جب کسی بات کا فیصلہ کرتا ہے تو کہتا ہے کہ ہوجا اور بس وہ ہوجاتی ہے۔ (اور عیسیٰ علیہ السلام نے کہا تھا کہ) اللہ میرا رب بھی ہے اور تمہارا رب بھی۔ پس تم اسی کی بندگی کرو یہی سیدھی راہ ہے۔“

﴿قَالَتْ رَبِّ أَنَّىٰ يَكُونُ لِي وَلَدٌ وَلَمْ يَمْسَسْنِي بَشَرٌ ۚ قَالَ كَذَلِكِ

اللَّهُ يُخَلِّقُ مَا يَشَاءُ ۚ إِذَا قَضَىٰ أَمْرًا فَإِنَّمَا يَقُولُ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ﴾ [آل عمران: 47]

”یہ سن کر مریم علیہا السلام بولی پروردگار! میرے ہاں بچہ کہاں سے ہوگا مجھے تو کسی شخص نے ہاتھ تک نہیں لگایا جواب ملا ایسا ہی ہوگا اللہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے۔ وہ جب کسی کام کے کرنے کا فیصلہ فرماتا ہے تو بس کہتا ہے کہ ہوجا اور وہ ہوجاتا ہے۔“

9- اللہ تعالیٰ اپنی حکومت میں کسی کو شریک نہیں کرتا:

﴿وَلِبِشُوا فِي كَهْفِهِمْ ثَلَاثَ مِائَةٍ سِنِينَ وَازْدَادُوا تِسْعًا ۚ قُلِ اللَّهُ أَعْلَمُ

بِمَا لُبُّوْا لَهُ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ط اَنْصُرْ بِهٖ وَ اَسْمِعْ ط مَا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِّنْ وَلٰٓئٍ وَّ لَا يَشْرِكُ فِيْ حُكْمِهٖ اَحَدًا ﴿﴾ [الکہف: 25-26]

”اور وہ غار میں تین سو سال رہے اور (کچھ لوگ مدت کے شمار میں) 9 سال اور بڑھ گئے ہیں۔ تم کہو اللہ ان کے قیام کی مدت زیادہ جانتا ہے آسمانوں اور زمین کے سب پوشیدہ احوال اسی کو معلوم ہیں کیا خوب ہے وہ دیکھنے والا اور سننے والا اور زمین و آسمان کی مخلوقات کا کوئی خبر گیر اس کے سوا نہیں اور وہ اپنی حکومت میں کسی کو شریک نہیں کرتا۔“

10- اور تو اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی ارشاد ہوا کہ فیصلہ کے اختیارات میں تمہارا کوئی حصہ نہیں:

﴿لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَيْْءٌ اَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ اَوْ يُعَذَّبَهُمْ فَاِنَّهُمْ ظٰلِمُوْنَ  
وَلِلّٰهِ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الْاَرْضِ ط يَغْفِرُ لِمَن يَشَآءُ وَيُعَذِّبُ مَن يَشَآءُ ط  
وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾ [آل عمران: 128-129]

”اے پیغمبر ﷺ! فیصلہ کے اختیارات میں تمہارا کوئی حصہ نہیں اللہ کو اختیار ہے چاہے انہیں معاف کرے چاہے سزا دے کیوں کہ وہ ظالم ہیں۔ زمین اور آسمانوں میں جو کچھ ہے اس کا مالک اللہ ہے جس کو چاہے بخش دے اور جس کو چاہے عذاب دے وہ معاف کرنے والا اور رحیم ہے۔“

11- حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قریش کو بنی عبدمناف کو اپنے محترم چچا عباس رضی اللہ عنہ بن عبدالمطلب اپنی پیاری پھوپھی صغیہ رضی اللہ عنہا بنت عبدالمطلب اور اپنی جان کے ٹکڑے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے ارشاد فرمایا کہ میرے مال میں سے جو چاہو مانگ لو اور تم اپنی جانوں کو بچالو میں اللہ کے سامنے تم میں سے کسی کے کام نہیں آنے کا۔ (یعنی

اگر تم وہ کلمہ نہ پڑھ لو جس کی میں دعوت دیتا ہوں)

أَنَّ أَبَاهُ رِيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ أَنْزَلَ اللَّهُ ﴿وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ﴾ قَالَ يَامُعَشَرُ قُرَيْشٍ أَوْ كَلِمَةً نَحْوَهَا اشْتَرَوْا أَنْفُسَكُمْ لَا أُغْنِي عَنْكُمْ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا يَا بَنِي عَبْدِ مَنْفٍ لَا أُغْنِي عَنْكُمْ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا يَا عَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ لَا أُغْنِي عَنْكُمْ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا وَيَا صَفِيَّةَ عَمَّةَ رَسُولِ اللَّهِ لَا أُغْنِي عَنْكَ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا وَيَا فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَلْنِي مَا شِئْتَ مِنْ مَالِي لَا أُغْنِي عَنْكَ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا۔

(صحیح البخاری: کتاب التفسیر باب قوله ﴿وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ﴾)

”ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری: ﴿وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ﴾ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑے ہوئے اور فرمانے لگے: اے قریش کے لوگو! یا کچھ ایسا ہی کلمہ کہتا ہوں اپنی اپنی جانوں کو مول لو (بچاؤ) میں اللہ کے سامنے تمہارے کچھ کام نہیں آنے گا۔ اے عبد مناف کے بیٹو! میں اللہ کے سامنے تمہارے کچھ کام نہیں آنے گا۔ اے عباس رضی اللہ عنہ عبدالمطلب کے بیٹے! میں اللہ کے سامنے تمہارے کچھ کام نہیں آنے گا۔ اے صفیہ رضی اللہ عنہا! میری پھوپھی! میں اللہ کے سامنے تمہارے کچھ کام نہیں آنے گا۔ اے فاطمہ رضی اللہ عنہا! محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹی! میرے مال میں سے جو تو چاہے مانگ لے (میں دوں گا) مگر اللہ کے سامنے میں تیرے کچھ کام نہیں آنے گا۔“



درحقیقت کسی بھی مخلوق کو نفع یا نقصان پہنچانے کی قدرت صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی ذات باری کو حاصل ہے۔  
 مخلوقات میں سے کوئی بھی حتیٰ کہ عظیم سے عظیم ہستی از خود کسی اور مخلوق کو یا خود اپنے آپ کو بھی (ما فوق الاسباب) نفع یا نقصان پہنچانے کی قدرت نہیں رکھتی۔

1- حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی امت کے مشرکوں سے کہا: کیا تم اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر ان معبودوں کو پوج رہے ہو جو تمہیں نہ نفع پہنچا سکتے ہیں اور نہ نقصان۔ تف ہے تم پر:

﴿قَالَ اتَّبِعُونِ مَنْ دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَنْفَعُكُمْ شَيْئًا وَلَا يَضُرُّكُمْ ۚ أَفَبِلَا إِلَٰهٍ دُونِ اللَّهِ أَتَعْبُدُونَ ۚ وَمَا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ إِلَّا أَفْلا تَعْقِلُونَ﴾ [الانبیاء: 66-67]

”ابراہیم نے کہا: پھر کیا تم اللہ کو چھوڑ کر ان چیزوں کو پوج رہے ہو جو نہ تمہیں نفع پہنچا سکتے ہیں نہ نقصان۔ تف ہے تم پر اور تمہارے ان معبودوں پر جن کی تم اللہ کو چھوڑ کر پوجا کر رہے ہو۔ کیا تم کچھ بھی عقل نہیں رکھتے۔“

2- سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ارشاد فرمایا گیا: جب آپ ان لوگوں سے پوچھیں گے کہ آسمانوں اور زمین کو کس نے پیدا کیا ہے تو یہ خود کہیں گے کہ اللہ نے۔ پھر آپ ان کو یہ بھی بتا دیں کہ ان کے معبودان باطل نہ تو اللہ تعالیٰ کے پہنچائے ہوئے نقصان کو روک سکتے ہیں اور نہ ہی اس



کی رحمت کو روک سکتے ہیں۔ پس ان سے کہہ دیجیے کہ میرے لیے اللہ ہی کافی ہے اور بھروسہ کرنے والے اسی پر بھروسہ کرتے ہیں:

﴿وَلَيْنَ سَأَلْتَهُمْ مَنْ خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ لَيَقُولُنَّ اللَّهُ ط قُلْ أَفَرَأَيْتُمْ مَا تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ إِنْ أَرَادَنِيَ اللَّهُ بِضُرٍّ هَلْ هُنَّ كَاشِفَاتُ ضُرِّهِ أَوْ أَرَادَنِي بِرَحْمَةٍ هَلْ هُنَّ مُمْسِكَتُ رَحْمَتِهِ قُلْ حَسْبِيَ اللَّهُ ط عَلَيْهِ يَتَوَكَّلُ الْمُتَوَكِّلُونَ﴾

[الزمر: 38]

”ان لوگوں سے اگر تم یہ پوچھو کہ زمین اور آسمانوں کو کس نے پیدا کیا ہے تو خود ہی کہیں گے کہ اللہ نے ان سے پوچھو جب حقیقت یہ ہے تو تمہارا کیا خیال ہے کہ اگر اللہ مجھے کوئی نقصان پہنچانا چاہے تو کیا تمہاری یہ دیوایاں جنہیں تم اللہ کو چھوڑ کر پکارتے ہو مجھے اس کے پہنچائے ہوئے نقصان سے بچالیں گی؟ یا اللہ مجھ پر مہربانی کرنا چاہے تو کیا یہ اس کی رحمت کو روک سکیں گی؟ پس ان سے کہہ دو کہ میرے لیے اللہ ہی کافی ہے بھروسہ کرنے والے اسی پر بھروسہ کرتے ہیں۔“

3- (یہ مشرک) اللہ کو چھوڑ کر ان کو پوجتے ہیں جو ان کو نہ نفع پہنچا

سکتے ہیں نہ نقصان:

﴿وَيَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَنْفَعُهُمْ وَلَا يَضُرُّهُمْ وَكَانَ الْكَافِرُ عَلَى

رَبِّهِ ظَهِيرًا﴾ [الفرقان: 55]

”اس خدا کو چھوڑ کر لوگ ان کو پوج رہے ہیں جو نہ ان کو نفع پہنچا سکتے ہیں نہ نقصان

اور اوپر سے مزید یہ کافر اپنے رب کے مقابلے میں ہر باغی کا مددگار بننا ہوا ہے۔“

4- مشرکوں نے ایسے معبود بنا لیے ہیں جو خالق نہیں بلکہ مخلوق ہیں

(اور کسی کا تو کیا ذکر) وہ تو خود اپنے لیے بھی کسی نفع یا نقصان کا اختیار نہیں

رکھتے اور نہ ہی کسی کو مار سکتے ہیں اور نہ کسی کو جلا سکتے ہیں اور نہ ہی کسی مرے ہوئے کو پھر سے اٹھا سکتے ہیں:

﴿ تَبَارَكَ الَّذِي نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلَى عَبْدِهِ لِيَكُونَ لِلْعَلَمِينَ نَبِيرًا ۝ الَّذِي لَهُ مُلْكُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَلَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَلَمْ يَكُنْ لَهُ شَرِيكٌ فِي الْمُلْكِ وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ فَقَلِيلًا ۝ وَتَقْدِيرًا ۝ وَاتَّخَذُوا مِنْ دُونِهِ آلِهَةً لَا يَخْلُقُونَ شَيْئًا وَهُمْ يُخْلَقُونَ وَلَا يَمْلِكُونَ أَنْ يَنْفُسَهُمْ ضَرًّا وَلَا نَفْعًا وَلَا يَمْلِكُونَ مَوْتًا وَلَا حَيَاةً وَلَا نُشُورًا ۝ ﴾ [الفرقان: 1-3]

”نہایت متبرک ہے وہ جس نے یہ فرقان اپنے بند پر نازل کیا ہے تاکہ سارے جہان والوں کے لیے خبردار کر دیے والا ہو۔ وہ جو زمین اور آسمانوں کی بادشاہی کا مالک ہے جس نے کسی کو بیٹا نہیں بنایا ہے جس کے ساتھ بادشاہی میں کوئی شریک نہیں ہے جس نے ہر چیز کو پیدا کیا، پھر اس کی ایک تقدیر مقرر کی۔ لوگوں نے اسے چھوڑ کر ایسے معبود بنالے جو کسی چیز کو پیدا نہیں کرتے بلکہ خود پیدا کیے جاتے ہیں جو خود اپنے لیے بھی کسی نفع یا نقصان کا اختیار نہیں رکھتے جو نہ مار سکتے ہیں نہ جلا سکتے ہیں نہ مرے ہوئے کو پھر اٹھا سکتے ہیں۔“

5- رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا گیا کہ آپ (سب کو) بتادیں: میں تو اپنے رب کو پکارتا ہوں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا اور نہ ہی میری اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اور جائے پناہ ہے۔ میں تم لوگوں کے لیے نہ کسی نقصان کا اختیار رکھتا ہوں نہ کسی بھلائی کا۔ میرا کام اس کے سوا کچھ نہیں کہ لوگوں تک اللہ کا پیغام پہنچا دوں:

﴿ قُلْ إِنَّمَا أَدْعُوا رَبِّي وَلَا أُشْرِكُ بِهِ أَحَدًا ۝ قُلْ إِنِّي لَا أَمْلِكُ لَكُمْ

ضَرَّاءُ وَلَا رَشَدًا ۝ قُلْ إِنِّي لَنْ يُخَيِّرَنِي مِنَ اللَّهِ أَخَدًا وَلَا لَنْ أَجِدَ مِنْ دُونِهِ  
مُلْتَحَدًا ۝ إِلَّا بَلَاغَتِنَ اللَّهُ وَرِسَالَتِهِ ؕ وَمَنْ يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ، فَإِنَّ لَهُ نَارَ جَهَنَّمَ  
خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ﴿ [الحج: 20-23]

”اے نبی ﷺ کہو کہ میں تو اپنے رب کو پکارتا ہوں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا۔ کہو میں تم لوگوں کے لیے نہ کسی نقصان کا اختیار رکھتا ہوں نہ کسی بھلائی کا۔ کہو مجھے اللہ کی گرفت سے کوئی بچا نہیں سکتا اور نہ میں اس کے دامن کے سوا کوئی جائے پناہ پاسکتا ہوں۔ میرا کام اس کے سوا کچھ نہیں ہے کہ اللہ کی بات اور اس کے پیغامات پہنچا دوں۔ اب جو بھی اللہ اور اس کے رسول کی بات نہ مانے گا اس کے لیے جہنم کی آگ ہے اور ایسے لوگ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔“

6- خیر البشر رحمۃ للعالمین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ

تعالیٰ نے یہ فرمایا کہ آپ ان لوگوں کو بتادیں میں اپنی ذات کے لیے کسی بھی نفع اور نقصان کا اختیار نہیں رکھتا۔ ہوتا وہی ہے جو کچھ اللہ تعالیٰ چاہتا ہے۔ اگر میں غیب جانتا ہوتا تو مجھے کبھی کوئی نقصان نہ پہنچتا۔ میں تو محض ایک خبردار کرنے والا اور خوش خبری سنانے والا ہوں۔ ان لوگوں کے لیے جو میری بات مانیں:

﴿قُلْ لَا أَتْلُوكَ بِطَبِئِي نَفْعًا وَلَا ضَرًّا إِلَّا مَا شَاءَ اللَّهُ وَلَوْ كُنْتُ أَعْلَمُ  
الْغَيْبِ لَاسْتَكْفَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ وَمَا مَسَّنِيَ السُّوءُ إِنْ أَنَا إِلَّا نَذِيرٌ وَبَشِيرٌ لِّقَوْمٍ  
يُؤْمِنُونَ﴾ [الاعراف: 188]

”اے نبی ﷺ ان سے کہہ دو کہ میں اپنی ذات کے لیے کسی نفع اور نقصان کا اختیار نہیں رکھتا اللہ ہی جو کچھ چاہتا ہے وہ ہوتا ہے اور اگر مجھے غیب ہوتا ہے تو میں بہت سے فائدے اپنے

لیے حاصل کر لیتا اور مجھے کبھی کوئی نقصان نہ پہنچتا۔ میں تو محض ایک خبردار کرنے والا اور خوشخبری سنانے والا ہوں ان لوگوں کے لیے جو میری بات مانیں۔“

7- حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا زاد بھائی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے فرمایا۔ مانگنا ہے تو اللہ تعالیٰ سے مانگو۔ مدد بھی صرف اللہ تعالیٰ ہی سے طلب کرو۔ (اور یاد رکھو) کہ تمام مخلوق مل کر بھی (اللہ تعالیٰ کی تقدیر کے خلاف) (یا فوق الاسباب) نہ تو تجھے فائدہ پہنچا سکتی ہے اور نہ ہی تجھے تکلیف دے سکتی ہے:

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ كُنْتُ خَلْفَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا فَقَالَ يَا غُلَامُ احْفَظِ اللَّهَ يَحْفَظْكَ ' احْفَظِ اللَّهَ تَجِدَهُ تُجَاهَكَ وَإِذَا سَأَلْتَ فَاسْأَلِ اللَّهَ وَإِذَا اسْتَعَنْتَ فَاسْتَعِنْ بِاللَّهِ ' وَأَعْلَمُ أَنَّ الْأُمَّةَ لَوِ اجْتَمَعَتْ عَلَى أَنْ يَنْفَعُوكَ بِشَيْءٍ لَمْ يَنْفَعُوكَ إِلَّا بِشَيْءٍ قَدْ كَتَبَهُ اللَّهُ لَكَ وَلَوْ اجْتَمَعُوا عَلَى أَنْ يَضُرُّوكَ إِلَّا بِشَيْءٍ قَدْ كَتَبَهُ اللَّهُ عَلَيْكَ رُفِعَتِ الْأَفْئَالُ وَجُفَّتِ الْمَصْهُوفُ (مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الرقاق، باب التوکل والصبر حدیث: 5302)

”ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے (سوار) تھا آپؐ نے فرمایا اے بچے! اللہ تعالیٰ (کے احکامات) کی حفاظت کر اللہ تعالیٰ تیری حفاظت فرمائے گا اللہ تعالیٰ (کے حقوق) کی حفاظت کر تو اللہ تعالیٰ کو اپنے سامنے پائے گا۔ اور جب تو سوال (کا ارادہ) کرے تو اللہ تعالیٰ سے سوال کر اور جب تو نے مدد طلب کرنی ہو تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ مدد طلب کر اور یقین کر کہ تمام مخلوق اگر (بالفرض) اس بات پر جمع ہو جائے کہ تجھے کچھ فائدہ پہنچائے تو تجھے صرف اس قدر ہی فائدہ پہنچا سکتی ہے جس قدر اللہ تعالیٰ نے تیرے لیے مقدر کر دیا ہے اور اگر تمام مخلوق اس بات پر جمع ہو جائے کہ تجھے کچھ تکلیف دینا چاہے تو تجھے

صرف اس قدر تکلیف دے سکتی ہے جس قدر اللہ تعالیٰ نے تیرے بازے میں لکھ دیا ہے۔ قلم اٹھا دیئے گئے ہیں اور صحیفوں کی سیاحی خشک ہو چکی ہے۔“

فائدہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی مذکورہ بالا حدیث کا اپنے رسالہ فتوح الغیب (مقالہ نمبر 42) میں ذکر کرنے کے بعد حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

فَيَنْبَغِي لِكُلِّ مُؤْمِنٍ أَنْ يَجْعَلَ هَذَا الْحَدِيثَ مِرَآةَ لِقَلْبِهِ وَشِعَارَهُ وَدِتَارَهُ وَحَدِيثَهُ فَيَعْمَلَ بِهِ فِي جَمِيعِ حَرَكَاتِهِ وَسَكَنَاتِهِ حَتَّى يَعْلَمَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَيَجِدَ الْعِزَّةَ فِيهِمَا بِرَحْمَةِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ۔

”تو ہر مومن پر لازم ہے کہ اس حدیث (مبارک) کو اپنے دل کا آئینہ بنالے اسے ایک اوڑھنا بچھونا اور اپنی گفتگو بنالے۔ (یعنی) اسے چاہیے کہ اس (حدیث مبارک) پر اپنی تمام حرکات و سکنات میں عمل کرے تاکہ وہ دنیا و آخرت میں سلامتی پاسکے اور (اسی کے سبب) وہ ان دونوں (دنیا و آخرت) میں اللہ تعالیٰ کی رحمت و کرم نوازی سے عزت (وسر فرازی) پائے گا۔“

(مترجم: پروفیسر ڈاکٹر آغا محمد سلیم اختر: ایم ٹی ایل (مدینہ یونیورسٹی) پی ایچ ڈی (پنجاب یونیورسٹی)  
صدر شعبہ عربی گورنمنٹ کالج فیصل آباد)



## اللہ ہی اچھا محافظ۔۔ رب ہی بہترین رکھوالا

1- حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے اپنے دکھی بزرگ باپ حضرت یعقوب علیہ السلام سے جب درخواست کی کہ بن یامین کو ان کے ساتھ مصر بھیج دیا جائے تاکہ وہ قحط کے ان دنوں میں زیادہ غلہ لاسکیں تو ان کے محترم والد علیہ السلام کو گم شدہ بیٹا یوسف علیہ السلام یاد آ گیا۔ غم تازہ ہو گیا، لیکن فرمایا تو یہ فرمایا: (اچھا لے جاؤ تم پر بھروسہ تو نہیں آتا بہر حال) اللہ تعالیٰ ہی بہتر محافظ ہے۔ ایک بیٹا گم ہو گیا تھا بلکہ اُن ہی بھائیوں نے گم کر دیا تھا، دوسرے بیٹے کو اُن کے ساتھ بھیج رہے تھے اور بھروسہ صرف یہ تھا کہ خدا ہی محافظ ہے:

﴿فَلَمَّا رَجَعُوا إِلَىٰ أَبْنِهِمْ قَالُوا يَا بَنَانَا مُنِعَ مِنَّا الْكَيْلُ فَأَرْسِلْ مَعَنَا آخَنَانًا نَّكْتَلُ وَ إِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ ۝ قَالَ هَلْ آمَنُكُمْ عَلَيْهِ إِلَّا كَمَا آمَنُتُكُمْ عَلَىٰ أَخِيهِ مِن قَبْلُ ۚ قَالَ اللَّهُ خَيْرٌ حَافِظًا ۚ وَ هُوَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ﴾ [یوسف: 63-64]

”جب وہ اپنے باپ کے پاس گئے تو کہا: ”ابا جان! آئندہ ہم کو غلہ دینے سے انکار کر دیا گیا ہے۔ لہذا آپ ہمارے بھائی کو ہمارے ساتھ بھیج دیجیے تاکہ ہم غلہ لے کر آئیں اور اس کی حفاظت کے ہم ذمہ دار ہیں۔“ باپ نے جواب دیا: کیا میں اس معاملہ میں تم پر ویسا ہی بھروسہ کروں جیسا اس سے پہلے اس کے بھائی کے معاملہ میں کر چکا ہوں؟ اللہ ہی بہتر محافظ ہے اور وہ سب سے بڑھ کر رحم فرمانے والا ہے۔“

2- حضرت ہود علیہ السلام کی کافر امت نے اپنے معبودانِ باطل

کو چھوڑنے سے صاف انکار کر دیا، الٹا یہ کہا کہ تیرے اوپر ہمارے

معبودوں میں سے کسی کی مار پڑ گئی ہے۔ حضرت ہود علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کو گواہ بنا کر مشرکوں کے معبودانِ ماسوا اللہ سے بیزاری کا اظہار کیا اور انھیں چیلنج کیا کہ تم سب کے سب مل کر میرے خلاف اپنی کرنی میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھو اور مجھے ذرا مہلت نہ دو میرا بھروسہ تو اللہ پر ہے جو سب کا رب ہے اور سب اس کے قبضہ قدرت میں ہیں اور وہی سب کا حفیظ (نگران) ہے:

﴿قَالَ يَهُودُ مَا جِئْتَنَا بِبَيِّنَةٍ وَمَا نَحْنُ بِتَارِكِي آلِهَتِنَا عَنْ قَوْلِكَ وَمَا نَحْنُ لَكَ بِمُؤْمِنِينَ ۝ اِنْ نَقُولُ اِلَّا غَيْرُكَ بَعْضُ آلِهَتِنَا بِسُوِّ ۚ قَالَ اِنِّي اُشْهِدُ اللّٰهَ وَاشْهَدُوْا اَنِّیْ بَرِیْءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ۚ مِنْ دُوْنِهِ فِكْرٌ وَّیْنِیْ جَمِیْعًا ۚ لَّا تَنْظُرُوْنَ اِنِّیْ تَوَكَّلْتُ عَلَی اللّٰهِ رَبِّیْ وَرَبِّكُمْ ۚ مَا مِنْ دَآبَّةٍ اِلَّا هُوَ اَحْضَرُ بِمَا صَبَّيْهَا ۚ اِنَّ رَبِّیْ عَلَی صِرَاطٍ مُسْتَقِیْمٍ ۝ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ مَا اُرْسِلْتُ بِهٖ اِلَيْكُمْ ۚ وَیَسْتَخْلِفُ رَبِّیْ قَوْمًا غَیْرَكُمْ وَلَا تَضُرُّوْهُ ۚ شَیْئًا ۚ اِنَّ رَبِّیْ عَلَی كُلِّ شَیْءٍ حَفِیظٌ ۝﴾

[ہود: 53-57]

”انھوں نے جواب دیا اے ہود! تو ہمارے پاس کوئی صریح شہادت لے کر نہیں آیا ہے اور تیرے کہنے سے ہم اپنے معبودوں کو نہیں چھوڑ سکتے اور تجھ پر ہم ایمان لانے والے نہیں ہیں۔ ہم تو سمجھتے ہیں کہ تیرے اوپر ہمارے معبودوں میں سے کسی کی مار پڑ گئی ہے۔ ہود نے کہا: میں اللہ کی شہادت پیش کرتا ہوں اور تم گواہ رہو کہ جو اللہ کے سوا دوسروں کو تم نے خدائی میں شریک ٹھہرا رکھا ہے اس سے میں بیزار ہوں۔ تم سب کے سب مل کر میرے خلاف اپنی کرنی میں کسر نہ اٹھا رکھو اور مجھے ذرا مہلت نہ دو۔ میرا بھروسہ اللہ پر ہے جو میرا رب بھی ہے اور تمھارا رب بھی۔ کوئی جاندار ایسا نہیں جس کی چوٹی اس کے ہاتھ میں نہ ہو۔ بے شک میرا رب سیدھی راہ پر ہے۔ اگر تم منہ پھیرتے ہو تو پھیر لو جو پیغام دے کر میں تمھارے پاس بھیجا گیا ہوں وہ میں تم کو پہنچا چکا ہوں۔ اب میرا رب تمھاری جگہ دوسری قوم کو اٹھائے گا اور تم اس کا کچھ نہ بگاڑ سکو گے۔

یقیناً میرا رب ہر چیز پر نگران ہے۔“

4-3- سورہ البقرہ کی آخری دو آیتوں میں ایمانیات کا ذکر کیا گیا ہے پھر استغفار کیا گیا ہے اور اللہ تعالیٰ کی نصرت کے لیے دعا کی گئی ہے۔ صحیح البخاری کی ایک حدیث میں (جو ذیل میں دی جا رہی ہے) ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جو شخص سورہ بقرہ کی آخری دو آیتیں رات کو پڑھ لے تو اس کو (ہر آفت سے بچانے کے لیے) کافی ہوں گی:

﴿ اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَا اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَبِّهِ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ط كُلُّ اٰمَنٍ بِاللّٰهِ وَمَلٰئِكَتِهِ وَكِتٰبِهِ وَرُسُلِهِ ط لَا تَفْرِقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِنْ رُسُلِهِ ط وَقَالُوا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا فِ غُفْرٰنِكَ رَبَّنَا وَ اِلَيْكَ الْمَصِيْرُ ۝ لَا يَكْلِفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ط لَهَا مَا كَسَبَتْ وَ عَلَيْهِمَا مَا اَكْتَسَبَتْ ط رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا اِنْ نَسِيْنَا اَوْ اَخْطَاْنَا ج رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَا اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهُ عَلٰى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا ج رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهِ ج وَاعْفُ عَنَّا ط وَاعْفِرْ لَنَا ط وَارْحَمْنَا ط اَنْتَ مَوْلٰنَا فَاَنْصُرْنَا عَلٰى الْقَوْمِ الْكَافِرِيْنَ ﴾ [البقرہ: 285-286]

”رسول ﷺ اس ہدایت پر ایمان لایا ہے جو اس کے رب کی طرف سے اس پر نازل ہوئی ہے اور جو لوگ اس رسول کے ماننے والے ہیں انھوں نے بھی اس ہدایت کو دل سے تسلیم کر لیا ہے۔ یہ سب اللہ اور اس کے فرشتوں اور اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں کو مانتے ہیں اور ان کا قول یہ ہے کہ ہم اللہ کے رسولوں کو ایک دوسرے سے الگ نہیں کرتے، ہم نے حکم سنا اور اطاعت قبول کی۔ مالک! ہم تجھ سے خطا بخشی کے طالب ہیں اور ہمیں تیری ہی طرف پلٹنا ہے۔ اللہ کسی تنفس پر اس کی قدرت سے بڑھ کر ذمہ داری کا بوجھ نہیں ڈالتا۔ ہر شخص نے جو نیکی کمائی ہے اس کا پھل اسی کے لیے ہے اور جو بدی سمیٹی ہے اس کا وبال اسی پر ہے۔ (ایمان لانے والو! تم یوں دعا کیا کرو) اے ہمارے رب! ہم سے بھول چوک میں جو قصور ہو جائیں ان پر گرفت نہ کر۔ مالک!



ہم پر وہ بوجھ نہ ڈال جو تو نے ہم سے پہلے لوگوں پر ڈالے تھے۔ پروردگار جس بار کو اٹھانے کی طاقت ہم میں نہیں ہے وہ ہم پر نہ رکھ۔ ہمارے ساتھ نرمی کر، ہم سے درگزر فرما، ہم پر رحم کر، تو ہمارا مولیٰ ہے کافروں کے مقابلے میں ہماری مدد کر۔

ملاحظہ: سورہ بقرہ کی آخری دو آیات میں ایمانیات، استغفار اور دعا کی تلقین کی گئی ہے اور ہر آفت سے حفاظت کے لیے سونے سے پہلے انھیں پڑھنے کی ترغیب دی گئی ہے۔ اور جیسے یہ ارشاد ہے کہ جو حالت نزع میں ہو اس کے سامنے کلمہ طیبہ پڑھو تا کہ وہ بھی دہرائے اسی طرح مناسب سمجھا گیا کہ رات کو سونے سے پہلے ایمانیات کو تازہ کر لیا جائے، استغفار کر لیا جائے اور اللہ تعالیٰ سے دعا مانگ لی جائے۔ کیا پتا صبح جاگنا نصیب ہو یا نہ ہو (اللہ تعالیٰ سب کو ایمان کی حالت میں موت نصیب فرمائے آمین۔ ا)

عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَرَأَ بِالْآيَاتِينَ

مِنْ آخِرِ سُورَةِ الْبَقَرَةِ فِي لَيْلَةٍ كَفَتَاهُ (صحیح البخاری، فضائل القرآن، باب فضل البقرة)

”ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص سورہ بقرہ کے اخیر کی دو آیتیں رات کو پڑھ لے تو اس کو ہر آفت سے بچانے کے لیے کافی ہوں گی۔“

5-6۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سوتے وقت یا بیماری کی حالت میں اپنی دونوں مبارک ہتھیلیوں کو ملا کر ان میں پھونکتے اور سورہ قل ہو اللہ سورہ الفلق اور سورہ الناس پڑھتے۔ پھر سارے بدن مبارک پر جہاں تک ہاتھ پہنچ سکتا ان کو پھیرتے، پہلے منہ پر ہاتھ پھیرتے اور پھر سامنے کے بدن پر۔ تین بار ایسے ہی کرتے۔

نیز جب آپ کے اہل بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سے کوئی خود بیمار ہو جاتا تو آپ معوذات (قل ہو اللہ، الفلق، الناس) کی تلاوت فرما کر دم فرمایا کرتے تھے۔

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا أَوَى إِلَى قَرَائِشِهِ كُلِّ لَيْلَةٍ جَمَعَ كَفْيَهُ ثُمَّ نَفَثَ فِيهِمَا فَقَرَأَ فِيهِمَا قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ وَقُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ وَقُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ ثُمَّ يَمْسَحُ بِهِمَا مَا اسْتَطَاعَ مِنْ جَسَدِهِ يَبْدَأُ بِهِمَا عَلَى رَأْسِهِ وَوَجْهِهِ مَا أَقْبَلَ مِنْ جَسَدِهِ يَفْعَلُ ذَلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ (صحيح البخاری، لمصائل القرآن، باب فضل المعوذات)

”حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بچھونے پر جاتے تو دونوں ہتھیلیاں ملا کر ان میں پھونکتے اور یہ سورتیں پڑھتے۔ قل هو اللہ قل اعوذ برب الفلق، قل اعوذ برب الناس۔ پھر اپنے سارے بدن پر جہاں تک ہو سکتا ان کو پھیرتے۔ پہلے سر اور منہ پر ہاتھ پھیرتے اور سامنے کے بدن پر، تین بار ایسا ہی کرتے۔“

وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اشْتَكَى نَفَثَ عَلَى نَفْسِهِ بِالْمُعَوِّذَاتِ أَوْ مَسَحَ عَنْهُ يَبْدَهُ فَلَمَّا اشْتَكَى وَجَعَهُ الَّذِي تَوَفَّى فِيهِ كُنْتُ أَنْفَثُ عَلَيْهِ بِالْمُعَوِّذَاتِ الَّتِي كَانَ يَنْفَثُ وَأَمْسَحُ بِيَدِ النَّبِيِّ ﷺ عَنْهُ..... مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

(مشکوۃ المصابیح، کتاب الجنائز باب عیادة المریض و ثواب المرض حدیث: 1532)

”حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، وہ بیان کرتی ہیں کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہو جاتے تو خود کو معوذات (سورتوں) کے ساتھ پھونک مار کر دم کرتے اور اپنے اعضاء پر ہاتھ پھیرتے۔ جب آپ اس بیماری میں مبتلا ہوئے جس میں آپ فوت ہوئے تو میں آپ کو معوذات کے ساتھ دم کرتی جن کے ساتھ آپ دم کیا کرتے تھے اور میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہاتھ تیر کا پھیرتی۔“

7-8- قرآن مجید سارے کا سارا، ساری سورتیں، ساری آیات

عظیم ہیں، سورتوں میں بالخصوص سورہ الفاتحہ اور آیات میں آیۃ الکرسی کی

عظمت کا احادیث صحیحہ میں خصوصی طور پر ذکر کیا گیا ہے۔ آیت الکرسی میں توحید کا ذکر ہے۔ یہ بھی ذکر ہو رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نہ سوتا ہے نہ اونگھتا ہے وہ تمام کائنات کو سنبھالے ہوئے ہے۔ (ساری کائنات اسی کی حفاظت میں ہے) اس آیت کا خصوصی مضمون یہ ہے کہ خدا ہی محافظ ہے وہی رکھوالا ہے۔ صحیح البخاری کی ایک حدیث (جو ذیل میں دی جا رہی ہے) میں ارشاد ہے کہ جو شخص سونے سے پہلے اپنے بستر پر جائے اور آیت الکرسی پڑھ لے تو صبح تک اس پر ایک نگہبان فرشتہ مقرر رہے گا اور شیطان اس کے پاس پھٹکنے نہ پائے گا:

﴿اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ ۚ لَا تَأْخُذُهُ سِنَةٌ وَلَا نَوْمٌ ۚ لَهُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۚ مَنْ ذَٰلِذِیْ يَشْفَعُ عِنْدَهُ إِلَّا بِإِذْنِهِ ۚ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ ۚ وَلَا يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهِ إِلَّا بِمَا شَاءَ ۚ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ ۚ وَلَا يَئُودُهُ حِفْظُهُمَا ۚ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ﴾ [البقرة: 225]

”اللہ وہ زندہ جاوید ہستی ہے جو تمام کائنات کو سنبھالے ہوئے ہے اس کے سوا کوئی خدا نہیں۔ وہ نہ سوتا ہے اور نہ اسے اونگھ لگتی ہے۔ زمین اور آسمانوں میں جو کچھ ہے اسی کا ہے۔ کون ہے جو اس کی جناب میں اس کی اجازت کے بغیر سفارش کر سکے؟ جو کچھ بندوں کے سامنے ہے اسے بھی وہ جانتا ہے اور جو کچھ ان سے اوجھل ہے اس کا بھی وہ واقف ہے اور اس کی معلومات میں کوئی چیز اس کی گرفت اور اک میں نہیں آ سکتی۔ الا یہ کہ کسی چیز کا علم وہ خود ہی ان کو دینا چاہے۔ اس کی حکومت آسمان اور زمین پر چھائی ہوئی ہے اور ان کی نگہبانی اس کے لیے کوئی تھکا دینے والا کام نہیں۔ بس وہی ایک بزرگ ذات ہے۔“

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ وَكَلَّمَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ بِحِفْظِ زَكَاةٍ رَمَضَانَ فَاتَانِي ابٌ فَجَعَلَ يَحْتَوِي مِنَ الطَّعَامِ فَأَخَذَتْهُ فَقُلْتُ لَا رَفْعَ لَكَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَصَّ الْحَدِيثَ فَقَالَ إِذَا أَوَيْتَ إِلَى فَرَاشِكَ فَأَقْرَأْ آيَةَ الْكُرْسِيِّ لَمْ يَزَلْ مَعَكَ مِنَ اللَّهِ حَافِظٌ وَلَا يَقْرُبُكَ شَيْطَانٌ حَتَّى تُصْبِحَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَدَقَكَ وَهُوَ كَذُوبٌ ذَاكَ شَيْطَانٌ. (صحيح البخاری: کتاب فضائل القرآن، باب فضل سورة البقرة)

”ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ کو صدقہ فطر کی گنہبانی پر مقرر کیا اتنے میں ایک شخص آیا اور اس میں سے (کھجوریں) لینے لگا میں نے اس کو پکڑ لیا، میں نے کہا، میں تجھ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لے جاؤں گا۔ (چھوڑوں گا نہیں) پھر پورا قصہ بیان کیا۔ اس نے کہا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ جب تو (سونے کے لیے) اپنے بچھونے پر جائے تو آیت الکرسی پڑھ لے، صبح تک اللہ تعالیٰ کی طرف سے تجھ پر ایک گنہبان فرشتہ مقرر رہے گا اور تیرے پاس شیطان نہ پھٹکنے پائے گا اور ابو ہریرہؓ نے یہ بات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کی۔ آپؐ نے فرمایا گو وہ بڑا جھوٹا ہے مگر یہ بات اس نے سچ کہی۔ یہ شخص شیطان تھا۔“

فائدہ: (۱)۔۔ آیت الکرسی کے حوالے سے سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ اپنی تفسیر ”تفہیم القرآن“ میں فرماتے ہیں: ”اس (آیہ مبارکہ) میں اللہ تعالیٰ کی ایسی معرفت بخشی گئی ہے جس کی نظیر کہیں نہیں ملتی۔ اس بنا پر حدیث میں اس کو قرآن کی سب سے افضل آیت قرار دیا گیا ہے۔“

جس حدیث کی طرف مولانا مودودیؒ نے اشارہ فرمایا ہے اس کے راوی حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ ہیں اور اس کا حوالہ ذیل میں درج کیا جا رہا ہے۔  
حوالہ: صحیح مسلم: کتاب الصلوٰۃ، باب فضل سورۃ الکہف و آیت الکرسی۔

(ب)۔۔ آیت الکرسی کے کل دس جملے ہیں۔ دوسرا جملہ اَلْحَيُّ الْقَيُّومُ ہے۔ اس جملہ کا مفہوم ہے کہ اللہ تعالیٰ زندہ و جاوید ہستی ہے جو تمام کائنات کو سنبھالے ہوئے ہے

حیٰ اور قیوم اللہ تعالیٰ کے دوائسے صفاتی نام ہیں کہ جب ان ناموں کو پڑھ کر کوئی کچھ دعائے مانگے تو معتبر احادیث میں اس دعا کی قبولیت کی بشارت دی گئی ہے۔ چنانچہ حضرت مولانا سید احمد حسن دہلویؒ فرماتے ہیں: مسند امام احمدؒ ترمذی وغیرہ میں معتبر سند سے جو روایتیں ہیں ان کا حاصل یہ ہے کہ اللہ کے ناموں میں **يَا حَيُّ**۔ **يَا قَيُّوْمُ** اسم اعظم ہے۔ ان ناموں کو پڑھ کر جو کوئی کچھ دعائے مانگے وہ ضرور قبول ہوگی۔ (احسن التفاسیر مؤلفہ مولانا سید احمد حسن دہلویؒ جلد اول صفحہ 198)

(ج)۔ غزوہ بدر میں مشرکین کے ساتھ قتال ہو رہا تھا اور پورا اسلام کفر کے ساتھ نبرد آ رہا تھا۔ ان نازک گھڑیوں کے متعلق حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: میں نے غزوہ بدر کے دن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ سجدہ میں سر مبارک رکھے ہوئے **يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ** پڑھ رہے تھے۔ میں میدان میں گیا، پھر لوٹ کر آیا تو یہی پڑھتے ہوئے پایا۔ بار بار جاتا آتا رہا اور یہی پڑھتے ہوئے پاتا رہا۔ یہاں تک کہ فتح ہو گئی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی جس روایت کا مفہوم اوپر درج کیا گیا ہے۔ اس کا متن مع حوالہ درج ذیل ہے:

و عن علي انه قال: لما كان يوم بدر قاتلت ثم جئت الى رسول الله صلى الله عليه وسلم انظر ما ذا يصنع قال فجئت وهو ساجد يقول يا حي يا قيوم لا يزيد على ذلك ثم رجعت الى القتال ثم جئت وهو يقول ذلك فلا ازال اذهب وارجع وانظر اليه وكان لا يزيد على ذلك الى ان فتح الله له. (امام رازی رحمۃ اللہ علیہ کی مؤلفہ تفسیر القرآن الجزء السابع صفحہ ۳)



چوتھا باب

## توحید فی الحقوق

☆ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ

☆ کسی انسان کے لیے یہ مناسب نہیں ہے کہ  
اللہ تعالیٰ تو اسے اپنا پیغمبر بنائے اور وہ رب  
ذوالجلال کی عبودیت کے بجائے لوگوں کو اپنا  
بندہ بنانے لگ جائے۔

☆ تمام لوگ اللہ تعالیٰ ہی کے در کے فقیر ہیں، اسی  
کے محتاج ہیں۔ حتیٰ کہ اگر کسی نبی علیہ السلام کو بھی  
کبھی کوئی مشکل پڑی تو اس نے بھی صرف اور  
صرف رب ذوالجلال ہی سے فریاد کی۔

☆ جھکاؤ تو سر اس کے آگے جھکاؤ، سجدہ کرو تو صرف  
اور صرف اللہ تعالیٰ ہی کو کرو۔

☆ عبادت صرف اپنے خالق کی کرو۔ مخلوق کی  
عبادت کرنا خالق کائنات کی بے قدری ہے۔





## إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ

1۔ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ○ اَلْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ○ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ○ مَالِكِ يَوْمِ الدِّينِ ○ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ ○ اهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ ○ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ ○

[الفاتحة: 1-7]

”اللہ کے نام سے جو رحمان و رحیم ہے۔ تعریف اللہ ہی کے لیے ہے جو تمام کائنات کا رب ہے رحمان اور رحیم ہے۔ روز جزا کا مالک ہے۔ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے مدد مانگتے ہیں۔ ہمیں سیدھا راستہ دکھا۔ ان لوگوں کا راستہ جن پر تو نے انعام فرمایا۔ جو معتبوب نہیں ہوئے جو بھیٹے ہوئے نہیں ہیں۔“

## 2۔ زمانہ و ترتیب نزولی

یہ سورت نبوت محمدیؐ کے بالکل ابتدائی زمانہ میں نازل ہوئی۔ معتبر روایات کے مطابق ترتیب نزولی کے حوالے سے یہ سب سے پہلی مکمل سورت ہے جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوئی۔ اس سے پہلے چند سورتوں مثلاً سورہ علق، سورہ مزمل اور سورہ مدثر وغیرہ میں شامل متفرق آیات نازل ہوئیں۔

## 3۔ نام

سورہ فاتحہ کی جلالت شان کا ایک اندازہ اس بات سے بھی ہو سکتا ہے کہ اس سورہ مبارکہ کے جتنے نام مختلف حوالوں سے منقول ہیں اتنے قرآن مجید کی باقی سورتوں میں سے کسی کے منقول نہیں۔ مولوی سید امیر علی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر ”مواہب الرحمن المعروف جامع البیان“ میں بیان کیا ہے کہ شیخ السیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے فاتحہ کے پچیس نام لکھے ہیں۔

زیادہ معتبر حوالوں کے مطابق اس سورت کے جو نام منقول ہیں وہ حسب ذیل ہیں:



1. فاتحہ الكتاب 2. الصلوة 3. السبع المثاني 4- القرآن العظيم
- 5- ام الكتب 6- اساس القرآن 7- سورة رحمت 8- سورة مغفرت 9- سورة الكنز

#### 4- سورة فاتحہ قرآن مجید کی عظیم ترین سورت ہے:

صحیح البخاری میں ابوسعید بن معلی رضی اللہ عنہ سے روایت کردہ ایک حدیث کے مطابق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو بتایا کہ سورۃ فاتحہ قرآن میں سب سورتوں سے بڑھ کر ہے۔ (حدیث مذکورہ کا متن ترجمہ اور حوالہ ذیل میں درج کیا جا رہا ہے)

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ بْنِ الْمُعَلَّى قَالَ كُنْتُ أَصَلِّي فِي الْمَسْجِدِ فَلَدَعَانِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ أُجِبْهُ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي كُنْتُ أَصَلِّي فَقَالَ أَلَمْ يَقُلِ اللَّهُ اسْتَجِبُوا لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ ثُمَّ قَالَ لِي لَا عَلِمَكَ سُورَةٌ هِيَ أَعْظَمُ السُّورِ فِي الْقُرْآنِ قَبْلَ أَنْ تَخْرُجَ مِنَ الْمَسْجِدِ ثُمَّ أَخَذَ بِيَدِي فَلَمَّا أَرَادَ أَنْ يَخْرُجَ قُلْتُ لَهُ أَلَمْ تَقُلْ لَا عَلِمَكَ سُورَةٌ هِيَ أَعْظَمُ سُورَةٍ فِي الْقُرْآنِ قَالَ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ هِيَ السَّبْعُ الْمَثَانِي وَالْقُرْآنُ الْعَظِيمُ الَّذِي أُوتِيَتْهُ.

(صحیح البخاری: کتاب التفسیر، باب ما جاء في فاتحة الكتب...)

”ابوسعید بن معلی سے روایت ہے۔ انھوں نے کہا میں مسجد نبوی میں نماز پڑھ رہا تھا۔ آنحضرت ﷺ نے مجھ کو بلایا۔ میں آپ کے بلانے پر حاضر نہ ہوا (جب نماز پڑھ چکا اس وقت آیا) میں نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! میں نماز پڑھ رہا تھا، آپ ﷺ نے فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد نہیں ہے (سورہ انفال میں) اللہ کا اور رسول ﷺ کا حکم مانو جب رسول ﷺ تم کو بلائے۔ پھر آپ نے فرمایا: مسجد کے باہر جانے سے پہلے میں تم کو ایک سورت تلاؤں گا جو قرآن مجید کی سب سورتوں سے بڑھ کر ہے۔ اور میرا ہاتھ تمام لیا۔ جب آپ مسجد سے نکلنے لگے تو میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ ﷺ نے فرمایا تھا میں تم کو ایک سورت تلاؤں گا جو قرآن میں سب سورتوں سے بڑھ کر ہے۔ آپ نے فرمایا الحمد کی سورت ہے۔ اس میں سات آیتیں ہیں جو ہر رکعت میں دوبارہ پڑھی جاتی ہیں اور یہی سورت وہ بڑا قرآن ہے جو مجھ کو دیا گیا ہے۔

5- سورہ فاتحہ کی تقسیم اللہ تعالیٰ اور اس کے بندے کے درمیان نیز اس تقسیم کے مطابق عنوان مضمون ہذا (إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ) کا اللہ تعالیٰ اور اس کے بندے کے درمیان مشترک ہے۔  
ذیلی عنوان بالا کے مفہوم کی حامل صحیح مسلم میں روایت کردہ حدیث قدسی کا متن ترجمہ اور حوالہ ذیل میں درج کیا جا رہا ہے:

عن ابی ہریرۃ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول اللہ تعالیٰ قسمت الصلوۃ بینی وبين عبدی نصفین. فنصفها لی و نصفها لعبدی ولعبدی ما سأل اذا قال العبد ﴿الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ﴾ قال اللہ حمدنی عبدی واذا قال ﴿الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ﴾ قال اللہ اثنی علی عبدی واذا قال ﴿مَالِکِ یَوْمَ الدِّیْنِ﴾ قال مجدنی عبدی واذا قال ﴿إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِیْنُ﴾ قال هذا بینی و بین عبدی ولعبدی ما سأل فاذا قال ﴿اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ﴾ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّالِّیْنَ ۝ قال هذا لعبدی ولعبدی ما سأل. (صحیح مسلم: کتاب الصلوۃ باب وجوب قرأۃ الفاتحۃ فی کل رکعۃ)

”ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نے نماز کو اپنے اور اپنے بندہ کے درمیان دو حصوں میں تقسیم کر دیا ہے۔ اس کا نصف حصہ میرے لیے ہے اور نصف میرے بندہ کے لیے اور میرے بندہ کو وہ بخشا گیا جو اس نے مانگا۔ جب بندہ ﴿الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ﴾ کہتا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندے نے میرا شکر یہ ادا کیا اور جب وہ ﴿الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ﴾ کہتا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے بندے نے میری تعریف بیان کی ہے اور جب وہ ﴿مَالِکِ یَوْمَ الدِّیْنِ﴾ کہتا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے بندے نے میری بڑائی بیان کی اور جب بندہ ﴿إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِیْنُ﴾ کہتا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یہ حصہ میرے اور میرے بندے کے درمیان مشترک ہے

اور میں نے اپنے بندے کو وہ بخشا جو اس نے مانگا۔ پھر جب بندہ ﴿إِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ﴾ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ ﴿﴾ کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ میرے بندے کے لیے ہے اور میں نے اپنے بندے کو وہ بخشا جو اس نے مانگا۔“

اللہ تعالیٰ اور اس کے بندے کے درمیان مشترک آیہء مبارکہ کے حوالے سے مولانا امین احسن اصلاحی اپنی تفسیر ”تذکر قرآن“ میں فرماتے ہیں :

اس جملہ میں مفعول کی تقدیم نے حصر کا مضمون بھی پیدا کر دیا ہے۔ یعنی عبادت بھی صرف خدا ہی کی اور استعانت بھی تنہا اسی سے۔ اس حصر نے شرک کے تمام علاقے کا ایک قلم خاتمہ کر دیا کیوں کہ اس اعتراف کے بعد بندہ کے پاس غیر اللہ کو نہ کچھ دینے کو رہا اور نہ اس سے کچھ مانگنے کی گنجائش باقی رہی۔ اس کے بعد دوسروں سے بندے کے تعلق کی صرف وہی نوعیت جائز رہ گئی ہے جو خود اللہ تعالیٰ نے ہی قائم کر دی ہو۔

اسی حوالے سے مولانا موصوف مزید فرماتے ہیں:

﴿إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ﴾ میں کامل پیردگی اور کامل حوالگی کا اظہار ہے۔ بندہ اپنے آپ کو اپنے رب کے دروازے پر ڈال دیتا ہے۔ اس دروازے کے سوا اس کے لیے اور کوئی دروازہ نہیں۔ بس ایک ہی ہے جس کی وہ بندگی کرتا ہے اور ایک وہی ہے جس سے وہ مدد کی درخواست کرتا ہے۔

سورہ فاتحہ اور زیر بحث آیت کے متعلق کسی نے کیا خوب کہا ہے۔ (جزاہ اللہ)  
”سورہ فاتحہ قرآن مجید کا بھید ہے اور ﴿إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ﴾ سورہ فاتحہ کا بھید ہے۔“

6- آیہ مبارکہ ﴿إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ﴾ میں مذکورہ

دو بنیادی تصورات (عبادت اور استعانت) کا مفہوم:

i- عبادت: شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”پہلے عبادت کا مفہوم ذہن نشین کر لو۔ عبادت کے معنی ہیں کسی کے سامنے انتہاء درجہ کا تذلل ظاہر کرنا۔ اس انتہائی تذلل کا اظہار تو ظاہری صورت کے اظہار سے ہوتا ہے۔۔۔ (کسی کے) سامنے زمین پر گر پڑنا اور ماتھے کو مٹی پر گر کرنا۔ تذلل کی انتہا ہے جس کے بعد تذلل کا اور کوئی درجہ نہیں۔“ (حجۃ اللہ الباقیہ مصنفہ شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ۔ ترجمہ: مولانا عبد الرحیم مرحوم۔ شائع کردہ قومی کتب خانہ لاہور۔ جلد اول صفحہ 349-350)

حافظ ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ نے عبادت کی تعریف یوں کی ہے:

غَايَةُ الْحُبِّ مَعَ غَايَةِ التَّذَلُّلِ.

”(عبادت کا مفہوم ہے) انتہاء درجہ کی محبت اور ساتھ ہی ساتھ انتہاء درجہ کا تذلل۔“

اس مفہوم کو حالی مرحوم نے اپنی شہرہ آفاق مسدس میں یوں بیان کیا ہے۔

لگاؤ تو لو اپنی اس سے لگاؤ

جھکاؤ تو سر اس کے آگے جھکاؤ

محبت کے حوالے سے دو باتوں کی وضاحت ضروری ہے۔

(الف)۔۔۔ صرف اللہ تعالیٰ ہی کے ساتھ جو محبت توحید کا تقاضا ہے وہ خالی

حب (محبت) نہیں بلکہ غایۃ الحب (انتہاء درجے کی سب سے زیادہ محبت) ہے۔ یہ سلسلۂ ترجیح

کا ہے کہ سب سے زیادہ محبت کس سے ہے۔ اپنی جان سے ماں باپ سے بیوی سے اولاد سے

مال و دولت سے محبت شرک صرف اس وقت ہے جب وقت پڑنے پر ان محبتوں کو اللہ کی محبت پر

ترجیح دی جائے۔ قرآن مجید میں اس بات کو نہایت ہی واضح اور روشن طور پر بیان کیا گیا ہے کوئی

ابہام باقی نہیں رہنے دیا گیا۔ چنانچہ ارشاد ہوا:

﴿وَالَّذِينَ آمَنُوا أَشَدُّ حُبًّا لِلَّهِ﴾ [البقرة: 165]

”ایمان رکھنے والے لوگ سب سے بڑھ کر اللہ کو محبوب رکھتے ہیں۔“

(ب)۔ اطاعت کا مفہوم بھی محبت کے لوازم میں شامل ہے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کوئی کسی سے انتہا درجے کی محبت کرتا ہو، جان سے بڑھ کر اس سے پیار کرتا ہو اور جب وہ محبوب وہ پیارا کوئی حکم دے تو سارے کام چھوڑ کر ہر قیمت پر حتیٰ کہ جان کی قیمت پر بھی اپنے محبوب کے حکم کی تعمیل نہ کرے۔

## ii- استعانت

استعانت کا لفظی ترجمہ مدد مانگنا ہے۔ یعنی ایسی امداد یا بھی اور پکار جو عادی اسباب کے تحت ہو (مثلاً پانی لا دو، روٹی لا دو، دوا تجویز کر دو) یہاں پر استعانت سے مراد نہیں ہے۔ ایسی امداد یا بھی تو نہ صرف جائز بلکہ اس کے بغیر تو دنیا کا کام ہی نہیں چل سکتا۔ قرآن مجید میں اس کی ممانعت نہیں ہے۔

إِيَّاكَ نَسْتَعِينُ میں جس استعانت کا حصر ہے وہ غیر اللہ کو غائبانہ طور پر مافوق الاسباب مدد کے لیے پکارنا ہے۔

شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ جتہ اللہ البالغہ میں ”غیر اللہ کو پکارنے کے متعلق بحث و تمحیص“ کے ذیلی عنوان میں ﴿إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ﴾ کو ہر نماز میں بلکہ ہر رکعت میں کہنے کی مصلحت ہی یہی بیان کرتے ہیں کہ مشکلات میں غیر اللہ کو پکارنے کا شرک نہ عقیدہ مٹایا جائے۔ آپ کے اصل الفاظ ذیل میں درج کیے جا رہے ہیں۔

”من جملہ مظنن ہائے شرک کے ایک یہ ہے کہ شرک لوگ قضاء و حوائج کے لیے غیر اللہ کو پکارتے ہیں اور انہی سے شفاء، مریض اور افلاس دور ہونے اور دوسری مرادیں مانگتے تھے اس سلسلہ میں ان کے لیے نیتیں مانتے اور تبرک کے طور پر ان کے نام چپتے تھے اللہ تعالیٰ نے اس شرک کا نہ عقیدہ کو مٹانے کے لیے یہ حکم دیا کہ وہ ہر نماز میں بلکہ ہر ایک رکعت میں یہ کہا کریں کہ ﴿إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ﴾ تاکہ توحید کا صحیح مفہوم ہر وقت ان کے پیش نظر رہے۔ ایک آیت میں ہے (اور اس مفہوم کی آیتیں بے شمار ہیں کیوں کہ توحید ملت حنیفہ کا اہم ترین مسئلہ ہے) ﴿فَلَا تَدْعُوا مَعَ اللَّهِ أَحَدًا﴾ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی دوسرے کو مت پکارو۔ بعض مفسرین

کا قول ہے کہ اس دعا کے معنی عبادت کے ہیں۔ ان کا یہ قول محض غلط ہے۔ دعا کا لفظ اپنے اصلی مفہوم پکارنے کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔ اور آیت کا صاف اور صریح مفہوم یہ ہے کہ قضاء حوائج یعنی اپنی مرادیں مانگنے کے لیے سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی دوسرے کو مت پکارو۔ ذیل کی آیت سے صاف واضح ہوتا ہے کہ دعا کے معنی پکارنے کے ہیں:

﴿بَلْ اِيَّاهُ تَدْعُونَ فَيَكْشِفُ مَا تَدْعُونَ اِلَيْهِ اِنْ شَاءَ﴾

”بلکہ (کوئی مشکل پیش آنے پر) تم اس کو پکارتے ہو اور وہ تم سے تکلیف کو دور فرماتا ہے جس کے لیے تم اس کو پکارتے ہو بشرطہ وہ ایسا کرنا چاہے۔“

(حجۃ اللہ البالغۃ - مصنفہ شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ - ترجمہ: مولانا عبد الرحیم مرحوم)

شائع کردہ قومی کتب خانہ لاہور - جلد اول صفحہ ۳۵۸)



کسی انسان کے لیے یہ مناسب نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ تو اسے اپنا پیغمبر بنائے اور وہ رب ذوالجلال کی عبودیت کے بجائے

لوگوں کو اپنا بندہ بنانے لگ جائے

1۔ کسی بشر کو زیبا نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے حکم اور نبوت عطا فرمائے اور پھر وہ لوگوں کو اپنا بندہ بنانے لگ جائے اور فرشتوں اور پیغمبروں کو اپنا رب بنانے کے کافرانہ عمل کا حکم دینے لگ جائے:

﴿مَا كَانَ لِشَيْءٍ أَنْ يُؤْتِيَهُ اللَّهُ الْكِتَابَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُولَ لِلنَّاسِ كُونُوا عِبَادًا لِي مِنْ دُونِ اللَّهِ وَلَكِنْ كُونُوا رَبَّانِيِّينَ بِمَا كُنْتُمْ تُعَلِّمُونَ الْكِتَابَ وَبِمَا كُنْتُمْ تَدْرُسُونَ ۝ وَلَا يَأْمُرُكُمْ أَنْ تَتَّخِذُوا الْمَلَائِكَةَ وَالنَّبِيِّينَ أَرْبَابًا ۚ أَيَأْمُرُكُمْ بِالْكُفْرِ بَعْدَ إِذْ أَنْتُمْ مُسْلِمُونَ﴾ [آل عمران: 79-80]

”کسی انسان کا یہ کام نہیں ہے کہ اللہ تو اس کو کتاب اور حکم اور نبوت عطا فرمائے اور وہ لوگوں سے کہے کہ اللہ کے بجائے تم میرے بندے بن جاؤ۔ وہ تو یہی کہے گا کہ سچے ربانی بنو جیسا کہ اس کتاب کی تعلیم کا تقاضا ہے جسے تم پڑھتے اور پڑھاتے ہو وہ تم سے ہرگز یہ نہ کہے گا کہ تم فرشتوں یا پیغمبروں کو اپنا رب بنا لو۔ کیا یہ ممکن ہے کہ ایک نبی تمہیں کفر کا حکم دے جب کہ تم مسلم ہو؟“

2۔ قیامت کا دن ہوگا (مشرک عیسائیوں کو شرمندہ کرنے کے لیے) اللہ تعالیٰ عیسیٰ علیہ السلام سے جواب طلب کرے گا کہ کیا اپنی اور اپنی ماں کی خدائی کی تعلیم لوگوں کو تم نے دی تھی؟ عیسیٰ علیہ السلام کہیں گے علام الغیوب! جب تک میں ان لوگوں کے درمیان تھا تو میں نے اپنے اور ان کے رب (اللہ) کی بندگی کی تبلیغ کی اور جب تو نے مجھے واپس بلا لیا تو پھر

(میرا کیا چارہ تھا) تو ہی تو ان پر نگران تھا۔ اب تو انھیں عذاب دے تو یہ تیرے ہی بندے ہیں اور بخش دے تو تو غالب اور دانا ہے:

﴿وَإِذْ قَالَ اللَّهُ يٰعِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ ءَأَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُونِي وَأُمِّيَ  
الْهَيْئَ مِنْ دُونِ اللَّهِ ۖ قَالَ سُبْحَنَكَ مَا يَكُونُ لِي أَنْ أَقُولَ مَا لَيْسَ لِي بِبَحَقِّ ط إِنَّ  
كُنْتَ قُلْتُهُ فَقَدْ عَلِمْتَهُ ۖ تَعْلَمُ مَا فِي نَفْسِي وَلَا أَعْلَمُ مَا فِي نَفْسِكَ ط إِنَّكَ أَنْتَ  
عَلَّامُ الْغُيُوبِ ۝ مَا قُلْتُ لَهُمْ إِلَّا مَا أَمَرْتَنِي بِهِ أَنْ اعْبُدُوا اللَّهَ رَبِّي وَرَبَّكُمْ ۚ وَكُنْتُ  
عَلَيْهِمْ شَهِيدًا ۚ مَا دُمْتُ فِيهِمْ ۚ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي كُنْتُ أَنْتَ الرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ ط وَأَنْتَ  
عَلَى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ ۝ إِنَّ نَعْدَبُهُمْ فَإِنَّهُمْ عَبْدُكَ ط وَإِنْ تَغْفِرَ لَهُمْ فإِنَّكَ أَنْتَ  
الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ﴾ [المائدہ: 116-118]

”غرض جب (یہ احسانات یاد دلا کر) اللہ فرمائے گا کہ اے عیسیٰ بن مریم کیا تو نے لوگوں سے کہا تھا کہ خدا کے سوا مجھے اور میری ماں کو بھی خدا بنا لو تو وہ جواب میں عرض کرے گا کہ سبحان اللہ! میرا یہ کام نہ تھا کہ وہ بات کہتا کہ جس کے کہنے کا مجھے حق نہ تھا۔ اگر میں نے ایسی بات کہی ہوتی تو آپ کو ضرور علم ہوتا۔ آپ جانتے ہیں جو کچھ میرے دل میں ہے اور میں نہیں جانتا جو کچھ آپ کے دل میں ہے آپ تو ساری پوشیدہ حقیقتوں کے عالم ہیں۔ میں نے ان سے اس کے سوا کچھ نہیں کہا جس کا آپ نے حکم دیا تھا، یہ کہ اللہ کی بندگی کرو جو میرا رب بھی ہے اور تمہارا بھی۔ میں اسی وقت تک ان کا نگران تھا جب تک کہ میں ان کے درمیان تھا۔ جب آپ نے مجھے واپس بلا لیا تو آپ ان پر نگران تھے اور آپ تو ساری چیزوں پر نگران ہیں۔ اب اگر آپ انھیں سزا دیں تو وہ آپ کے بندے ہیں اور اگر معاف کر دیں تو آپ غالب اور دانا ہیں۔“

3- رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن جب میرے کچھ امتیوں کو دوزخ کی طرف لے جایا جائے گا تو میں وہی کچھ کہوں گا جو اللہ کے نیک بندے عیسیٰ علیہ السلام نے کہا تھا:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّكُمْ مَحْشُورُونَ وَ



إِنَّ نَاسًا يُّؤْخَذُ بِهِمْ ذَاتُ الشَّمَالِ فَأَقُولُ كَمَا قَالَ الْعَبْدُ الصَّالِحُ وَ كُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَّا دُمْتُ فِيهِمْ إِلَى قَوْلِهِ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ (صحيح البخارى : كتاب التفسير ، باب قوله ﴿ إِنَّ تَعَذُّبَهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ ۚ وَإِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَإِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴾)

”ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (قیامت کے دن) تمہارا حشر ہوگا اور کچھ لوگوں کو بائیں جانب دوزخ کی طرف لے جائیں گے۔ میں اس وقت وہی کہوں گا جو اللہ کے نیک بندے (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) نے کہا: یعنی: وَ كُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَّا دُمْتُ فِيهِمْ سے آخر آیت الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ تک۔“

4-9: ذیل کے مندرجات اس بات کی شہادت ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے واشگاف الفاظ میں اپنی بشریت اور عبدیت کا اعلان فرمایا اور اسی طرح سے عملی طور پر اپنے طرز عمل اور ارشادات سے اپنی امت کو وہ شریکہ رویہ اختیار کرنے سے سختی کے ساتھ منع فرمایا جو عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی محترمہ والدہ ماجدہ حضرت مریم علیہا السلام کے حوالے سے آج تک اپنا رکھا ہے:

﴿قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوحَىٰ إِلَيَّ أَنَّمَا إِلَهُمُ إِلَهٌ وَاحِدٌ ۚ فَمَنْ كَانَ يَرْجُوا لِقَاءَ رَبِّهِ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهِ أَحَدًا﴾

[الكهف: 110]

”اے نبی ﷺ! کہو کہ میں تو ایک انسان ہوں تم ہی جیسا، میری طرف وحی کی جاتی ہے کہ تمہارا خدا بس ایک ہی خدا ہے پس جو کوئی اپنے رب کی ملاقات کا امیدوار ہو اسے چاہیے کہ نیک عمل کرے اور بندگی میں اپنے رب کے ساتھ کسی اور کو شریک نہ کرے۔“

وَعَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَطْرُقُنِي كَمَا أَطْرَبَ النَّصَارَى ابْنِ مَرْيَمَ فَإِنَّمَا أَنَا عَبْدُهُ، فَقُولُوا عَبْدُ اللَّهِ وَرَسُولُهُ،

(مشکوۃ المصابیح، باب المغاخرۃ والعصیۃ حدیث: 4897)

”عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم مبالغہ آرائی سے میری تعریف نہ کیا کرو جس طرح عیسائیوں نے عیسیٰ بن مریم (علیہا السلام) کی تعریف کی۔ بس میں تو اس کا بندہ ہوں تم (مجھے) اللہ کا بندہ اور اس کا رسول کہو۔“

﴿قُلْ إِنَّمَا أَدْعُوا رَبِّي وَلَا أَشْرِكُ بِهِ أَحَدًا ۝ قُلْ إِنِّي لَا أَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَلَا رَشَدًا ۝ قُلْ إِنِّي لَنْ يُخِيزَنِي مِنَ اللَّهِ أَحَدٌ ۝ وَلَنْ أَجِدَ مِنْ دُونِهِ مُلْتَحَدًا ۝ إِلَّا بَلَاغًا مِنَ اللَّهِ وَرِسَالَاتِهِ ۚ وَمَنْ يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَإِنَّ لَهُ نَارَ جَهَنَّمَ خَالِدًا فِيهَا أَبَدًا﴾ [الحج: 20-23]

”اے نبی ﷺ! کہو کہ میں تو اپنے رب کو پکارتا ہوں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا۔ کہو میں تم لوگوں کے لیے نہ کسی نقصان کا اختیار رکھتا ہوں نہ کسی بھلائی کا، کہو مجھے اللہ کی گرفت سے کوئی بچا نہیں سکتا اور نہ میں اس کے دامن کے سوا کوئی جائے پناہ پاسکتا ہوں۔ میرا کام اس کے سوا کچھ نہیں ہے کہ اللہ کی بات اور اس کے پیغامات پہنچا دوں۔ اب جو بھی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی بات نہ مانے گا اس کے لیے جہنم کی آگ ہے اور ایسے لوگ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔“

أَنَّ أَبَاهُ رِزْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ أَنْزَلَ اللَّهُ ﴿وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ﴾ قَالَ يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ أَوْ كَلِمَةً نَحْوَهَا اشْتَرَوْا أَنْفُسَكُمْ لَا أُغْنِي عَنْكُمْ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا يَا بَنِي عَبْدِ مَنَافٍ لَا أُغْنِي عَنْكُمْ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا يَا عَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ لَا أُغْنِي عَنْكُمْ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا وَيَا صَفِيَّةَ عَمَّةَ رَسُولِ اللَّهِ لَا أُغْنِي عَنْكَ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا وَيَا فَاطِمَةَ بِنْتُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَلِّبْنِي مَا شِئْتَ مِنْ مَالِي لَا أُغْنِي عَنْكَ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا۔

(صحیح البخاری: کتاب التفسیر باب قوله ﴿وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ﴾)

”ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری: ﴿وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ﴾ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور فرمانے لگے اے

قریش کے لوگو! یا کچھ ایسا ہی کلمہ کہا تم اپنی اپنی جانوں کو مول لو (بچاؤ) میں اللہ کے سامنے تمہارے کچھ کام نہیں آنے کا۔ اے عبد مناف کے بیٹو! میں اللہ کے سامنے تمہارے کچھ کام نہیں آنے کا۔ اے عباسؓ، عبد المطلب کے بیٹے! میں اللہ کے سامنے تمہارے کچھ کام نہیں آنے کا۔ اے صفیہؓ میری پھوپھی! میں اللہ کے سامنے تمہارے کچھ کام نہیں آنے کا۔ اے فاطمہؓ! محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی! میرے مال میں سے جو تو چاہے مانگ لے (میں دوں گا) مگر اللہ کے سامنے میں تیرے کچھ کام نہیں آنے کا۔“

﴿قُلْ لَا أَمْلِكُ لِنَفْسِي نَفْعًا وَلَا ضَرًّا إِلَّا مَا شَاءَ اللَّهُ ط وَ لَوْ كُنْتُ أَعْلَمُ الْغَيْبُ لَا سْتَكْثُرْتُ مِنَ الْخَيْرِ ج وَ مَا مَسْنَى السُّوءُ ج إِنْ أَنَا إِلَّا نَذِيرٌ وَ بَشِيرٌ لِّلْقَوْمِ يُؤْمِنُونَ﴾ [الاعراف: 188]

”اے نبی ﷺ! ان سے کہو کہ میں اپنی ذات کے لیے کسی نفع اور نقصان کا اختیار نہیں رکھتا، اللہ ہی جو کچھ چاہتا ہے وہ ہوتا ہے اور اگر مجھے غیب کا علم ہوتا تو میں بہت سے فائدے اپنے لیے حاصل کر لیتا اور مجھے کبھی کوئی نقصان نہ پہنچتا۔ میں تو محض ایک خبردار کرنے والا اور خوشخبری سنانے والا ہوں ان لوگوں کے لیے جو میری بات مانیں۔“

أَنَّ عَائِشَةَ ۞ وَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَبَّاسٍ ۞ قَالَا لَمَّا نَزَلَ بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَفِيقٌ يَطْرُحُ خَمِيصَةً لَهُ عَلَى وَجْهِهِ فَإِذَا أَعْتَمَّ بِهَا كَشَفَهَا عَنْ وَجْهِهِ فَقَالَ وَ هُوَ كَذَلِكَ لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الْيَهُودِ وَ النَّصَارَى اتَّخَذُوا قُبُورَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ يُحْذَرُ مَا صَنَعُوا۔ (صحيح البخارى: كتاب الصلوة باب نمير: 55)

”حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا جب آنحضرت ﷺ کا آخر وقت ہوا تو آپ ایک چادر اپنے منہ پر ڈالنے لگے جب گھبراتے تو منہ کھول دیتے اور اسی حال میں یوں فرماتے: اللہ کی پھکار ہو یہود اور نصاریٰ پر انھوں نے اپنے پیغمبروں کی قبروں کو مسجد بنالیا۔ آپ یہ فرما کر (اپنی امت کو) ایسے کام سے ڈراتے تھے۔“



تمام لوگ اللہ تعالیٰ ہی کے در کے فقیر ہیں، اسی کے محتاج ہیں  
حتیٰ کہ اگر کسی نبی علیہ السلام کو بھی کبھی کوئی مشکل پڑی تو اس  
نے بھی صرف اور صرف رب ذوالجلال ہی سے فریاد کی

1- سب کو یاد رکھنا چاہیے کہ وہ اللہ ہی کے محتاج ہیں (اور اسی کے در کے فقیر ہیں) اور اللہ تو غنی و حمید اور قادر مطلق ہے:

﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ أَنْتُمُ الْفُقَرَاءُ إِلَى اللَّهِ وَاللَّهُ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيدُ ۚ إِنْ يَشَأْ يُذْهِبْكُمْ وَيَأْتِ بِخَلْقٍ جَدِيدٍ ۚ وَمَا ذَلِكَ عَلَى اللَّهِ بِعَزِيزٍ﴾ [35: الفاطر: 15-17]  
”لوگو! تم ہی اللہ کے محتاج ہو اور اللہ تو غنی و حمید ہے۔ وہ چاہے تو تمہیں ہٹا کر کوئی نئی  
خلقت تمہاری جگہ لے آئے۔ ایسا کرنا اللہ کے لیے کچھ بھی دشوار نہیں۔“

2- جب آدم اور حوا علیہما السلام نے ابلیس کے دھوکے میں آ کر  
منوعہ درخت کا مڑہ چکھ لیا اور مشکل میں پڑ گئے تو انھوں نے (اللہ کی سکھائی  
ہوئی) دعا مانگی اور کڑا وقت ان سے ٹل گیا:

﴿وَبَادِمُ اسْكُنْ أَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ فَكُلَا مِنْ حَيْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا هَذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُونَا مِنَ الظَّالِمِينَ ۝ فَوَسَّوَسَ لَهُمَا الشَّيْطَانُ لِيُبْدِيَ لَهُمَا مَا وُورِيَ عَنْهُمَا مِنْ سَوَاتِهِمَا وَقَالَ مَا نَهَاكُمَا رَبُّكُمَا عَنْ هَذِهِ الشَّجَرَةِ إِلَّا أَنْ تَكُونَا مَلَائِكِينَ أَوْ تَكُونَا مِنَ الْخَالِدِينَ ۝ وَقَاسَمَهُمَا إِنِّي لَكُمَا لَمِنَ النَّاصِحِينَ ۝ فَدَلَّهُمَا عَلَى عِصْيَانِهِ فَأَفْكَرَ الشَّجَرَةَ بَدَتْ لَهُمَا سَوَاتُهُمَا وَطَفِقَا يَخْصِفْنَ عَلَيْهِمَا مِنْ ذُرُقِ الْجَنَّةِ ۖ وَنَادَاهُمَا رَبُّهُمَا أَلَمْ أَنْهَكُمَا عَنْ تِلْكَ الشَّجَرَةِ وَأَقُلْتُ لَكُمَا إِنَّ الشَّيْطَانَ لَكُمَا عَدُوٌّ مُبِينٌ ۝ قَالَا رَبَّنَا ظَلَمْنَا أَنْفُسَنَا وَإِنْ لَمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ ۝ قَالَ اهْبِطُوا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ وَلَكُمْ فِي الْأَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَ

مَتَاعٌ إِلَىٰ حَبِيبٍ ۚ وَقَالَ فِيهَا تَحْيَوْنَ وَفِيهَا تَمُوتُونَ وَ مِنْهَا تُخْرَجُونَ ﴿

[الاعراف: 19-25]

”اور اے آدم، اور تیری بیوی، دونوں اس جنت میں رہو جہاں جس چیز کو تمہارا جی چاہے کھاؤ، مگر اس درخت کے پاس نہ پھٹکنا اور نہ ظالموں میں سے ہو جاؤ گے۔ پھر شیطان نے ان کو بہکایا تاکہ ان کی شرمگاہیں جو ایک دوسرے سے چھپائی گئی تھیں ان کے سامنے کھول دے۔ اس نے کہا: تمہارے رب نے تمہیں جو اس درخت سے روکا ہے اس کی وجہ اس کے سوا کچھ نہیں ہے کہ کہیں تم فرشتے نہ بن جاؤ یا تمہیں بیٹگی کی زندگی حاصل نہ ہو جائے۔ اور اس نے قسم کھا کر ان سے کہا کہ میں تمہارا سچا خیر خواہ ہوں۔ اس طرح دھوکا دے کر وہ ان دونوں کو رفتہ رفتہ اپنے ڈھب پر لے آیا۔ آخر کار جب انہوں نے اس درخت کا مزا چکھا تو ان کے ستر ایک دوسرے کے سامنے کھل گئے اور وہ اپنے جسموں کو جنت کے چبوترے سے ڈھانکنے لگے۔ تب ان کے رب نے انہیں پکارا: کیا میں نے تمہیں اس درخت سے نہ روکا تھا اور نہ کہا تھا کہ شیطان تمہارا کھلا دشمن ہے۔ دونوں بول اٹھے: اے رب! ہم نے اپنے اوپر قسم کیا، اب اگر تو نے ہم سے درگزر نہ فرمایا اور رحم نہ کیا تو یقیناً ہم تباہ ہو جائیں گے۔ فرمایا اتر جاؤ، تم ایک دوسرے کے دشمن ہو اور تمہارے لیے ایک خاص مدت تک زمین ہی میں جائے قرار اور سامان زیست ہے اور فرمایا وہیں تم کو جینا اور وہیں مرنا ہے اور اس میں سے تم کو آخر نکالا جائے گا۔“

3- ایک لمبے عرصے کی دعوت و تبلیغ کے باوجود جب نوح علیہ السلام کی قوم نے ان کی دعوت رد کر دی اور ان کا دل توڑ دیا تو انہوں نے اللہ تعالیٰ ہی سے فریاد کی۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے منکروں کو غرق کر دیا (اور نوح علیہ السلام اور ان پر ایمان لانے والوں کو بچا لیا):

﴿وَقَالَ نُوحٌ رَبِّ انِّهْمْ عَصَوْنِي وَاتَّبَعُوا مَنْ لَّمْ يَزِدْهُ مَالَهُ وَوَلَدَهُ إِلَّا خَسَارًا ۝ وَمَكْرُؤًا مَكْرًا ثَبَرًا ۝ وَقَالُوا لَا تَنْدُرُنَا إِلَهَتُكُمْ وَ لَا تَنْدُرُنَا وَدًّا وَلَا

سَوَاعًا ۚ وَلَا يَغُوثٌ وَيَعُوقُ وَنَسْرٌ ۚ وَقَدْ أَضَلُّوا كَثِيرًا ۚ وَلَا تَزِدِ الظَّالِمِينَ إِلَّا  
 ضَلَالًا ۚ مِمَّا خَطَبْتَهُمْ أَغْرِقُوا فَأَذْجَلُوا نَارًا فَلَمَّ يَجِدُوا لَهُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ أَنْصَارًا ۚ  
 وَقَالَ نُوحٌ رَبِّ لَا تَذَرْنِي عَلَى الْأَرْضِ مِنَ الْكَافِرِينَ ذَيَّارًا ۚ إِنَّكَ إِن تَذَرْنَهُمْ يَفْسُدُوا  
 عِبَادَكَ وَلَا يَلِدُوا إِلَّا فَاجِرًا كَفَّارًا ۚ رَبِّ اغْصِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَيْتِي  
 مُؤْمِنًا وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ ط وَلَا تَزِدِ الظَّالِمِينَ إِلَّا تَبَارًا ﴿﴾ [نوح: 28-21]

”نوح نے کہا: میرے رب! انھوں نے میری بات رد کر دی اور ان (رہبوسوں) کی  
 پیروی کی جو مال اور اولاد دیا کر اور زیادہ نامراد ہو گئے ہیں۔ ان لوگوں نے بڑا بھاری مکر کا جال پھیلا  
 رکھا ہے۔ انھوں نے کہا ہر گز نہ چھوڑو اپنے معبودوں کو اور نہ چھوڑو ”ود“ کو اور ”سواع“ کو اور نہ  
 ”یغوث“ اور ”یعوق“ اور ”نسر“ کو۔ انھوں نے بہت لوگوں کو گمراہ کیا ہے اور تو بھی ان ظالموں کو  
 گمراہی کے سوا کسی چیز میں ترقی نہ دے۔ اپنی خطاؤں کی بنا پر ہی وہ غرق کیے گئے اور آگ میں  
 جھونک دیے گئے۔ پھر انھوں نے اپنے لیے اللہ سے بچانے والا کوئی مددگار نہ پایا اور نوح نے  
 کہا: میرے رب! ان کافروں میں سے کوئی زمین پر بسنے والا نہ چھوڑ۔ اگر تو نے ان کو چھوڑ دیا تو یہ  
 تیرے بندوں کو گمراہ کریں گے اور ان کی نسل سے جو بھی پیدا ہوگا بدکار اور سخت کافر ہی ہوگا۔  
 میرے رب! مجھے اور میرے والدین کو اور ہر اس شخص کو جو میرے گھر میں مومن کی حیثیت سے  
 داخل ہوا ہے اور سب مومن مردوں اور عورتوں کو معاف فرما دے اور ظالموں کے لیے ہلاکت کے  
 سوا کوئی چیز میں اضافہ نہ کر۔“

4- حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جب دہکتی آگ میں ڈالنے کا فیصلہ  
 کیا گیا تو اللہ تعالیٰ نے آپؑ کی رہنمائی فرمائی۔ آپؑ کے دشمنوں کو نیچا  
 دکھایا اور دعاء مانگنے پر آپؑ کو ایک بردبار بیٹے (اسماعیل علیہ السلام) کی  
 پیدائش کی بشارت بھی دی:

﴿ قَالُوا ابْنُوا لَهُ بُنْيَانًا فَأَلْقُوهُ فِي الْجَحِيمِ ۚ فَأَرَادُوا بِهِ كَيْدًا فَجَعَلْنَاهُمْ

الْأَسْفَلِينَ ۝ وَقَالَ إِنِّي ذَاهِبٌ إِلَىٰ رَبِّي سَيَهْدِينِ ۝ رَبِّ هَبْ لِي مِنَ الصَّالِحِينَ ۝

﴿الصفات: 97-101﴾

”انھوں نے آپس میں کہا۔ اس کے لیے ایک الاؤ تیار کرو اور اسے دیتی ہوئی آگ کے ڈھیر میں پھینک دو، انھوں نے اس کے خلاف ایک کارروائی کرنی چاہی تھی مگر ہم نے ان ہی کو نچا دکھا دیا۔ ابراہیمؑ نے کہا: میں اپنے رب کی طرف جاتا ہوں وہی میری رہنمائی کرے گا۔ اے پروردگار مجھے ایک بیٹا عطا کر جو صالحوں میں سے ہو (اس دعا کے جواب میں) ہم نے اس کو ایک حلیم (بردار) لڑکے کی بشارت دی۔“

5- حضرت یونس علیہ السلام نے جب مچھلی کے پیٹ کی تاریکیوں میں اللہ تعالیٰ سے دعاء کی (جو آیت کریمہ کے نام سے مشہور ہے) تو ذات باری نے آپ کی دعا قبول فرمائی اور ان کو غم سے نجات بخشش:

﴿وَذَا النُّونِ إِذْ ذَهَبَ مُغَاضِبًا فَظَنَّ أَنْ لَنْ نَقْدِرَ عَلَيْهِ فَنَادَىٰ فِي الظُّلُمَاتِ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ ۖ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ ۝ فَاسْتَجَبْنَا لَهُ ۖ وَنَجَّيْنَاهُ مِنَ الْغَمِّ ۖ وَكَذَلِكَ نُنْجِي الْمُؤْمِنِينَ ۝﴾ [الانبياء: 87-88]

”اور مچھلی والے کو بھی ہم نے نوازا۔ یاد کرو جب کہ وہ بگڑ کر چلا گیا تھا اور سمجھا تھا کہ ہم اس پر گرفت نہ کریں گے۔ آخر کو اس نے تاریکیوں میں سے پکارا۔ نہیں ہے کوئی خدا مگر تو، پاک ہے تیری ذات، بے شک میں نے تصور کیا۔ تب ہم نے اس کی دعا قبول کی اور غم سے اس کو نجات بخشی اور اسی طرح ہم مومنوں کو بچا لیا کرتے ہیں۔“

6- حضرت ایوب علیہ السلام نے اپنی نہایت تکلیف دہ بیماری میں اپنے رب ہی کو پکارا اور ارحم الراحمین نے نہ صرف ان کو شفا بخشی بلکہ اور بھی بہت سی نعمتیں عطا فرمائیں:

﴿وَإِيُوبَ إِذْ نَادَىٰ رَبَّهُ ۖ أَنِّىْ مَسْنِىَ الضُّرُّ وَأَنْتَ أَرْحَمُ الرَّحِيمِينَ ۝﴾

فَاسْتَجَبْنَا لَهُ، فَكَشَفْنَا مَا بِهِ مِنْ ضُرٍّ وَآتَيْنَاهُ أَهْلَهُ، وَمَثَلَهُمْ مَعَهُمْ رَحْمَةً مِنْ عَبْدِنَا وَ ذِكْرَى لِلْعَبِيدِينَ ﴿٨٣﴾ [الانبیاء: 83-84]

”اور یہی (ہوشمندی اور حکم و علم کی نعمت) ہم نے ایوب کو دی تھی۔ یاد کرو جب کہ اس نے اپنے رب کو پکارا کہ مجھے بیماری لگ گئی ہے اور تو ارحم الراحمین ہے۔ ہم نے اس کی دعا قبول کی اور جو تکلیف اسے تھی اس کو دور کر دیا اور صرف اس کے اہل و عیال ہی اس کو نہیں دیشے بلکہ ان کے ساتھ اتنے ہی اور بھی دیشے اپنی خاص رحمت کے طور پر اور اس لیے کہ یہ ایک سبق ہو عبادت گزاروں کے لیے۔“

7- موسیٰ علیہ السلام کو جان کے لالے پڑے ہوئے تھے، ان پر یہ ایک نہایت ہی مشکل وقت تھا اور وہ وطن سے دور، حضرت شعیب علیہ السلام کی بیٹیوں کے مویشیوں کو پانی پلا کر، تھک ہار کر (اور دل شکستہ) ایک سائے کی جگہ جا بیٹھے۔ ایسی کڑی گھڑی میں ان کو کوئی اور نہیں، صرف پروردگار ہی یاد آیا۔ انھوں نے اس بے بسی اور بے کسی کے عالم میں صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہی کو پکارا اور عرض کیا (میں تیرے ہی در کا فقیر ہوں) اور جو بھی خیر تو مجھ پر نازل فرماوے میں اس کا محتاج ہوں۔ (سب کو معلوم ہے کہ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان پر نعمتوں کی بارش فرمادی اور بالآخر پیغمبری عطا فرمائی):

﴿وَجَاءَ رَجُلٌ مِنْ أَقْصَا الْمَدِينَةِ يَسْعَىٰ قَالَ يَا مُوسَىٰ إِنَّ الْأُمَلَاءَ يَأْتَمِرُونَ بِكَ لِيَقْتُلُوكَ فَاخْرُجْ إِنِّي لَكَ مِنَ النَّاصِحِينَ ۝ فَخَرَجَ مِنْهَا خَائِفًا يَتَرَقَّبُ ۚ قَالَ رَبِّ نَجِّنِي مِنَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ۝ وَلَمَّا تَوَجَّهَ تِلْقَاءَ مَدْيَنَ قَالَ عَسَىٰ رَبِّي أَنْ يَهْدِيَنِي سَوَاءَ السَّبِيلِ ۝ وَلَمَّا وَرَدَ مَاءَ مَدْيَنَ وَجَدَ عَلَيْهِ أُمَّةٌ مِنَ النَّاسِ يَسْقُونَ ۖ وَوَجَدَ مِنْ دُونِهِم امْرَأَتَيْنِ تَذُودَانِ ۖ قَالَ مَا خَطْبُكُمَا ۖ قَالَتَا لَا نَسْقِي حَتَّىٰ يُصَدَرَ الرِّعَاءُ ۖ وَآبَاؤُنَا شَيْخٌ كَبِيرٌ ۝ فَسَقَى لَهُمَا ثُمَّ تَوَلَّى إِلَى الظِّلِّ فَقَالَ



رَبِّ اِنِّیْ لِمَاۤ اَنْزَلْتَ اِلَیَّ مِنْ خَیْرٍ فَقِیْرٌ ﴿۲۰﴾ [القصص: 20-24]

”اس کے بعد ایک آدمی شہر کے پرلے سرے سے دوڑتا ہوا آیا اور بولا: موسیٰ سرداروں میں تیرے قتل کے مشورے ہو رہے ہیں، یہاں سے نکل جا، میں تیرا خیر خواہ ہوں، یہ خبر سنتے ہی موسیٰ (علیہ السلام) ڈرتا اور سہتا نکل کھڑا ہوا اور اس نے دعا کی: اے میرے رب مجھے ظالموں سے بچا۔ (مصر سے نکل کر) جب موسیٰ مدین کا رخ کیا تو اس نے کہا: امید ہے کہ میرا رب مجھے ٹھیک راستے پر ڈال دے گا۔ اور جب وہ مدین کے کنوئیں پر پہنچا تو اس نے دیکھا کہ بہت سے لوگ اپنے جانوروں کو پانی پلا رہے ہیں اور ان سے الگ ایک طرف دو عورتیں اپنے جانوروں کو روک رہی ہیں۔ موسیٰ نے ان عورتوں سے پوچھا، تمہیں کیا پریشانی ہے۔ انھوں نے کہا، ہم اپنے جانوروں کو پانی نہیں پلا سکتیں جب تک یہ چر رہا ہے اپنے جانور نہ نکال لے جائیں اور ہمارے والد ایک بوڑھے آدمی ہیں۔ یہ سن کر موسیٰ نے ان کے جانوروں کو پانی پلا دیا۔ پھر ایک سائے کی جگہ جا بیٹھا اور بولا: پروردگار! جو خیر بھی تو مجھ پر نازل کر دے میں اس کا محتاج ہوں۔“

8- ایک بانجھ بیوی کے نہایت ضعیف اور بوڑھے خاوند حضرت زکریا علیہ السلام نے جب دردمندی اور دسوزی سے اولاد کے لیے دعا مانگی تو اللہ تعالیٰ نے انتہائی مہربانی فرمائی اور آپ کو یحییٰ علیہ السلام جیسا فرزند ارجمند عطا فرمایا:

﴿وَزَكَرِيَّا إِذْ نَادَىٰ رَبَّهُ رَبِّ لَا تَذَرْنِي فَرْدًا وَأَنْتَ خَيْرُ الْوَارِثِينَ ۝ فَاسْتَجَبْنَا لَهُ ۖ وَوَهَبْنَا لَهُ يَحْيَىٰ ۖ وَأَصْلَحْنَاهُ ۖ زَوْجَهُ ۖ إِنَّهُمْ كَانُوا يُسْرِغُونَ فِي الْخَيْرَاتِ وَيَدْعُونَنَا رَغَبًا وَرَهَبًا ۖ وَكَانُوا لَنَا خَشِيعِينَ ﴿۸۹﴾ [الانبیاء: 89-90]

”اور زکریا کو جب کہ اس نے اپنے رب کو پکارا کہ اے پروردگار! مجھے اکیلا نہ چھوڑ اور بہترین وارث تو ہی تو ہے۔ پس ہم نے اس کی دعا قبول کی اور اسے یحییٰ عطا کیا اور اس کی بیوی کو اس کے لیے درست کر دیا۔ یہ لوگ نیکی کے کاموں میں دوڑ دھوپ کرتے تھے اور ہمیں رغبت اور خوف کے ساتھ پکارتے تھے اور ہمارے آگے جھکے ہوئے تھے۔“

## جھکاؤ تو سر اس کے آگے جھکاؤ سجدہ کرو تو صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہی کو کرو

1- اگر تم توحید پر ایمان رکھتے ہو اور صرف اللہ تعالیٰ ہی کی عبادت کے قائل ہو تو پھر سجدہ بھی صرف اسی ذات باری ہی کو کرو جو خالق کل ہے۔ کسی مخلوق کو سجدہ نہ کرو:

﴿وَمِنَ آيَاتِهِ اللَّيْلُ وَالنَّهَارُ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ ۚ لَا تَسْجُدُوا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوا لِلَّهِ الَّذِي خَلَقَهُنَّ إِن كُنتُمْ إِيَّاهُ تَعْبُدُونَ﴾ [المجادلہ: 37]

”اور اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں یہ رات اور دن اور سورج اور چاند۔ سورج اور چاند کو سجدہ نہ کرو بلکہ اس خدا کو سجدہ کرو جس نے انھیں پیدا کیا ہے اگر فی الواقع تم اسی کی عبادت کرنے والے ہو۔“

2- حضرت سلیمان علیہ السلام کا درباری پرندہ ہد ہد جب کچھ عرصہ غیر حاضر رہنے کے بعد آپ کے پاس آیا تو اس نے آپ کو رپورٹ دی اور ملکہ سبا اور اس کی قوم پر یہی فرد جرم لگائی کہ یہ لوگ سورج کو سجدہ کرتے ہیں، وہ یہ سیدھا راستہ نہیں پاتے کہ اس اللہ کو سجدہ کریں جو خالق کل ہے، عالم کل ہے، جس کے سوا کوئی مستحق عبادت نہیں اور جو عرش عظیم کا مالک ہے:

﴿فَمَكَتْ غَيْرَ بَعِيدٍ فَقَالَ أَحَطْتُ بِمَا لَمْ تُحِطْ بِهِ وَجِئْتُكَ مِنْ سَبَإٍ بِنَايِقِينَ ۝ إِنِّي وَجَدْتُ امْرَأَةً تَمْلِكُهُمْ وَأُوتِيَتْ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ وَلَهَا عَرْشٌ عَظِيمٌ ۝ وَجَدْتُهَا وَقَوْمَهَا يَسْجُدُونَ لِلشَّمْسِ مِنْ دُونِ اللَّهِ وَزَيْنُ لَهُمُ الشَّيْطَانُ أَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِيلِ فَهُمْ لَا يَهْتَدُونَ ۝ أَلَّا يَسْجُدُوا لِلَّهِ الَّذِي يُخْرِجُ الْخَبْءَ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَيَعْلَمُ مَا تُخْفُونَ وَمَا تُعْلِنُونَ ۝ اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ

الْعَظِيمِ ﴿٢٢﴾ [النمل: 22-26]

”کچھ دیر نہ گزری تھی کہ اس نے آ کر کہا: ”میں نے وہ معلومات حاصل کی ہیں جو آپ کے علم میں نہیں ہیں۔ میں سب کے متعلق یقینی اطلاع لے کر آیا ہوں۔ میں نے وہاں ایک عورت دیکھی جو اس قوم کی حکمران ہے۔ اس کو ہر طرح کا سرد سامان بخشا گیا ہے اور اس کا تخت بڑا عظیم الشان ہے۔ میں نے دیکھا کہ وہ اور اس کی قوم اللہ کی بجائے سورج کے آگے سجدہ کرتی ہے۔ شیطان نے ان کے اعمال ان کے لیے خوشنما بنا دیئے ہیں اور انھیں شاہراہ سے روک دیا، اس وجہ سے وہ یہ سیدھا راستہ نہیں پاتے کہ اس خدا کو سجدہ کریں جو آسمانوں اور زمین کی پوشیدہ چیزیں نکالتا ہے اور وہ سب کچھ جانتا ہے جسے تم لوگ چھپاتے اور ظاہر کرتے ہو اللہ کہ جس کے سوا کوئی مستحق عبادت نہیں جو عرش عظیم کا مالک ہے۔“

3- زمین و آسمان کی ہر چیز (ماسوا انسان جسے جزوی اختیار بخشا گیا ہے) مجبوراً اللہ تعالیٰ کے آگے سر بسجود ہے، سورج، چاند، تارے پہاڑ، تمام ذی حیات مخلوقات اور فرشتے جو بھی حکم ان کو دیا جاتا ہے اسی کے مطابق کام کرتے ہیں۔ البتہ سارے انسان نہیں ان میں بہت سے ایسا ہی کرتے ہیں صرف اللہ تعالیٰ کے آگے سر بسجود رہتے ہیں اور اس کی اطاعت کرتے ہیں جو انسان ایسا نہیں کرتے وہ مستحق عذاب ہوتے ہیں۔ ایسے بد بخت ذلیل و خوار ہوتے ہیں اور انھیں کوئی عزت دینے والا نہیں ہے:

﴿وَلِلَّهِ يَسْجُدُ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ طَوْعًا وَكَرْهًا وَظِلُّهُمْ

بِالْعُلُوِّ وَالْأَصَالِ﴾ [الرعد: 15]

”وہ تو اللہ ہی ہے جس کو زمین و آسمان کی ہر چیز طوعاً و کرہاً سجدہ کر رہی ہے اور سب چیزوں کے سائے صبح و شام اس کے آگے جھکتے ہیں۔“

﴿أَوَلَمْ يَرَوْا إِلَىٰ مَا خَلَقَ اللَّهُ مِنْ شَيْءٍ يَتَفَيَّؤُا ظِلُّهُ، عَنِ الْيَمِينِ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

لَوْ كُنْتُ أَمْرًا أَحَدًا أَنْ يَسْجُدَ لِأَحَدٍ لَأَمَرْتُ الْمَرْأَةَ أَنْ تَسْجُدَ لِزَوْجِهَا۔

(مشکوٰۃ المصابیح: کتاب النکاح، باب عشرة النساء، حدیث: 3255)

”ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر کسی (شخص

) کو حکم ہوتا کہ وہ کسی شخص کو سجدہ کرے تو میں عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے۔“



عبادت صرف اسی رب ذوالجلال کی کرو جس نے تمہیں اور  
 تم سے پہلوں کو پیدا کیا، تمہارے لیے طرح طرح کی نعمتیں  
 پیدا کیں اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر دوسروں کی عبادت نہ کرو کہ وہ  
 خالق نہیں، خود مخلوق ہیں اور مخلوق کی عبادت کرنا قوت اور  
 عزت والے خالق کائنات کی بے قدری ہے:

1- صرف اس اللہ کی عبادت کرو جس نے تمہیں پیدا کیا، تم سے  
 پہلوں کو پیدا کیا۔ زمین کا فرش بچھایا۔ آسمان کی چھت بنائی۔ بارش برسائی  
 اور اس کے ذریعے ہر طرح کی پیداوار کا رزق تم کو دیا۔ جانتے بوجھتے  
 دوسروں کو اللہ کا مد مقابل نہ ٹھہراؤ:

﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ وَالَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ  
 تَتَّقُونَ ۝ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ فِرَاشًا وَالسَّمَاءَ بِنَاءً وَأَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً  
 فَأَخْرَجَ بِهِ مِنَ الثَّمَرَاتِ رِزْقًا لَكُمْ ۖ فَلَا تَجْعَلُوا لِلَّهِ أَنْدَادًا وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ﴾

[البقرة: 21-22]

”لوگو! بندگی اختیار کرو اپنے اس رب کی جو تمہارا اور تم سے پہلے جو لوگ ہو گزرے  
 ہیں ان سب کا خالق ہے۔ تمہارے بچنے کی توقع اسی صورت میں ہو سکتی ہے۔ وہی تو ہے جس نے  
 تمہارے لیے زمین کا فرش بچھایا، آسمان کی چھت بنائی، اوپر سے پانی برسایا اور اس کے ذریعے  
 سے ہر طرح کی پیداوار نکال کر تمہارے لیے رزق بہم پہنچایا۔ پس تم جانتے ہو تو دوسروں کو اللہ کا  
 مد مقابل نہ ٹھہراؤ۔“

2- اللہ تعالیٰ کی ذات بابرکت ہے جس نے جہان والوں کو خبردار

کرنے کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا اور ان پر فرقان مجید نازل فرمایا۔ وہ اللہ زمین اور آسمان کا مالک ہے، اس کا کوئی شریک نہیں۔ کوئی بیٹا نہیں۔ وہ ہر چیز کا خالق ہے۔ اس نے ہر چیز کی تقدیر مقرر کی (اور یہ مشرک کیسے لوگ ہیں) کہ انھوں نے خالق کائنات کو چھوڑ کر ایسے معبود بنا لیے جو کسی چیز کو پیدا نہیں کرتے، بلکہ خود پیدا کیے جاتے ہیں۔ اور یہ ایسے ”معبود“ ہیں جو اپنے لیے بھی نفع یا نقصان کا اختیار نہیں رکھتے، جو نہ مار سکتے ہیں نہ جلا سکتے ہیں نہ مرے ہوؤں کو پھراٹھا سکتے ہیں:

﴿تَبَرَّكَ الَّذِي نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلَى عَبْدِهِ لِيَكُونَ لِلْعَالَمِينَ نَذِيرًا ۝ الَّذِي لَهُ مُلْكُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَلَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَلَمْ يَكُنْ لَهُ شَرِيكٌ فِي الْمُلْكِ وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ فَقَدْ رُءَاهُ تَقْدِيرًا ۝ وَاتَّخَذُوا مِنْ دُونِهِ آلِهَةً لَا يَخْلُقُونَ شَيْئًا وَهُمْ يُخْلَقُونَ وَلَا يَمْلِكُونَ أَنْ نَنْفُسَهُمْ صُرًا وَلَا نَنْفَعًا وَلَا يَضُرُّهُمْ مَوْتًا وَلَا حَيَاةً وَلَا نُشُورًا﴾ [الفرقان: 1-3]

”نہایت متبرک ہے وہ جس نے یہ فرقان اپنے بندے پر نازل کیا ہے تاکہ سارے جہاں والوں کے لیے خبردار کر دینے والا ہو۔ وہ جو زمین اور آسمانوں کی بادشاہی کا مالک ہے، جس نے کسی کو بیٹا نہیں بنایا ہے، جس کے ساتھ بادشاہی میں کوئی شریک نہیں ہے، جس نے ہر چیز کو پیدا کیا، پھر اس کی ایک تقدیر مقرر کی۔ لوگوں نے اسے چھوڑ کر ایسے معبود بنا لیے جو کسی چیز کو پیدا نہیں کرتے، بلکہ خود پیدا کیے جاتے ہیں، جو خود اپنے لیے بھی کسی نفع یا نقصان کا اختیار نہیں رکھتے، جو نہ مار سکتے ہیں نہ جلا سکتے ہیں نہ ہی مرے ہوئے کو پھر سے زندہ کر سکتے ہیں۔“

3۔ اللہ تعالیٰ ہر چیز کا خالق ہے۔ اس نے سکون کے لیے رات بنائی دن کو روشن کیا، لوگوں پر فضل فرمایا (باوجود اس کے کہ ان میں سے اکثر

ناشکرے ہیں) اس خالق کائنات کے سوا کوئی معبود نہیں (اس کو چھوڑ کر مخلوقات میں سے معبود بنانے والے تو) بہکے ہوئے لوگ ہیں:

﴿اللَّهُ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ اللَّيْلَ لِتَسْكُنُوا فِيهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا ؕ إِنَّ اللَّهَ لَذُو فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُونَ ۝ ذَلِكُمُ اللَّهُ رَبُّكُمْ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ ؕ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ ۚ فَآَنَىٰ تُؤْفَكُونَ﴾ [المومن: 61-62]

”وہ اللہ ہی تو ہے جس نے تمہارے لیے رات بنائی تاکہ تم اس میں سکون حاصل کرو اور دن کو روشن کیا۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ لوگوں پر بڑا فضل فرمانے والا ہے۔ مگر اکثر لوگ شکر ادا نہیں کرتے۔ وہی اللہ (جس نے تمہارے لیے یہ کچھ کیا ہے) تمہارا رب ہے۔ ہر چیز کا خالق اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ پھر تم کدھر بہکائے جا رہے ہو۔“

4- ایک مثال سنو۔ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر جن معبودوں کو تم پکارتے ہو وہ سارے مل کر بھی ایک مکھی تک پیدا نہیں کر سکتے۔ مکھی ان سے کوئی چیز چھین لے تو واپس نہیں لے سکتے۔ کیسے کمزور معبودوں کی مدد چاہتے ہیں۔ (حقیقت تو یہ ہے کہ) ان مشرکوں نے قوت اور عزت والے اللہ تعالیٰ کی قدر ہی نہ پہچانی جیسا کہ اس کے پہچاننے کا حق ہے:

﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَاستَمِعُوا لَهُ ؕ إِنَّ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ لَنْ يَخْلُقُوا ذُبَابًا وَلَوْ اجْتَمَعُوا لَهُ ؕ وَإِنْ يَسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَيْئًا لَا يَسْتَفِيدُوهُ مِنْهُ ۚ ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوبُ ۝ مَا قَدَرُوا اللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِ ؕ إِنَّ اللَّهَ لَقَوِيٌّ عَزِيزٌ﴾

[الحج: 73-74]

”لوگو! ایک مثال دی جاتی ہے غور سے سنو۔ جن معبودوں کو تم خدا کو چھوڑ کر پکارتے ہو وہ سب مل کر ایک مکھی بھی پیدا کرنا چاہیں تو نہیں کر سکتے۔ بلکہ اگر مکھی ان سے کوئی چیز چھین کر لے جائے تو وہ اسے چھڑا بھی نہیں سکتے۔ مدد چاہنے والے بھی کمزور اور جن سے مدد چاہی جاتی ہے



وہ بھی کمزور۔ ان لوگوں نے اللہ کی قدر ہی نہ پہچانی جیسا کہ اس کے پہچانے کا حق ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ قوت اور عزت والا تو اللہ ہی ہے۔“

5۔ کم بخت مشرک کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اولاد رکھتا ہے۔ اس تکلیف کی بات کو (اور بے قدری کرنے والے افتراء) کو اللہ تعالیٰ سنتا ہے۔ پھر بھی صبر کرتا ہے اور ان مشرکوں کو چنگا بھلا کرتا ہے اور ان کو روزی دیتا ہے:

عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أَحَدٌ أَصْبَرَ عَلَى أَذَى سَمِعَهُ مِنْ اللَّهِ يَدْعُونَ لَهُ الْوَلَدَ ثُمَّ يُعَافِيهِمْ وَيَرْزُقُهُمْ -

(صحیح البخاری، کتاب التوحید، باب قول اللہ تعالیٰ انا الرزاق ذو القوۃ المتین)  
 ”ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ سے زیادہ تکلیف کی بات سن کر صبر کرنے والا کوئی نہیں۔ کم بخت مشرک کہتے ہیں کہ اللہ اولاد رکھتا ہے باوجود ایسی باتوں کے وہ ان مشرکوں کو چنگا بھلا کرتا ہے اور ان کو روزی دیتا ہے۔“



## پانچواں باب

### عقیدہ توحید کے کچھ اورتقاضے

☆ اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کی بجائے لوگوں کے دکھلاوے

یاریا کے لیے نیک عمل کرنا شرک اصغر ہے۔ (اعاذنا اللہ)

☆ اخلاقی اور روحانی سطح پر حیوان اور انسان کے درمیان بنیادی

فرق: خواہشات نفس کو اپنا الہ بنا لیتا یا اپنے نفس کو وحی الہی کا

پابند بنائے رکھنا۔

☆ عقیدہ توحید کے حوالے سے محبت کی ترجیحات کا تعین اور

ترتیب۔

☆ عقیدہ توحید کے حوالے سے نسلی برتری، نیشنلزم، خاندانی

امتیا زات و مراعات کے بتوں کو پاش پاش کرنے والے دو

انقلابی تصورات: وحدتِ انسانیت اور بنیادی مساواتِ انسانی۔

☆ جب ذاتِ واحد پر ایمان اور تھروسہ ہو تو پھر اللہ عزوجل کے

سوا کسی اور سے کیا ڈرنا۔





اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کی بجائے لوگوں کے دکھلاوے کے لیے نیک عمل کرنا شرک اصغر ہے، منافقوں کا طریقہ ہے، تباہی کا سامان ہے اور بے بنیاد کار بے کار ہے جس کا کوئی اجر قیامت کے دن نہ ملے گا جب اس اجر کی سب سے زیادہ ضرورت ہوگی۔ (اعاذنا اللہ منها)

1- بادل ناخواستہ دکھلاوے کی نماز پڑھنا منافقوں کا، راہ راست سے بھٹکے ہوئے لوگوں کا طریقہ ہے:

﴿إِنَّ الْمُنَافِقِينَ يُخَادِعُونَ اللَّهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ ۖ وَإِذَا قَامُوا إِلَى الصَّلَاةِ قَامُوا كُسَالًا ۚ يُرَاءُونَ النَّاسَ وَلَا يَذْكُرُونَ اللَّهَ إِلَّا قَلِيلًا ۝ مُذَبْذَبِينَ بَيْنَ ذَلِكَ لَا إِلَى هَؤُلَاءِ وَلَا إِلَى هَؤُلَاءِ ۚ وَمَنْ يُضْلِلِ اللَّهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهُ سَبِيلًا﴾

[النساء: 142-143]

”یہ منافق اللہ کے ساتھ دھوکا بازی کر رہے ہیں حالانکہ درحقیقت اللہ ہی نے انہیں دھوکا میں ڈال رکھا ہے کہ یہ جب نماز کے لیے اٹھتے ہیں تو کسماتے ہوئے محض لوگوں کو دکھانے کی خاطر اٹھتے ہیں اور خدا کو کم ہی یاد کرتے ہیں۔ کفر و ایمان کے درمیان ڈانواں ڈول ہیں۔ نہ پورے اس طرف ہیں نہ پورے اُس طرف۔ جسے اللہ نے بھٹکا دیا ہو اس کے لیے تم کوئی راستہ نہ پاؤ گے۔“

2- ایسے نمازیوں کے لیے تباہی ہے جو اپنی نماز سے غفلت برتتے ہیں۔ دکھلاوے کی نماز پڑھتے ہیں اور خلق خدا کے معمولی سے معمولی کام

بھی نہیں آتے:

﴿أَرَأَيْتَ الَّذِي يُكَذِّبُ بِالْإِيمَانِ ۚ فَذَلِكَ الَّذِي يَدْعُ الْيَمِينِ ۚ وَلَا يَحْضُ عَلَى طَعَامِ الْمُسْكِينِ ۚ فَوَيْلٌ لِلْمُصَلِّينَ ۚ الَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ ۚ الَّذِينَ هُمْ يُرَاءُونَ ۚ وَيَمْنَعُونَ الْمَاعُونَ﴾ [الماعون: 1-7]

”تم نے دیکھا اس شخص کو جو آخرت کی جزا و سزا کو جھٹلاتا ہے۔ وہی تو ہے جو تہمت کو دھکے دیتا ہے اور مسکین کو کھانا دینے پر نہیں اکساتا۔ پھر بتایا ہے ان نماز پڑھنے والوں کے لیے جو اپنی نماز سے غفلت برتتے ہیں جو ریاکاری کرتے ہیں اور معمولی ضرورت کی چیزیں (لوگوں کو دینے سے) گریز کرتے ہیں“

3- جو لوگ اپنا مال لوگوں کو دکھانے کے لیے خرچ کرتے ہیں وہ درحقیقت نہ تو اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہیں اور نہ ہی روز محشر پر ان کا یقین ہے:

﴿وَالَّذِينَ يُنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ رِئَاءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَلَا بِالْيَوْمِ  
الْآخِرِ ۚ وَمَنْ يَكُنِ الشَّيْطَانُ لَهُ قَرِينًا فَسَاءَ قَرِينًا ۚ وَمَا ذَا عَلَيْهِمْ لَوْ آمَنُوا بِاللَّهِ  
الْيَوْمِ الْآخِرِ وَانْفَقُوا مِمَّا رَزَقَهُمُ اللَّهُ ۚ وَكَانَ اللَّهُ بِهِمْ عَلِيمًا﴾ [النساء: 38-39]

”اور وہ لوگ بھی اللہ کو ناپسند ہیں جو اپنے مال محض لوگوں کو دکھانے کے لیے خرچ کرتے ہیں اور درحقیقت نہ اللہ پر ایمان رکھتے ہیں نہ روز آخر پر۔ سچ یہ ہے کہ شیطان جس کا رفیق ہوا اسے بہت ہی بری رفاقت میسر آئی۔ آخر ان لوگوں پر کیا آفت آجاتی اگر یہ اللہ اور روز آخر پر ایمان رکھتے اور جو کچھ اللہ نے دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے۔ اگر یہ ایسا کرتے تو اللہ سے ان کی نیکی کا حال چھپا نہ رہ جاتا۔“

4- جو شخص اپنا مال محض لوگوں کے دکھانے کے لیے خرچ کرتا ہے

تو اس سے کچھ بھی اس کے ہاتھ نہیں آتا (اس کو نہایت ہی بلیغ مثال سے واضح کیا گیا ہے):

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَبْطُلُوا صَدَقَتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْأَذَى ۚ كَالَّذِي يُنْفِقُ مَالَهُ رِئَاءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ۖ فَمَثَلُهُ كَمَثَلِ صَفْوَانٍ عَلَيْهِ تُرَابٌ فَأَصَابَهُ وَابِلٌ فَتَرَكَهُ صَلْدًا ۖ لَا يَقْدِرُونَ عَلَى شَيْءٍ مِّمَّا كَسَبُوا ۗ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ﴾ [البقرة: 264]

”اے ایمان لانے والو! اپنے صدقات کو احسان جتا کر اور دکھ دے کر اس شخص کی طرح خاک میں نہ ملا دو جو اپنا مال محض لوگوں کو دکھانے کو خرچ کرتا ہے اور نہ اللہ پر ایمان رکھتا ہے اور نہ آخرت پر اس کے خرچ کی مثال ایسی ہے جیسے ایک چٹان تھی جس پر مٹی کی تہ جمی ہوئی تھی۔ اس پر جب زور کا اینہ برسا تو ساری مٹی بہہ گئی اور صاف چٹان کی چٹان رہ گئی۔ ایسے لوگ اپنے نزدیک خیرات کر کے جو نیکی کماتے ہیں اس سے کچھ بھی ان کے ہاتھ نہیں آتا اور کافروں کو سیدھی راہ دکھانا اللہ کا دستور نہیں ہے۔“

5- ایک نہایت ہی خوب صورت اور روشن تمثیل سے اس مفہوم کو بیان فرمایا گیا ہے کہ جو لوگ محض اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کے بجائے لوگوں کو دکھلاوے کے لیے خرچ کرتے ہیں انھیں ان کا اجر (روز قیامت کو) نہیں ملے گا۔ (جب کہ ان کو اس اجر کی سب سے زیادہ ضرورت ہوگی):

﴿أَيُّودٌ أَخَذْتُمْ أَنَّ تَكُونُوا لَهُ جَنَّةٍ مِّنْ نَّحِيلٍ وَأَعْنَابٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ ۚ لَهُ فِيهَا مِنْ كُلِّ الثَّمَرَاتِ ۚ وَأَصَابَهُ الْكِبَرُ وَلَهُ ذُرِّيَّةٌ ضُعَفَاءُ ۚ فَأَصَابَهَا إِعْصَارٌ فِيهِ نَارٌ فَاحْتَرَقَتْ ۚ كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمُ الْآيَاتِ لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُونَ﴾

[البقرة: 266]

”کیا تم میں سے کوئی یہ پسند کرتا ہے کہ اس کے پاس ایک ہرا بھر باغ ہو نہروں سے سیراب، کھجوروں اور انگوروں اور ہر قسم کے پھلوں سے لدا ہوا اور وہ عین اس وقت ایک تیز بگولے کی زد میں آ کر جھلس جائے جب کہ وہ خود بوڑھا ہو اور اس کے کم سن بچے ابھی کسی لائق نہ ہوں۔ اس طرح اللہ اپنی باتیں تمہارے سامنے بیان کرتا ہے شاید کہ تم غور و فکر کرو۔“

6- رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ شرک اصغریہ ہے کہ نیک اعمال ریاکاری کے لیے کیے جائیں، دکھلاوے کی ایسی نیکیوں کا کوئی اجر قیامت کے دن نہیں ملے گا اور اللہ تعالیٰ ان کو فرمائے گا کہ (اب جاؤ) اور (اپنا اجر ان لوگوں سے لو جن کو تم دنیا میں دکھلاتے تھے):

وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ لَبِيدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ إِنَّ أَخْوَفَ مَا أَخَافُ عَلَيْكُمْ الشِّرْكَ الْأَصْغَرَ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا الشِّرْكَ الْأَصْغَرُ؟ قَالَ الرِّيَاءُ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَزَادَ التَّبَهِيُّ فِي شُعْبِ الْإِيمَانِ يَقُولُ اللَّهُ لَهُمْ يَوْمَ يُجَادِي الْعِبَادَ بِأَعْمَالِهِمْ: أَذْهَبُوا إِلَى الَّذِينَ كُنْتُمْ تُرَاوُونَ فِي الدُّنْيَا فَانظُرُوا هَلْ تَجِدُونَ عِنْدَهُمْ جَزَاءً أَوْ غَيْرًا (مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الرقاق، باب الریاء والسمعة حدیث: 5100)

”محمود بن لبید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، بے شک زیادہ خوف (والی بات) جس سے تمہارے بارے میں خوف زدہ ہوں، وہ شرک اصغر ہے۔ صحابہ کرامؓ نے دریافت کیا، اے اللہ کے رسول! شرک اصغر کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا: ریاکاری ہے۔ (احمد) اور تبہقی میں یہ اضافہ ہے کہ جس روز بندوں کو ان کے اعمال کا بدلہ دیا جائے گا تو اللہ تعالیٰ ان کے بارے میں فرمائیں گے (جو شرک اصغر کے مرتکب ہوتے رہے) کہ تم ان لوگوں

کے پاس جاؤ جن کو تم دنیا میں دکھلاتے تھے اور دیکھو کہ کیا تم ان کے پاس کوئی بدلہ اور کوئی بھلائی پاتے ہو؟“

7- سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ایسا شخص مجاہد نہیں جو نام کے لیے لڑتا ہے اپنا مقام دکھلانے کے لیے لڑتا ہے اور اس لیے لڑتا ہے کہ اس کی تعریف کی جائے۔ مجاہد تو صرف وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے کلمے کی بلندی کے لیے لڑے:

عَنْ أَبِي مُوسَى أَنَّ أَعْرَابِيًّا جَاءَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّ الرَّجُلَ يُقَاتِلُ لِلذِّكْرِ وَيُقَاتِلُ لِيُحَمِّدَ وَيُقَاتِلُ لِيُغْنِمَ وَيُقَاتِلُ لِيُرَى مَكَانَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَاتَلَ حَتَّى تَكُونَ كَلِمَةُ اللَّهِ هِيَ أَعْلَى فَهُوَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ (سنن ابی داؤد: کتاب الجہاد) باب من قاتل لتكون كلمة الله هي العليا. حديث: (2517)

”ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک اعرابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض گزار ہوا۔ ایک آدمی نام کے لیے لڑتا ہے اور لڑتا ہے کہ اس کی تعریف کی جائے لڑتا ہے کہ مال غنیمت پائے اور لڑتا ہے کہ اپنا مقام دکھائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو اللہ تعالیٰ کے کلمے کی بلندی کے لیے لڑا اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والا وہی ہے۔“

8- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے روز محشر کے تین ہولناک مناظر بیان فرمائے ہیں اور تین ریاکاروں کے ساتھ اللہ تعالیٰ جل شانہ کے مکالمے کا ذکر فرمایا ہے ان میں سے پہلا ریاکار وہ ہوگا جس کا دعویٰ یہ ہوگا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں شہید ہو گیا تھا حالانکہ اس کی لڑائی اس لیے تھی کہ اسے



بہادر کہا جائے، دوسرا ریاکار ایک ایسا عالم ہوگا جو اس لیے تبلیغ کرتا رہا ہوگا، قرآن مجید کی تلاوت کرتا ہوگا کہ اسے معلم اور قاری کہا جائے اور تیسرا ریاکار ایک ایسا امیر آدمی ہوگا جو محض اس لیے مال خرچ کرتا تھا کہ اسے سخی کہا جائے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق اللہ تعالیٰ کے حکم سے ان تینوں (ریاکاروں) کو ذلیل کر کے دوزخ میں گرا دیا جائے گا۔

(اعاذا اللہ):

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنَّ أَوَّلَ النَّاسِ يُقْضَىٰ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَيْهِ رَجُلٌ اسْتَشْهَدَ فَأَتَىٰ بِهِ فَعَرَّفَهُ نِعْمَتَهُ فَعَرَفَهَا، فَقَالَ فَمَا عَمِلْتُ فِيهَا؟ قَالَ قَاتَلْتُ فِيكَ حَتَّى اسْتَشْهَدْتُ قَالَ كَذَبْتَ وَلَكِنَّكَ قَاتَلْتَ لِأَنْ يُقَالَ جَبْرِيءٌ فَقَدْ قِيلَ، ثُمَّ أُمِرَ بِهِ فَسُحِبَ عَلَىٰ وَجْهِهِ حَتَّى أُلْقِيَ فِي النَّارِ وَرَجُلٌ تَعَلَّمَ الْعِلْمَ وَعَلَّمَهُ، وَقَرَأَ الْقُرْآنَ فَأَتَىٰ بِهِ فَعَرَّفَهُ نِعْمَتَهُ فَعَرَفَهَا قَالَ فَمَا عَمِلْتُ فِيهَا؟ قَالَ تَعَلَّمْتُ الْعِلْمَ وَعَلَّمْتُهُ، وَقَرَأْتُ فِيكَ الْقُرْآنَ - قَالَ كَذَبْتَ وَلَكِنَّكَ تَعَلَّمْتَ الْعِلْمَ لِيُقَالَ إِنَّكَ عَالِمٌ، وَقَرَأْتَ الْقُرْآنَ لِيُقَالَ هُوَ قَارِئٌ فَقَدْ قِيلَ ثُمَّ أُمِرَ بِهِ فَسُحِبَ عَلَىٰ وَجْهِهِ حَتَّى أُلْقِيَ فِي النَّارِ وَرَجُلٌ وَسَّعَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَأَعْطَاهُ مِنْ أَصْنَافِ الْمَالِ كُلِّهِ فَأَتَىٰ بِهِ فَعَرَّفَهُ نِعْمَتَهُ فَعَرَفَهَا، قَالَ فَمَا عَمِلْتُ فِيهَا؟ قَالَ مَا تَرَكْتُ مِنْ سَبِيلٍ تُحِبُّ أَنْ يُنْفَقَ فِيهَا إِلَّا انْفَقْتُ فِيهَا لَكَ، قَالَ كَذَبْتَ وَلَكِنَّكَ فَعَلْتَ لِيُقَالَ هُوَ جَوَادٌ فَقَدْ قِيلَ ثُمَّ أُمِرَ بِهِ فَسُحِبَ عَلَىٰ وَجْهِهِ ثُمَّ أُلْقِيَ فِي النَّارِ

(مسلم: 1905/4923، مشکوٰۃ المصابيح كتاب العلم حديث: 194)

”ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، لوگوں میں پہلا آدمی جس کے خلاف قیامت کے دن فیصلہ کیا جائے گا وہ ہوگا جو

(اللہ کی راہ میں) شہید کیا گیا۔ اس کو (بارگاہ الہی میں) پیش کیا جائے گا، اللہ تعالیٰ اس کو اپنے انعامات یاد دلائے گا وہ ان کا اقرار کرے گا۔ اللہ (اس سے) دریافت کرے گا کہ تو نے (انعامات کے بدلے) کیا عمل کیا تھا؟ وہ جواب دے گا، میں نے (فقط) تیرے لیے لڑائی لڑی، یہاں تک کہ میں شہید ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے، تو جھوٹ کہتا ہے۔ تو نے صرف اس لیے جنگ لڑی تھی کہ تجھے بہادر کہا جائے۔ چنانچہ تجھے بہادر کہا گیا، پھر اللہ تعالیٰ اس کے بارے میں حکم دیں گے، اسے چہرے کے بل گھسیٹ کر دوزخ میں گرا دیا جائے اور (دوسرا) وہ آدمی جس نے (شریعت کا) علم حاصل کیا، اسے (لوگوں کو) سکھایا اور قرآن پاک کی تلاوت کی۔ اس کو (بارگاہ الہی میں) پیش کیا جائے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو اپنے انعامات یاد دلائے گا۔ وہ ان کا اقرار کرے گا۔ اللہ تعالیٰ دریافت کرے گا کہ تو نے ان انعامات کے مقابلہ میں کیا عمل کیا؟ وہ جواب دے گا، میں نے علم حاصل کیا (اسے لوگوں کو) سکھایا اور میں تیری رضا کے لیے قرآن پاک کی تلاوت کرتا رہا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا، تو جھوٹ بولتا ہے، البتہ تو نے اس لیے علم (شریعت) حاصل کیا تھا تاکہ تجھے معلم کہا جائے اور تو قرآن کی اس لیے تلاوت کرتا رہا تاکہ تجھے قاری کہا جائے، چنانچہ تجھے کہا گیا۔ اس کے بعد اس کے بارے میں حکم دیا جائے گا، اسے چہرے کے بل گھسیٹ کر دوزخ میں گرا دیا جائے۔ اور (تیسرا) وہ آدمی جسے اللہ تعالیٰ نے وافر مال دیا، اس کو ہر قسم کے مال و دولت سے نوازا گیا۔ اسے پیش کیا جائے گا، اللہ تعالیٰ اس کو اپنے انعامات یاد کروائے گا۔ وہ ان کا اقرار کرے گا۔ اللہ تعالیٰ دریافت کرے گا۔ تم نے انعامات کے ہوتے ہوئے کیا عمل کیا؟ وہ جواب دے گا، میں نے ایسا کوئی راستہ نہیں چھوڑا جسے تو پسند کرتا تھا کہ اس میں مال خرچ کیا جائے، میں نے اس میں تیری رضا جوئی کے لیے مال خرچ کیا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا، تو جھوٹ کہتا ہے جب کہ تو نے محض اس لیے مال خرچ کیا تاکہ تجھے خلی کہا جائے۔ چنانچہ تجھے کہا گیا۔ اس کے بعد اس کے بارے میں حکم دیا جائے گا کہ اسے اوٹھ منہ گھسیٹ کر دوزخ میں گرا دیا جائے۔“



اخلاقی اور روحانی سطح پر انسان سے اللہ تعالیٰ کا مطالبہ یہ ہے  
کہ وہ خواہشاتِ نفس کو اپنا الہ نہ بنائے اور اپنے نفس کو وحی الہی  
کا پابند بنائے رکھے۔

1,2- انسان کو اللہ تعالیٰ نے احسن تقویم پر پیدا کیا۔ آدم علیہ السلام کی اس اولاد کو تکریم بخشی اور اکثر مخلوقات پر فضیلت دی، لیکن جب انسان اپنے نفس کو اپنا الہ بنا لیتا ہے اور وحی الہی کے بجائے نفسِ امارہ کی پیروی کرنے لگتا ہے تو وہ انسانیت کی سطح سے گر کر محض ایک جانور بن جاتا ہے، بلکہ جانوروں سے بھی زیادہ گیا گزرا ہو جاتا ہے:

﴿أَفَرَأَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ إِلَٰهَهُ هَوَاهُ وَأَضَلَّهُ اللَّهُ عَلَىٰ عِلْمٍ وَخَتَمَ عَلَىٰ سَمْعِهِ وَغَلَّبَ عَلَيْهِ وَجَلَّ عَلَىٰ بَصَرِهِ عَشْرَةَ ۖ فَمَنْ يَهْدِيهِ مِنْ بَعْدِ اللَّهِ ۖ أَفَلَا تَذَكَّرُونَ﴾

[البجاية: 23]

”پھر کیا تم نے کبھی اس شخص کے حال پر بھی غور کیا جس نے اپنی خواہشِ نفس کو اپنا خدا بنالیا اور اللہ نے علم کے باوجود اسے گمراہی میں پھینک دیا اور اس کے دل اور کانوں پر مہر لگا دی اور اس کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا۔ اللہ کے بعد اب اور کون ہے جو اسے ہدایت دے؟ کیا تم لوگ کوئی سبق نہیں لیتے۔“

﴿أَفَرَأَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ إِلَٰهَهُ هَوَاهُ ۖ وَأَفَأَتَتْ تَكُونُ عَلَيْهِ وَكَيْلًا ۚ أَمْ يُحْسِبُ أَنَّ أَكْثَرَهُمْ يَسْمَعُونَ أَوْ يَعْقِلُونَ ۖ إِنْ هُمْ إِلَّا كَالْأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ سَبِيلًا﴾ [الفرقان: 43-44]

”کبھی تم نے اس شخص کے حال پر غور کیا ہے جس نے اپنی خواہش نفس کو اپنا خدا بنا لیا ہو؟ کیا تم ایسے شخص کو راہ راست پر لانے کا ذمہ لے سکتے ہو؟ کیا تم سمجھتے ہو کہ ان میں سے اکثر لوگ سنتے اور سمجھتے ہیں؟ یہ تو جانوروں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی گئے گزرے۔“

3- جب انسان آیاتِ الہی کو بھلا دیتا ہے، ان کی پابندی سے نکل جاتا ہے اور اپنے نفس کی خواہش ہی کی پیروی کرتا رہتا ہے تو ایسا شخص انسان نہیں رہتا بلکہ وہ تو گویا کتا ہے جو ہر حالت میں اپنی زبان لٹکائے ہی رکھتا ہے:

﴿وَأَسْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ الَّذِي آتَيْنَاهُ إِيضًا فَانْسَلَخَ مِنْهَا فَاتَّبَعَهُ الشَّيْطَانُ فَكَانَ مِنَ الْغَوِينَ ۝ وَلَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنَاهُ بِهَا وَلَكِنَّهُ أَخْلَدَ إِلَى الْأَرْضِ وَاتَّبَعَ هَوَاهُ فَمَثَلُهُ كَمَثَلِ الْكَلْبِ ۚ إِنْ تَحْمِلَ عَلَيْهِ يَلْهَثْ أَوْ تَتْرُكْهُ يَلْهَثْ ۚ ذَلِكَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِينَ كَذَبُوا بِالْإِنشَاءِ فَأَقْصُصِ الْقَصَصَ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ﴾ [الاعراف: 175-176]

”اور اے نبی ﷺ! ان کے سامنے اس شخص کا حال بیان کر دو جس کو ہم نے اپنی آیات کا علم عطا کیا تھا مگر وہ ان کی پابندی سے نکل بھاگا۔ آخر کار شیطان اس کے پیچھے پڑ گیا، یہاں تک کہ وہ بھٹکنے والوں میں شامل ہو کر رہا۔ اگر ہم چاہتے تو اسے ان آیتوں کے ذریعے سے بلندی عطا کرتے مگر وہ زمین ہی کی طرف جھک کر رہ گیا اور اپنی خواہشات ہی کے پیچھے پڑا رہا۔ لہذا اس کی حالت کتے کی سی ہے کہ تم اس پر حملہ کر دو تب بھی زبان لٹکائے رہے اور اگر تم چھوڑ دو تب بھی زبان لٹکائے رہے۔ یہی مثال ہے ان لوگوں کی جو ہماری آیات کو جھٹلاتے ہیں۔ تم یہ حکایات ان کو سناتے رہو۔ شاید کہ یہ کچھ غور و فکر کریں۔“

4- حیوانی سطح سے بالاتر ہونے اور دائرہ انسانیت میں داخل ہونے

کا واحد ذریعہ تعلق باللہ ہے۔ اس تعلق کو تازہ رکھنے اور گہرا کرنے کے لیے ہر روز پانچ وقت کی نماز مسلمانوں پر فرض کی گئی ہے۔ نماز کی نعمت امت مسلمہ کے لیے ایک تحفہ ہے جسے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم معراج سے واپسی پر اپنے ساتھ لائے۔ نماز کو مومنوں کی معراج اس لیے کہا گیا ہے کہ ہر روز کم از کم پانچ بار تو ہر مومن کسی نہ کسی حد تک حیوانی (اور جبلی) سطح سے بالا تر ہو سکے اور تعلق باللہ کی مدد سے ترفع اور عروج روحانی کے اس اعلیٰ ترین روحانی تجربے کا کچھ نہ کچھ مزہ تو چکھ سکے جس کی طرف رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ یوں اشارہ فرمایا ہے کہ نماز میرے دل کی ٹھنڈک ہے۔ آپؐ کو راحت بھی تو نماز سے ملتی تھی اور آپؐ حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا کرتے تھے: اے بلال! (اذان دے کر) ہم کو راحت پہنچا (کہ ہم نماز پڑھیں اور ہماری طبع عالی راحت محسوس فرمائے)

سورہ مریم کی مندرجہ ذیل دو آیات کا مفہوم بھی یہی ہے کہ جو شخص خواہشات نفس کی پیروی کرتا ہے تو وہ (سب سے پہلے) نماز کو چھوڑ دیتا ہے گویا اسے کھو دیتا ہے۔ غمقرب اسے اپنی اس گمراہی کی سزا ملے گی۔ (اس سے بڑی گمراہی اور کیا ہوگی کہ یہ بدنصیب حیوانی خواہشات کی دلدل میں پھنس جاتا ہے اور اس دلدل سے نکل کر بلند تر ہونے کے لیے معراج کی کیفیت سے لطف اندوز ہونے کے یقینی ذریعہ نماز کو ضائع کر دیتا ہے)

﴿فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ أَضَاعُوا الصَّلَاةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهْوَاتِ فَسُوفَ

يَلْقَوْنَ غَيًّا ۝ إِلَّا مَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَأُولَٰئِكَ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُونَ شَيْئًا ﴿[مریم: 59-60]

”پھر ان کے بعد چند ناخلف ان کے جانشین ہوئے جنہوں نے نماز کو (چھوڑ دیا۔ گویا اسے) کھو دیا اور خواہشات نفسانی کے پیچھے لگ گئے۔ سو عنقریب ان کو گمراہی (کی سزا) ملے گی۔ ہاں جس نے توبہ کی اور ایمان لایا اور عمل نیک کیے تو ایسے لوگ بہشت میں داخل ہوں گے ان کا ذرا نقصان نہ کیا جائے گا۔“

5- جب قیامت آجائے گی تو جنت صرف اسی شخص کا ٹھکانا ہوگی جس نے اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش ہونے کے خوف سے نفس کو بری خواہشات سے روک رکھا ہوگا:

﴿فَإِذَا جَاءَتِ الطَّامَةُ الْكُبْرَى ۝ يَوْمَ يَتَذَكَّرُ الْإِنْسَانُ مَا سَعَى ۝ وَبُرْزَتِ الْحَجِيمِ لِمَنْ يَرَى ۝ فَأَمَّا مَنْ طَغَى ۝ وَاتَرَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا ۝ فَإِنَّ الْحَجِيمَ هِيَ الْمَأْوَى ۝ وَأَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوَى ۝ فَإِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَأْوَى ﴿[النازعات: 34-41]

”پھر جب وہ ہنگامہ عظیم برپا ہوگا، جس روز انسان اپنا سب کیا دھرایا دکرے گا اور ہر دیکھنے والے کے سامنے دوزخ کھول کر رکھ دی جائے گی، تو جس نے سرکش کی تھی اور دنیا کی زندگی کو ترجیح دی تھی دوزخ ہی اس کا ٹھکانا ہوگی اور جس نے اپنے رب کے سامنے کھڑے ہونے کا خوف کیا تھا اور نفس کو بری خواہشات سے باز رکھا تھا جنت اس کا ٹھکانا ہوگی۔“

6- رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کسی شخص کے مومن ہونے کے لیے ضروری ہے کہ اپنے نفس کی خواہشات کو آپ ﷺ کی

تعلیمات کا پابند کر دے:

وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى يَكُونَ هَوَاهُ تَبَعًا لِمَا جَنَّتْ بِهِ رَوَاهُ فِي شَرْحِ السُّنَّةِ وَقَالَ النَّوَوِيُّ فِي أَرْبَعِينَ هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ وَرَوَيْنَاهُ فِي كِتَابِ الْحُجَّةِ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ (مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الایمان، باب الاعتصام بالکتاب والسنة، حدیث نمبر: 159)

”عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، وہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک اس کی خواہش نفس اس کے تابع نہ ہو جس کو میں لایا ہوں (شرح السنۃ) امام نووی نے اربعین میں بیان کیا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے۔ ہم نے اس حدیث کو ”کتاب الحجۃ“ میں صحیح سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔“



عقیدہ توحید کے حوالے سے محبت کی ترجیحات کا تعین اور ترتیب

عنوان بالا کی مختصر وضاحت:

محبت حقیقی کا مرکز صرف اللہ تعالیٰ ہے اور پھر اسی حوالے سے اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے دین اسلام کی اقامت اور غلبے کے لیے جہاد فی سبیل اللہ۔۔۔ باقی تمام محبتیں انہی حوالوں کے تحت ہیں۔

1- مشرکوں پر فرد جرم عائد کرتے ہوئے ارشادِ ربانی ہوا کہ یہ اپنے معبودانِ باطل کو اللہ تعالیٰ کا ہم سر اور مد مقابل بناتے ہیں اور ان سے بھی ایسی محبت کرتے ہیں جیسی اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہونی چاہیے۔ دوسری طرف ایمان رکھنے والے سعادت مند ہیں جو سب سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کو اپنا پیارا رکھتے ہیں:

﴿وَمِنَ النَّاسِ مَن يَتَّخِذُ مِنْ دُونِ اللَّهِ أَندَادًا يُحِبُّونَهُمْ كَحُبِّ اللَّهِ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَشَدُّ حُبًّا لِلَّهِ وَلَوْ يَرَى الَّذِينَ ظَلَمُوا إِذْ يَرُونَ الْعَذَابَ أَنَّ الْقُوَّةَ لِلَّهِ جَمِيعًا ۖ وَأَنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعَذَابِ﴾ [البقرة: 165]

”کچھ لوگ ایسے ہیں جو اللہ کے سوا دوسروں کو اس کا ہم سر اور مد مقابل بناتے ہیں اور ان کے ایسے گرویدہ ہیں جیسی اللہ کے ساتھ گرویدگی ہونی چاہیے۔ ایمان رکھنے والے لوگ سب سے بڑھ کر اللہ کو محبوب رکھتے ہیں۔ کاش جو کچھ عذاب کے سامنے دیکھ کر انہیں سوچنے والا ہے وہ آج ہی ان ظالموں کو سوجھ جائے کہ ساری طاقتیں اور سارے اختیارات اللہ ہی کے قبضے میں ہیں اور یہ کہ اللہ سزا دینے میں بھی بہت سخت ہے۔“



2- اللہ تعالیٰ نے ہر قسم کے رشتہ و پیوند اور مال و دولت دنیا کا مفصل ذکر کر کے فرمایا اگر یہ محبتیں تمہیں اللہ تعالیٰ اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اس کی راہ میں جہاد سے زیادہ پیاری ہیں تو پھر اللہ تعالیٰ کے فیصلے (یعنی اس کے عذاب کا) انتظار کرو۔ (اعاذنا اللہ):

﴿قُلْ إِنْ كَانَ آبَاؤُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ وَإِخْوَانُكُمْ وَأَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيرَتُكُمْ وَأَمْوَالٌ اقْتَرَفْتُمُوهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسَاكِينُ تُرَضُّونَهَا أَحَبَّ إِلَيْكُمْ مِنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَجِهَادٍ فِي سَبِيلِهِ فَتَرَبَّصُوا حَتَّى يَأْتِيَ اللَّهُ بِأَمْرِهِ ۗ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ﴾ [التوبة: 24]

”اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری بیویاں اور تمہارے عزیز و اقارب اور تمہارے وہ مال جو تم نے کمائے ہیں اور تمہارے وہ کاروبار جن کے ماند پڑ جانے کا تم کو خوف ہے اور تمہارے وہ گھر جو تم کو پسند ہیں تم کو اللہ اور اس کے رسول اور اس کی راہ میں جہاد سے عزیز تر ہیں تو انتظار کرو یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنا فیصلہ تمہارے سامنے لے آئے۔ اور اللہ فاسق لوگوں کی رہنمائی نہیں کیا کرتا۔“

3- اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ کوئی شخص اس وقت تک نیکی کو نہیں پہنچ سکتا جب تک کہ وہ ان چیزوں کو اللہ کی راہ میں خرچ نہ کر دے جن چیزوں کو وہ پیارا رکھتا ہو:

﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّى تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ وَمَا تُنْفِقُوا مِنْ شَيْءٍ فَإِنَّ اللَّهَ بِهِ عَلِيمٌ﴾ [آل عمران: 92]

”تم نیکی کو نہیں پہنچ سکتے جب تک کہ اپنی وہ چیزیں (خدا کی راہ میں) خرچ نہ کرو

جنہیں تم عزیز رکھتے ہو اور جو کچھ تم خرچ کرو گے اللہ اس سے بے خبر نہیں ہوگا۔“

4- اللہ تعالیٰ کی فرد جرم ان لوگوں پر جو مال کی محبت میں اتنی بری طرح گرفتار ہیں کہ محبت کی ترجیحات کی اس ترتیب کو نظر انداز کر دیتے ہیں جو قرآن مجید نے مقرر فرمائی ہے:

﴿كَلَّا بَلْ لَا تُكْرِمُونَ الْيَتِيمَ ۝ وَلَا تَحْضُونَ عَلَىٰ طَعَامِ الْمُسْكِينِ ۝ وَتَأْكُلُونَ التُّرَاثَ أَكْلًا لَّمًّا ۝ وَتُحِبُّونَ الْمَالَ حُبًّا جَمًّا ۝﴾ [الفجر: 17-20]  
 ”ہرگز نہیں، بلکہ تم یتیم سے عزت کا سلوک نہیں کرتے اور مسکین کو کھانا کھانے پر ایک دوسرے کو نہیں اکساتے اور میراث کا سارا مال سمیٹ کر کھا جاتے ہو اور مال کی محبت میں بری طرح گرفتار ہو۔“

﴿بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ۝ وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةٍ ۝ الَّذِي جَمَعَ مَالًا وَعَدَّدَهُ ۝ يَحْسَبُ أَنَّ مَالَهُ أَخْلَدَهُ ۝ كَلَّا لَيُنْبَذَنَّ فِي الْحُطَمَةِ ۝ وَمَا أَدْرَاكَ مَا الْحُطَمَةُ ۝ نَارُ اللَّهِ الْمَوْقُودَةُ ۝ الَّتِي تَطَّلِعُ عَلَى الْآفِئَةِ ۝ إِنَّهَا عَلَيْهِمْ مُّوْصَدَةٌ ۝ فِي عَمَدٍ مُمَدَّدَةٍ ۝﴾ [الهمزة: 1-9]

”نبایا ہے ہر اس شخص کے لیے جو منہ (درمنہ) لوگوں پر طعن اور (پیٹھ پیچھے) برائیاں کرنے کا خوگر ہے۔ جس نے مال جمع کیا اور گن گن کر رکھا۔ وہ سمجھتا ہے کہ اس کا مال ہمیشہ اس کے پاس رہے گا۔ ہرگز نہیں، وہ شخص تو چکنا چور کر دینے والی جگہ میں پھینک دیا جائے گا اور تم کیا جانو کہ کیا ہے چکنا چور کر دینے والی جگہ۔ اللہ کی آگ خوب بھڑکائی ہوئی جو دونوں تک پہنچے گی۔ وہ ان پر ڈھانک کر بند کر دی جائے گی۔ (اس حالت میں کہ وہ) اونچے اونچے ستونوں میں (گھرے ہوئے ہوں گے)“

5- وہ شخص جو مومن ہے اس کی جان اور اس کا مال اس کا اب اپنا

کہاں ہے؟ وہ تو اپنی جان اور اپنے مال کو اللہ تعالیٰ کے پاس جنت کے بدلے بیچ چکا ہے۔ (حالانکہ جان بھی تو اللہ تعالیٰ ہی کی دی ہوئی ہے اور مال بھی ذات باری ہی کا عطا کردہ ہے) اس کے لیے خوش خبری ہو (کہ اس نے کتنا اچھا بیوپار کیا) اب ایسا شخص (اگر وہ سودے کا چکا ہے تو جان اور مال کی پروا کیے بغیر) اللہ تعالیٰ کی راہ میں لڑتا، مارتا اور مرتا ہے:

﴿إِنَّ اللَّهَ اشْتَرَىٰ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أَنْفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ بِأَنْ لَهُمُ الْجَنَّةُ ۖ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَيَقْتُلُونَ وَيُقْتَلُونَ ۖ وَعَدًا عَلَيْهِ حَقًّا فِي التَّوْرَةِ وَالْإِنْجِيلِ وَالْقُرْآنِ ۖ وَمَنْ أَوْفَىٰ بِعَهْدِهِ مِنَ اللَّهِ فَاسْتَبْشِرُوا بِبَيْعِكُمُ الَّذِي بَايَعْتُمْ بِهِ ۖ وَذَٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ﴾ [التوبة: 111]

”حقیقت یہ ہے کہ اللہ نے مومنوں سے ان کے نفس اور ان کے مال جنت کے بدلے خرید لیے ہیں۔ وہ اللہ کی راہ میں لڑتے ہیں اور مارتے اور مرتے ہیں ان سے (جنت کا وعدہ) اللہ کے ذمے ایک پختہ وعدہ ہے۔ توراۃ اور انجیل اور قرآن میں اور کون ہے جو اللہ سے بڑھ کر اپنے عہد کا پورا کرنے والا ہو۔ پس خوشیاں مناؤ اپنے اس سودے پر جو تم نے خدا سے چکا لیا ہے۔ یہی سب سے بڑی کامیابی ہے۔“

6- اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو یاد دلایا ہے کہ ان کی ایسی بیویاں اور ایسی اولاد (جوان کو راہ حق سے ہٹائیں، بزدل بنائیں اور جن کا پیار اور فرمائشیں مومنوں کو حرام خوری پر آمادہ کریں) تو دشمن ہیں جن سے ہوشیار رہنا واجب ہے۔ نیز فرمایا کہ اموال و اولاد تو آزمائش ہیں (اس آزمائش میں پورے

(اترو)

سید البشر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ روپے پیسے کا بندہ (اور دنیا کی آسائشوں کا غلام) جس کی خوشی ناخوشی کا انحصار صرف مال و دولت دنیا پر ہو تباہ ہو گیا۔ (اگر اس نے کمانے اور خرچ کرنے میں شریعت کی حدود کا خیال نہ رکھا):

﴿اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ ط وَ عَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ ۝ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّ مِنْ أَرْوَاحِكُمْ وَأَوْلَادِكُمْ عَذْوًا لَكُمْ فَاخْذَرُوا هُمْ ج وَ إِنْ تَغْفُوا وَ تَصْفَحُوا وَ تَغْفِرُوا فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ۝ إِنَّمَا أَمْوَالُكُمْ وَأَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ط وَاللَّهُ عِنْدَهُ أَجْرٌ عَظِيمٌ ۝ فَاتَّقُوا اللَّهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ وَاسْمَعُوا وَ أَطِيعُوا وَ انْفِقُوا خَيْرًا لِّأَنفُسِكُمْ ط وَ مَنْ يُؤْزِقْ شَيْحَ نَفْسِهِ فَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ۝ إِنْ تُقْرِضُوا اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا يُّضْعِفْهُ لَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ط وَاللَّهُ شَكُورٌ حَلِيمٌ ۝ عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ﴾ [التغابن: 13-18]

”اللہ وہ ہے جس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں لہذا ایمان لانے والوں کو اللہ ہی پر بھروسہ رکھنا چاہیے اے لوگو! جو ایمان لائے ہو تمہاری بیویوں اور تمہاری اولاد میں سے بعض تمہارے دشمن ہیں ان سے ہوشیار رہو اور اگر تم غفرو درگزر سے کام لو اور معاف کر دو تو اللہ غفور و رحیم ہے۔ تمہارے اموال اور تمہاری اولاد تو ایک آزمائش ہیں اور اللہ ہی ہے جس کے پاس بڑا اجر ہے۔ لہذا جہاں تک تمہارے بس میں ہو اللہ سے ڈرتے رہو اور سنو اور اطاعت کرو اور اپنے مال خرچ کرو۔ یہ تمہارے ہی لیے بہتر ہے۔ جو خود غرضی سے محفوظ رہ گئے بس وہی فلاح پانے والے ہیں۔ اگر تم اللہ کو قرض حسن دو تو وہ تمہیں کئی گنا بڑھا کر دے گا اور تمہارے قصوروں سے درگزر فرمائے گا“ اللہ بڑا قدردان اور بردبار ہے۔ حاضر اور غائب کو جانتا ہے زبردست اور

دانا ہے

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
تَعَسَّ عَبْدًا لِلدِّينَارِ وَالْبَدْرَهُمَ وَالْقَطِيفَةَ وَالْحَمِصَةَ إِنْ أُعْطِيَ رَضِيَ وَإِنْ لَمْ يُعْطَ لَمْ  
يَرْضَ. (صحيح البخاری، کتاب الرقاق باب ما يتقى من فتنة المال وقول الله تعالى انما  
اموالكم واولادكم فتنة)

”ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اشرنی  
کابندہ اور چادر کا بلندہ اور سیاہ لباس کابندہ یہ سب تباہ ہوئے (انھوں نے اپنی آخرت برباد کی) اگر  
ان کو ملتا تو خوش نہ ملتا تو خوش“

7۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کہ ایمان کا مزہ وہی  
پاتا ہے جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دنیا کی ہر چیز  
سے زیادہ پیار کرے اور جس سے بھی اسے پیار ہو صرف اللہ ہی کے لیے ہو  
اور (دین اسلام کا اتنا گرویدہ ہو) کہ اس کو آگ میں جھونک دیا جانا تو منظور  
ہو لیکن کافر بننا گوارا نہ ہو:

(الف)۔۔۔ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ثَلَاثٌ مَنْ كُنَّ  
فِيهِ وَجَدَ حَلَاوَةَ الْإِيمَانِ أَنْ يَكُونَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا وَإِنْ يُحِبَّ  
الْمَرْءُ لَا يُحِبُّهُ إِلَّا اللَّهُ وَإِنْ يُكْرَهُ أَنْ يُعْزَلَ فِي الْكُفْرِ كَمَا يُكْرَهُ أَنْ يُقَذَّفَ فِي النَّارِ  
(صحيح البخاری، کتاب الایمان باب حلاوة الایمان)

”حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا  
جس میں تین باتیں ہوں گی وہ ایمان کا مزہ پائے گا۔ ایک یہ کہ اللہ اور اس کے رسول کی محبت اس کو  
سب سے زیادہ ہو دوسرے یہ کہ فقط اللہ کے لیے کسی سے دوستی رکھے تیسرے یہ کہ دوبارہ کافر بننا

اس کو اتنا ناگوار ہو جیسے آگ میں جھونکا جانا۔“

(ب)۔۔۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَبِي ذَرٍّ : ”يَا أَبَا ذَرٍّ أَيُّ عَرَى الْإِيمَانِ أَوْثَقُ؟“ قَالَ : اللَّهُ وَرَسُولُهُ ، أَعْلَمُ . قَالَ : ”الْمَوَالَاةُ فِي اللَّهِ وَالْحُبُّ فِي اللَّهِ وَالْبُغْضُ فِي اللَّهِ“ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْإِيمَانِ -

(مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الآداب باب الحب فی اللہ حدیث نمبر ۵۰۱۳)

”ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو ذر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اے ابو ذر! ایمان کا کونسا حلقہ سب سے زیادہ مضبوط ہے؟ اس نے کہا کہ اللہ اور اس کا رسول جانتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا: اللہ پاک کی خوشنودی کے لیے موافقت کرنا اور اللہ کے لیے محبت کرنا اور اسی کے لیے ناراضگی اختیار کرنا۔ (بیہقی نے اسے شعب الایمان میں روایت کیا۔)“

8- پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر ارشاد

فرمایا کہ جب تک کسی کو میری محبت اپنے باپ اور اولاد سے زیادہ نہ ہو وہ مومن نہیں ہوتا:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّىٰ أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَالِدِهِ وَوَلَدِهِ (صحيح البخارى، كتاب الايمان باب حب الرسول صلى الله عليه وسلم)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو قسم ہے اس (خدا) کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ تم میں سے کوئی مومن نہیں ہوتا جب تک اس کو میری محبت اپنے باپ اور اولاد سے زیادہ نہ ہو۔“

9- ذکر ایک پیار بھری اور نہایت ہی اپنائیت کی مقدس مجلس کا ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ہاتھ تھاما ہوا تھا ع یہ نصیب! اللہ اکبر! لوٹنے کی جائے ہے

اسی دوران حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ”اپنے نفس کا تو میں کہہ نہیں سکتا (باقی سب سے) آپ مجھے زیادہ پیارے ہیں۔“ آپ نے اللہ کی قسم کھا کر فرمایا: ”(عمر!) جب تک تم اپنے نفس سے بھی زیادہ مجھ سے محبت نہ رکھو تمہارا ایمان پورا نہیں ہو سکتا۔“ یہ سن کر (حضرت عمر رضی اللہ عنہ تو لرز اٹھے اور نہایت ادب سے عرض کیا) ”اگر یہ بات ہے تو (میری توبہ!) اب آپ میرے نفس سے بھی زیادہ مجھ کو محبوب ہیں“ اس پر آپ نے فرمایا: ”ہاں عمر! اب تیرا ایمان پورا ہوا۔“

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ هِشَامٍ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ اخِذٌ بِيَدِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَقَالَ لَهُ: عُمَرُ يَا رَسُولَ اللَّهِ لَأَنْتَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ إِلَّا مِنْ نَفْسِي فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ حَتَّى أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْكَ مِنْ نَفْسِكَ فَقَالَ لَهُ: عُمَرُ فَإِنَّهُ الْآنَ وَاللَّهِ لَأَنْتَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ نَفْسِي فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْآنَ يَا عُمَرُ۔ (صحيح البخارى: كتاب الايمان والنور، باب كيف كان يمين النبي صلى الله عليه وآله وسلم)

”عبداللہ بن ہشام رضی اللہ عنہ نے کہا: میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا آپ حضرت عمرؓ کا ہاتھ تھامے ہوئے تھے۔ حضرت عمرؓ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ سب

سے زیادہ مجھ کو محبوب ہیں ایک میرے نفس سے زیادہ تو میں نہیں کہہ سکتا۔ آپؐ نے فرمایا: قسم اس پروردگار کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے تمہارا ایمان اس وقت تک پورا نہیں ہو سکتا جب تک تم اپنے نفس سے بھی زیادہ مجھ سے محبت نہ رکھو۔ یہ سن کر حضرت عمرؓ نے عرض کیا: اگر یہ بات ہے تو اب آپؐ میرے نفس سے بھی زیادہ مجھ کو محبوب ہیں۔ آپؐ نے فرمایا: ہاں عمرؓ اب تیرا ایمان پورا ہوا۔“

10- نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ محبت رکھنے والے کو یہ بشارت دی ہے کہ جو جس کے ساتھ پیار رکھے گا قیامت کے روز وہ اس محبوب کے ساتھ ہوگا (راوی کہتا ہے کہ ہم اسلام کے بعد کسی چیز سے اتنا خوش نہیں ہوئے جتنا اس خوش خبری کو سن کر ہوئے):

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ جَاءَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَتَى السَّاعَةُ قَالَ وَمَا أَعْدَدْتُ لَهَا قَالَ حُبُّ اللَّهِ وَرَسُولِهِ قَالَ فَإِنَّكَ مَعَ مَنْ أَحَبَّتِ قَالَ أَنَسٌ فَمَا فَرَحْنَا بَعْدَ الْإِسْلَامِ فَرَحًا أَشَدَّ مِنْ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنَّكَ مَعَ مَنْ أَحَبَّتِ قَالَ أَنَسٌ فَأَنَا أُحِبُّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَأَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ فَأَرَجُوا أَنْ أَكُونَ مَعَهُمْ وَإِنْ لَمْ أَعْمَلْ بِأَعْمَالِهِمْ

(صحیح مسلم، کتاب البر والصلة باب المرء مع من احب)

”انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قیامت کب ہے؟ آپؐ نے فرمایا تو نے قیامت کے لیے کیا تیار کیا ہے۔ وہ بولا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی محبت کو۔ آپؐ نے فرمایا تو تو اسی کے ساتھ ہوگا جس سے محبت رکھے۔ انسؓ نے کہا ہم اسلام کے بعد کسی چیز سے اتنے خوش نہیں ہوئے جتنا کہ اس حدیث کے سننے سے ہوئے۔ انسؓ نے کہا میں تو محبت رکھتا ہوں اللہ سے“



اس کے رسولؐ سے، ابو بکرؓ اور عمرؓ سے اور مجھے امید ہے کہ قیامت کے دن میں ان کے ساتھ ہوں گا گو میں نے ان سے اعمال نہیں کیے۔“

### فائدہ

رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس کے ساتھ اپنی جان سے زیادہ اور اپنے ہر تعلق دار سے زیادہ محبت کی دو ایمان افروز مثالیں ذیل میں درج کی جارہی ہیں۔ خدا ہم سب کو محبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس اعلیٰ ترین درجہ کی پیروی کی توفیق ارزاں فرمائے، آمین۔!

(i) حضرت خبیب رضی اللہ عنہ پر جب مشرکین مکہ نے قابو پالیا اور ان کو شہید کرنے لگے تو آپؐ نے اس نازک گھڑی اپنے محبوب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس پر سلام بھیجا جو جبریل علیہ السلام نے آپؐ تک پہنچا دیا اور آپؐ نے فرمایا: ”اے خبیب! تم پر بھی سلام ہو۔“ آپؐ نے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھی یہ سارا قصہ بتایا۔

مشرکین نے حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کو سولی پر لٹکا کر آپؐ سے پوچھا: ”کیا تم پسند کرتے ہو کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تمہاری جگہ ہوتے؟“ (ان کو شہید کیا جاتا اور تم بچ جاتے) اس سوال پر حضرت خبیب رضی اللہ عنہ نے جو یادگار جواب دیا وہ یہ تھا:

”لا والله العظيم، ما احب ان يفديني بشوكة في قدمه“  
 ”عظیم اللہ تعالیٰ کی قسم! نہیں (بالکل نہیں) آپؐ کی ذات پاک کا تو کیا ذکر) مجھے تو یہ بھی پسند نہیں کہ مجھے چھوڑ دیا جائے (اور اس کے عوض یہ شرط کی جائے کہ میرے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے) قدم مبارک میں کاٹا چھو دیا جائے۔“ (سبحان اللہ!)

(فتح الباری . الجزء السابع صفحہ جات 383; 384 مطبوعہ

دار نشر الكتب اسلامیه . 2- شیش محل روڈ . لاہور)

(ii) سیرت کی تمام کتابوں میں ایک صحابیہ رضی اللہ عنہا کا ذکر کیا گیا ہے کہ غزوہ احد میں ان کے شوہر اور بھائی اور بیٹے نے شربت شہادت پیا تھا: قد اصیب زوجها و اخوها و ابنها اور انھوں نے ان سب کی خبر شہادت سن سن کر بھی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت اور خیر و عافیت معلوم کرنے کا شوق ظاہر کیا۔ حضور کو دیکھا تو کہا: کل مصیبة بعدک جلل آپؐ سلامت ہیں تو ہر ایک مصیبت کی برداشت آسان ہے۔ مجھے کسی کتاب میں ان خاتون بلند پایہ کا نام نہ ملا۔ آخر شہداء احد کی قرابت مندی کے سلسلہ پر نظر ڈالی اور پھر صحابیات میں ایسی خاتون کا نام تلاش کیا، جن کے تینوں ایسے قرابتی شہداء میں ہوں، مجھے اس تلاش میں کئی مہینے گزر گئے۔ الحمد للہ! مجھے کامیابی ہوئی۔ یہ خاتون ہند بنت عمرو بن حرام انصاریہ ہیں۔ خلاد بدریؓ ان کا فرزند، عبداللہ بدریؓ و نقیب محمدیؓ ان کا بھائی ہے، عمرو بن جموحؓ سید الانصار ان کے شوہر۔ یہ سب غزوہ احد میں شہید ہوئے تھے۔ یہ خاتون ہر سہ لاشوں کو اونٹ پر لاد کر احد سے مدینہ لے گئیں، پھر گنج شہیداں میں شامل کرنے کے لیے احد میں لائی تھیں۔ بے شک ایسی قوی ایمان کی خاتون ایسے ہی اعلیٰ گھرانے کی ہو سکتی ہیں، جس کا ہر فرد ایمان و عمل میں نہایت ممتاز تھا۔

(رحمة للعالمین مصنفہ قاضی محمد سلیمان سلمان منصور پوری رحمۃ اللہ علیہ۔ جلد دوم۔

شہدائے غزوہ احد کا تذکرہ اور اس کے ذیل میں شہید نمبر 58 کا تذکرہ۔ حضرت عمرو بن جموح بن زید بن حرام رضی اللہ عنہ کے ذکر مبارک کے تحت حاشیہ)

11- اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے کہ اس کی

ذات باری کے ساتھ محبت کا ایک اہم تقاضا یہ بھی ہے کہ اس کے پیارے نبی

کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی اختیار کی جائے اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے ساتھ ساتھ آپ کی اطاعت بھی قبول کی جائے۔ اللہ تعالیٰ (صرف ان سے) محبت کرے گا جو اس کے بھیجے ہوئے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نقش قدم پر چلیں گے۔ ان کے اسوہ حسنہ کو اپنا رہبر و رہنما بنائیں گے اور ان کے فرمانِ عالی کی اطاعت کریں گے۔ کیوں کہ یہ ممکن نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں سے محبت کرے جو اس کی اور اس کے رسول کی اطاعت سے انکار کرتے ہوں اور ان کے نقش قدم پر نہ چلتے ہوں۔ یہی نقش قدم آپ کا یہی اسوہ حسنہ ہر اس شخص کے لیے بہترین نمونہ ہے جو اللہ تعالیٰ کو کثرت سے یاد کرنے والا ہو اور ذات باری تعالیٰ اور قیامت کے دن کا امیدوار ہو:

﴿قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ ۗ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ۝ قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ ۚ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْكَافِرِينَ﴾ [آل عمران: 31-32]

”اے نبی! لوگوں سے کہہ دو کہ اگر تم حقیقت میں اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری پیروی اختیار کرو۔ اللہ تم سے محبت کرے گا اور تمہاری خطاؤں سے درگزر فرمائے گا۔ وہ بڑا معاف کرنے والا اور رحیم ہے۔ ان سے کہو کہ اللہ اور رسول کی اطاعت قبول کر دو پھر اگر وہ تمہاری دعوت قبول نہ کریں تو یقیناً یہ ممکن نہیں ہے کہ اللہ ایسے لوگوں سے محبت کرے جو اس کی اور اس کے رسول کی اطاعت سے انکار کرتے ہیں۔“

﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَن كَانَ يَرْجُوا اللَّهَ وَالْيَوْمَ

الْآخِرَ وَذَكَرَ اللَّهَ كَثِيرًا﴾ [الاحزاب: 21]

”درحقیقت تم لوگوں کے لیے اللہ کے رسولؐ میں ایک بہترین نمونہ ہے۔ ہر اس شخص کے لیے جو اللہ اور یوم آخرت کا امیدوار ہو اور کثرت سے اللہ کو یاد کرے۔“

12- حاجیوں کو پانی پلانا اور بیت اللہ کی مجاوری کرنا (لاکھ اچھے کام ہوں، بہر حال یہ کام) اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایمان باللہ والیوم الآخر اور جہاد فی سبیل اللہ کے کبھی بھی برابر نہیں ہو سکتے:

(۱) ﴿أَجْعَلُكُمْ سِقَايَةَ الْحَاجِّ وَ عِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ كَمَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَ جَاهَدَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ۚ لَا يَسْتَوِیْ عِنْدَ اللَّهِ ط وَ اللَّهُ لَا يَهْدِی الْقَوْمَ الظَّالِمِیْنَ ۝ الَّذِينَ آمَنُوا وَ هَاجَرُوا وَ جَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ ۖ أَعْظَمُ دَرَجَةً عِنْدَ اللَّهِ ط وَ أَوْلَیْكَ هُمْ أَفْأَيُّزُونَ ۝ يُبَشِّرُهُمْ رَبُّهُمْ بِرَحْمَةٍ مِنْهُ وَ رِضْوَانٍ وَ جَنَّاتٍ لَهُمْ فِيهَا نَعِیْمٌ مُّقِیْمٌ ۝ خَالِدِیْنَ فِيهَا أَبَدًا ط إِنَّ اللَّهَ عِنْدَهُ أَجْرٌ عَظِیْمٌ﴾ [التوبة: 19-22]

”کیا تم لوگوں نے حاجیوں کو پانی پلانے اور مسجد حرام کی مجاوری کرنے کو اس شخص کے کام کے برابر ٹھہرا لیا ہے۔ جو ایمان لایا اللہ پر اور روز آخر پر اور جس نے جانفشانی کی اللہ کی راہ میں۔ اللہ کے نزدیک تو یہ دونوں برابر نہیں ہیں اور اللہ ظالموں کی رہنمائی نہیں کرتا۔ اللہ کے ہاں تو انہی لوگوں کا درجہ بڑا ہے جو ایمان لائے اور جنہوں نے اس کی راہ میں گھر بار چھوڑے اور جان و مال سے جہاد کیا۔ وہی کامیاب ہیں۔ ان کا رب انہیں اپنی رحمت اور خوشنودی اور ایسی جنتوں کی بشارت دیتا ہے جہاں ان کے لیے پائیدار عیش کے سامان ہیں۔ ان میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ یقیناً اللہ کے پاس خدمات کا صلہ دینے کو بہت کچھ ہے۔“

(ب) عَنْ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا قَالَتْ كُنْتُ عِنْدَ نَبِيِّ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَجُلٌ مَا أَبَالِي أَنْ لَا أَعْمَلَ عَمَلًا بَعْدَ

الْإِسْلَامَ إِلَّا أَنْ أَسْقَى الْحَاجَّ وَقَالَ آخِرُ مَا بَالِي أَنْ لَا أَعْمَلَ عَمَلًا بَعْدَ الْإِسْلَامِ إِلَّا أَنْ أَعْمُرَ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ وَقَالَ آخِرُ الْجِهَادِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَفْضَلُ مِمَّا قُلْتُمْ فَرَجَرَهُمْ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَقَالَ لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَوْمُ الْجُمُعَةِ وَلَكِنْ إِذَا صَلَّيْتُ الْجُمُعَةَ دَخَلْتُ فَاسْتَقْفَيْتُهُ فِيمَا اخْتَلَفْتُمْ فِيهِ فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى أَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَاجِّ وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ كَمَنْ أَمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ الْآيَةَ إِلَى آخِرِهَا - (صحيح مسلم، كتاب الامارة، باب فضل الشهادة في سبيل الله)

”حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر کے پاس بیٹھا تھا ایک شخص بولا مجھے پرواہ نہیں مسلمان ہوئے پر میں کسی عمل کی جب میں پانی پلاؤں گا حاجیوں کو دوسرا بولا مجھے کیا پرواہ ہے کسی عمل کی اسلام کے بعد میں تو مسجد حرام کی مرمت کرتا ہوں۔ تیسرا بولا ان چیزوں سے تو جہاد افضل ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو ڈانٹا اور کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر کے سامنے جمعہ کے دن مت پکارو لیکن میں جمعہ کی نماز کے بعد آپ سے پوچھوں گا۔ اس بات کو جس میں تم نے اختلاف کیا۔“ تب اللہ تعالیٰ نے آیت اتاری ﴿أَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَاجِّ وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ كَمَنْ أَمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ﴾ (یعنی کیا تم نے حاجیوں کو پانی پلانا اور مسجد حرام کی خدمت کرنا اللہ یوم آخرت پر ایمان کے برابر کر دیا) ہرگز نہیں۔ اللہ تعالیٰ کے سامنے برابر نہیں۔

13- سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے والے کو جہاد کے ثواب اور مال غنیمت کی خوش خبری دی (اگر اسے شہادت نہ نصیب ہو) اگر ایسا مجاہد شہید ہو جائے تو اسے بہشت میں جانے کی بشارت دی۔ نیز اپنی اس آرزو کا اظہار بھی فرمایا کہ آپ کو اللہ کی راہ میں مارا جائے پھر جلایا جائے پھر مارا جائے پھر جلایا جائے پھر

مارا جائے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنْ تَدَبَّ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ لِمَنْ خَرَجَ فِي سَبِيلِهِ لَا يُخْرِجُهُ إِلَّا إِيْمَانُ بِيَّ وَتَصْدِيقُ بِرُسُلِي أَنْ أَرْجِعَهُ بِمَا قَالَ مِنْ أَجْرٍ أَوْ غَنِيمَةٍ أَوْ أُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ وَلَوْ لَا أَنْ أَشُقَّ عَلَى أُمَّتِي مَا قَعَدْتُ خَلْفَ سَرِيَّةٍ وَلَوْ دِدْتُ أَنِّي أَقْتُلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ثُمَّ أُخَيُّ ثُمَّ أَقْتُلُ ثُمَّ أُخَيُّ ثُمَّ أَقْتُلُ (صحیح البخاری 'کتاب الایمان باب الجهاد من الایمان')

”ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (اللہ تعالیٰ فرماتا ہے) جو شخص میری راہ میں (یعنی جہاد کے لیے) نکلتے اس کو (اس کے گھر سے اسی بات نے نکالا ہو) کہ وہ مجھ پر ایمان رکھتا ہے یا میرے پیغمبروں کو سچا جانتا ہے نہ اور کسی بات نے (جیسے ناموری یا لوٹ کی خواہش نے) تو میں اس کے لیے یہ ذمہ لیتا ہوں یا تو اس کو (جہاد کا) ثواب اور لوٹ کا مال دے کر (زندہ مع الحیر اس کے گھر) لوٹا دوں گا یا (اگر وہ شہید ہو تو) اس کو بہشت میں لے جاؤں گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگر میری امت پر شاق نہ ہوتا تو میں ہر لشکر کے ساتھ جو جہاد کو جاتا نکلتا اور مجھے تو یہ آرزو ہے کہ اللہ کی راہ میں مارا جاؤں پھر جلایا جاؤں پھر مارا جاؤں پھر جلایا جاؤں پھر مارا جاؤں۔“



عقیدہ توحید کے حوالے سے نسلی برتری، نیشنلزم، خاندانی

امتیازات و مراعات کے بتوں کو پاش پاش کرنے والے

دو انقلابی تصورات: وحدتِ انسانیت اور بنیادی مساوات

انسانی۔۔ تمام انسان ایک ہی باپ (آدم علیہ السلام)

کی اولاد ہیں اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک عزت کا واحد معیار

سرف اور صرف تقویٰ ہے

1, 2۔ اللہ نے تمام انسانوں کو ایک شخص (آدم علیہ السلام) سے

پیدا کیا۔ پھر اس سے اس کا جوڑا (حواء علیہا السلام) بنایا۔ پھر ان سے کثیر

تعداد میں مرد اور عورتیں پیدا کر کے روئے زمین پر پھیلا دیئے:

﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا  
رُؤُسَهُمْ وَبَنَىٰ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَاءً ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهِ  
وَالْأَرْحَامَ ۚ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا﴾ [النساء: 1]

”لوگو! اپنے رب سے ڈرو جس نے تم کو ایک جان سے پیدا کیا اور اسی جان سے اس کا جوڑا بنایا اور ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں دنیا میں پھیلا دیئے۔ اس خدا سے ڈرو جس کا واسطہ دے کر تم ایک دوسرے سے اپنے حق مانگتے ہو، اور رشتہ و قرابت کے تعلقات کو بگاڑنے سے پرہیز کرو۔ یقیناً جانو کہ اللہ تم پر نگرانی کر رہا ہے۔“

﴿هُوَ الَّذِي أَنشَأَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ فَمُسْتَقَرٌّ وَمُسْتَوْدَعٌ قَدْ فَضَّلْنَا

الْأَيْتِ لِقَوْمٍ يَفْقَهُونَ ﴿[الانعام: 99]

”اور وہی تو ہے جس نے تم کو ایک شخص سے پیدا کیا۔ پھر (تمہارے لیے) ایک ٹھہرنے کی جگہ ہے اور ایک سپرد ہونے کی۔ سمجھنے والوں کے لیے ہم نے (اپنی) آیتیں کھول کھول کر بیان کر دی ہیں۔“

3- اللہ تعالیٰ نے تمام انسانوں کو ایک مرد (آدم علیہ السلام) اور ایک عورت (حواء علیہا السلام) سے پیدا کیا۔ پھر انسانوں کی ایک دوسرے کی پہچان کے لیے قومیں اور برادریاں بنادیں (مگر کسی قوم یا برادری سے تعلق کسی شخص کی عزت یا رذالت کی بنیاد نہیں ہے) اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ عزت والا تو وہ ہے جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہے:

﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَأُنْثَىٰ وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا ۚ إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ ﴿[الحجرات: 13]

”لوگو! ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور پھر تمہاری قومیں اور برادریاں بنادیں تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچانو۔ درحقیقت اللہ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو تمہارے اندر سب سے زیادہ پرہیزگار ہو۔ یقیناً اللہ تعالیٰ سب کچھ جاننے والا اور باخبر ہے۔“

4- رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ سارے انسان آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں اور آپس میں بالکل ایسے ہی برابر ہیں جیسے ناپ تول کا ایک بنیادی پیمانہ (مثلاً عرب میں رائج پیمانہ صاع) ایک ایسے ہی دوسرے بنیادی پیمانے (صاع) کے برابر ہوتا ہے۔ فضیلت کا پیمانہ (رنگ یا



نسل نہیں بلکہ فضیلت کی بنیاد تو صرف) دین داری اور پرہیز گاری ہے۔  
نسب کسی کے لیے باعث عار نہیں ہے:

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَانْسَابُكُمْ  
هَذِهِ لَيْسَتْ بِمَسْبِئَةٍ عَلَى أَحَدٍ كُنْكُمْ بَنُو آدَمَ طَفَّ الصَّاعُ بِالصَّاعِ لَمْ تَمْلُؤْهُ لَيْسَ  
لَا أَحَدٌ عَلَى أَحَدٍ فَضْلٌ إِلَّا بِدِينٍ وَتَقْوَى كَفَى بِالرَّجُلِ أَنْ يَكُونَ بِذِيٍّ فَاحْشَا بِخِيَلٍ  
(مشکوٰۃ المصابیح کتاب الآداب باب المفاخرة العvisۃ حدیث نمبر: 4691)

”عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا  
تمہارے انساب کسی کے لیے باعث عار نہیں ہیں۔ تم سب آدم (علیہ السلام) کی اولاد ہو اور برابر  
ہو جیسے ایک صاع دوسرے صاع کے برابر ہوتا ہے جب کہ صاع خالی ہو۔ کسی شخص کو دوسرے شخص  
پر صرف دین داری اور پرہیز گاری کے سبب فضیلت حاصل ہو سکتی ہے۔ کسی شخص کے لیے عار کے  
لحاظ سے یہی بات کافی ہے کہ وہ زبان دراز فحش گو اور بخیل ہو۔“

5- خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تمام انسانوں کا  
رب ایک ہے (ایسے ہی ان کا باپ آدم علیہ السلام) بھی ایک ہے۔ نہ عربی  
عجمی سے افضل ہے اور نہ کسی گورے کو کالے پر کوئی فضیلت (یا برتری)  
حاصل ہے (اگر کسی انسان کو دوسرے انسان پر فضیلت حاصل ہے تو ایسا  
صرف) تقویٰ ہی کی وجہ سے ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جس فرمان عالی کا مفہوم اوپر  
کے ذیلی عنوان میں دیا گیا ہے اس کا اصل متن مع حوالہ اور اردو ترجمہ ذیل  
میں درج کیا جا رہا ہے۔

و عن ابی سعید قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان ربکم واحد و اباکم واحد فلا فضل لعربی علی عجمی ولا لاحمر علی الاسود الا بالتقوی رواہ الطبرانی فی الاوسط والبخاری بنحوہ الا انه قال ان اباکم واحد و ان دینکم واحد ابوکم آدم و آدم خلق من تراب و رجال البزار رجال صحیح (مجمع الزوائد و منبع الفوائد الجزء الثامن ص ۸۷ باب لا فضل لاحد علی احد الا بالتقوی طبع بیروت ۱۴۰۶ھ ۱۹۸۶ء)

”حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: (اے انسانو!) تمہارا رب ایک ہے اور تمہارا باپ (آدم علیہ السلام) ایک ہے۔ پس کسی عربی کو عجمی پر اور کسی گورے کو کالے پر کوئی فضیلت (یا برتری) حاصل نہیں ہے۔ (اگر کسی انسان کو دوسرے انسان پر فضیلت حاصل ہے تو ایسا صرف) تقویٰ ہی کی وجہ سے ہے اور ایسی ہی ایک روایت میں یہ بھی فرمایا کہ تمہارا باپ ایک ہے تمہارا دین ایک ہے تمہارا باپ آدم (علیہ السلام) ہے (اور آدم (علیہ السلام) کوٹمی سے پیدا کیا گیا) مؤخر الذکر روایت بزار کی ہے اور صاحب مجمع الزوائد نے توثیق کی ہے کہ اس روایت کے راوی صحیح ہیں“

فائدہ: مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ سورہ الحجرات کی اوپر درج شدہ آیت نمبر 13 کی

تفسیر کے ذیل میں درج فرماتے ہیں:

انسان اور انسان کے درمیان فضیلت اور برتری کی بنیاد اگر کوئی ہے اور ہو سکتی ہے تو وہ صرف اخلاقی فضیلت ہے۔ پیدائش کے اعتبار سے تمام انسان یکساں ہیں، کیوں کہ ان کا پیدا کرنے والا ایک ہے۔ ان کا مادہ پیدائش اور طریق پیدائش ایک ہی ہے، اور ان سب کا نسب ایک ہی ماں باپ تک پہنچتا ہے۔ علاوہ بریں کسی شخص کا کسی خاص ملک، قوم یا برادری میں پیدا ہونا ایک اتفاقی امر ہے جس میں اس کے اپنے ارادہ و انتخاب اور اس کی اپنی سعی و کوشش کا کوئی دخل نہیں ہے۔ کوئی معقول وجہ نہیں کہ اس لحاظ سے کسی کو کسی پر فضیلت حاصل ہو۔ اصل چیز جس بنا پر

ایک شخص کو دوسروں پر فضیلت حاصل ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ وہ دوسروں سے بڑھ کر خدا سے ڈرنے والا، برائیوں سے بچنے والا اور نیکی و پاکیزگی کی راہ پر چلنے والا ہو۔ ایسا آدمی خواہ کسی نسل، کسی قوم اور کسی ملک سے تعلق رکھتا ہو، اپنی ذاتی خوبی کی بنا پر قابلِ قدر ہے اور جس کا حال اس کے برعکس ہو وہ بہر حال ایک کم تر درجے کا انسان ہے چاہے وہ کالا ہو یا گورا، مشرق میں پیدا ہوا ہو یا مغرب میں یہی حقائق جو قرآن کی ایک مختصر سی آیت میں بیان کیے گئے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو اپنے مختلف خطبات اور ارشادات میں زیادہ کھول کر بیان فرمایا ہے۔ فتح مکہ پر طواف کعبہ کے بعد آپ نے جو تقریر فرمائی تھی اس میں فرمایا:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَذْهَبَ عَنْکُمْ عِبَةَ الْجَاهِلِیَّةِ وَ تَكْبُرَهَا . یٰۤاَيُّهَا النَّاسُ ، اَلنَّاسُ رُجُلَانِ ، بَرٌّ تَقِیْ کَرِیْمٌ عَلٰی اللّٰهِ ، وَ فَاجِرٌ شَقِیٌّ هَبِیْنِ عَلٰی اللّٰهِ ، اَلنَّاسُ کُلُّهُمْ بَنُوْ اٰدَمَ وَ خَلَقَ اللّٰهُ اٰدَمَ مِنْ تُرَابٍ ۔

”شکر ہے اس خدا کا جس نے تم سے جاہلیت کا عیب اور اس کا تکبر دور کر دیا۔ لوگو، تمام انسان بس دو ہی حصوں میں تقسیم ہوتے ہیں۔ ایک نیک اور پرہیزگار، جو اللہ کی نگاہ میں عزت والا ہے۔ دوسرا فاجر اور شقی، جو اللہ کی نگاہ میں ذلیل ہے۔ ورنہ سارے انسان آدم کی اولاد ہیں اور اللہ نے آدم کو مٹی سے پیدا کیا تھا۔“

جنت الوداع کے موقع پر ایام تشریق کے وسط میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک تقریر کی اور اس میں فرمایا:

یٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِلَّا اَنْ رَّبَّکُمْ وَ اَحَدٌ لَا فَضْلَ لِعَرَبِیٍّ عَلٰی عَجَمِیٍّ وَ لَا لِعَجَمِیٍّ عَلٰی عَرَبِیٍّ وَ لَا لَسَوْدَ عَلٰی اَحْمَرٍ وَ لَا لَاحْمَرٍ عَلٰی اَسْوَدٍ اِلَّا بِالتَّقْوٰی ، اَنْ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰی اللّٰہِ الْاَهْلُ بَلَّغْتُ ؟ قَالُوْا بَلٰی یٰرَسُوْلَ اللّٰہِ ، قَالَ فِیْبَلِغُ الشَّاهِدِ الْغَائِبِ ۔ (بیہقی)

”لوگو! خبردار رہو، تم سب کا خدا ایک ہے۔ کسی عرب کو کسی عجمی پر اور کسی عجمی کو کسی عرب

پر اور کسی گورے کو کسی کالے پر اور کسی کالے کو کسی گورے پر کوئی فضیلت حاصل نہیں ہے مگر تقویٰ کے اعتبار سے۔ اللہ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو سب سے زیادہ پرہیز گار ہو۔ بتاؤ میں نے تمہیں بات پہنچادی ہے؟ لوگوں نے عرض کیا: ہاں یا رسول اللہ۔ فرمایا: اچھا تو جو موجود ہے وہ ان لوگوں تک بات پہنچادے جو موجود نہیں ہیں۔“

ایک حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

کلکم بنو ادم و ادم خلق من تراب و لیتھین قوم یفخرون بابائهم او

لیکونن اھون علی اللہ من الجعلان۔ (بزار)

”تم سب آدم کی اولاد ہو اور آدم مٹی سے پیدا کیے گئے تھے۔ لوگ اپنے آباؤ اجداد پر فخر کرنا چھوڑ دیں ورنہ وہ اللہ کی نگاہ میں ایک حقیر کیڑے سے زیادہ ذلیل ہوں گے۔“

ایک اور حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

ان اللہ لا یسئلکم عن احسابکم و لا عن انسابکم یوم القیامۃ ، ان

اکرمکم عند اللہ اتقکم۔ (ابن جریر)

”اللہ قیامت کے روز تمہارا حسب نسب نہیں پوچھے گا۔ اللہ کے ہاں سب سے زیادہ

عزت والا وہ ہے جو سب سے زیادہ پرہیز گار ہے۔“

ایک اور حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

ان اللہ لا ینظر الی صورکم و اموالکم و لکن ینظر الی قلوبکم و

اعمالکم۔ (مسلم، ابن ماجہ)

”اللہ تمہاری صورتیں اور تمہارے مال نہیں دیکھتا بلکہ وہ تمہارے دلوں اور تمہارے

اعمال کی طرف دیکھتا ہے۔“

(تفہیم القرآن جلد پنجم صفحہ جات 98-97۔ طبع چہارم، مئی 1985ء)

## جب اللہ پر ایمان ہو تو پھر کسی اور کا ڈر کیوں؟

1- حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرمایا گیا کہ آپؐ کے دشمن آپؐ کو اللہ تعالیٰ کے سوا دوسروں سے ڈراتے ہیں کیا یہ لوگ نہیں جانتے کہ اللہ جل جلالہ اپنے بندے کے لیے کافی ہے؟

﴿الَّذِينَ يَخُوفُونَكَ بِأَلَدِينَ مِنْ دُونِهِ ط وَ مَنْ يُضِلِلِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِنْ هَادٍ﴾ [الزمر: 36]

”(اے نبی!) کیا اللہ اپنے بندے کے لیے کافی نہیں ہے؟ یہ لوگ اس کے سوا دوسروں سے تم کو ڈراتے ہیں حالانکہ اللہ جسے گمراہی میں ڈال دے اسے کوئی راستہ دکھانے والا نہیں ہے۔“

2- اگر اللہ جل جلالہ (جس پر بطور سچے مومن تمہیں بھروسہ رکھنا چاہیے) تمہاری مدد پر ہو تو کوئی طاقت تم پر غالب نہیں آ سکتی۔ (لہذا تمہیں دشمنوں سے ڈرنے کی کوئی ضرورت نہیں)

﴿إِنْ يَنْصُرْكُمُ اللَّهُ فَلَا غَالِبَ لَكُمْ ط وَإِنْ يَخْذُلْكُمْ فَمَنْ ذَا الَّذِي يَنْصُرُكُمْ مِنْ بَعْدِهِ ط وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ﴾ [آل عمران: 160]

”اللہ تمہاری مدد پر ہو تو کوئی طاقت تم پر غالب آنے والی نہیں اور وہ تمہیں چھوڑ دے تو اس کے بعد کون ہے جو تمہاری مدد کر سکتا ہے؟ پس جو سچے مومن ہیں ان کو صرف اللہ پر ہی بھروسہ رکھنا چاہیے۔“

3- اگر تم حقیقت میں صاحب ایمان ہو تو تم انسانوں سے نہ ڈرنا بلکہ صرف مجھ (اللہ تعالیٰ) ہی سے ڈرنا (کیوں کہ۔۔ تمہیں اے صحابہ کرام

رضی اللہ عنہم۔ تم تو وہ لوگ ہو) جن سے لوگوں نے کہا کہ ”تمہارے خلاف بڑی فوجیں جمع ہوئی ہیں ان سے ڈرو“ تو تمہارا ایمان اور بڑھ گیا اور تم نے جواب دیا کہ ”ہمارے لیے اللہ کافی ہے اور وہ بہترین کارساز ہے۔“

﴿الَّذِينَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ إِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ إِيمَانًا وَقَالُوا حَسْبُنَا اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ ۝ فَانْقَلَبُوا بِنِعْمَةِ مِّنَ اللَّهِ وَفَضْلٍ لَّمْ يَمَسَّهُمُ سُوءٌ ۚ وَاتَّبَعُوا رِضْوَانِ اللَّهِ ط وَاللَّهُ ذُو فَضْلٍ عَظِيمٍ ۝ إِنَّمَا ذَلِكُمُ الشَّيْطَانُ يُخَوِّفُ أَوْلِيَاءَهُ ۚ فَلَا تَخَافُوهُمْ وَخَافُوا مِنِّي إِن كُنْتُمْ مُّؤْمِنِينَ﴾

[آل عمران: 173-175]

”جن سے لوگوں نے کہا کہ ”تمہارے خلاف بڑی فوجیں جمع ہوئی ہیں ان سے ڈرو“ تو یہ سن کر ان کا ایمان اور بڑھ گیا اور انہوں نے جواب دیا کہ ”ہمارے لیے اللہ کافی ہے اور وہی بہترین کارساز ہے“ آخر کار وہ اللہ تعالیٰ کی نعمت اور فضل کے ساتھ پلٹ آئے ان کو کسی قسم کا ضرر بھی نہ پہنچا اور اللہ کی رضا پر چلنے کا شرف بھی انھیں حاصل ہو گیا، اللہ بڑا فضل فرمانے والا ہے۔ اب تمہیں معلوم ہو گیا کہ وہ دراصل شیطان تھا جو اپنے دوستوں سے خواہ مخواہ ڈرا رہا تھا۔ لہذا آئندہ تم انسانوں سے نہ ڈرنا مجھ سے ڈرنا اگر تم حقیقت میں صاحب ایمان ہو۔“

4- ﴿حَسْبُنَا اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ﴾ (ہمارے لیے اللہ کافی ہے

اور وہی بہترین کارساز ہے) ایسا مبارک کلمہ ہے جسے:

(۱) حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس وقت کہا جب وہ آگ میں ڈالے گئے تھے۔

(ب) حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس وقت کہا تھا جب لوگوں نے ان سے کہا: ”قریش کے کافر

آپ سے لڑنے کے لیے جمع ہو گئے ہیں ان سے ڈر کے رہنا۔“

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا ﴿حَسْبُنَا اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ﴾ قَالَهَا  
إِبْرَاهِيمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ حِينَ أُلْقِيَ فِي النَّارِ وَقَالَهَا مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ  
قَالُوا ﴿إِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ إِيمَانًا وَقَالُوا حَسْبُنَا اللَّهُ وَ  
نِعْمَ الْوَكِيلُ﴾ (صحيح البخارى : كتاب التفسير باب ﴿إِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوا لَكُمْ﴾ [آل

عمران: 173])

”حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کہ ﴿حَسْبُنَا اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ﴾  
یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس وقت کہا تھا جب وہ آگ میں ڈالے گئے تھے اور حضرت  
محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی یہ کلمہ کہا تھا جب لوگوں نے ان سے کہا کہ قریش کے کافروں نے  
آپ سے لڑنے کے لیے بہت جماؤ کیا ہے ان سے ڈرتے رہنا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا یہ خبر سن  
کر ایمان بڑھ گیا انھوں نے یہی کہا: ﴿حَسْبُنَا اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ﴾ (اللہ بس ہے وہ اچھا  
کام کرنے والا ہے)“

5- فائدہ: توحید باری تعالیٰ پر ایمان اور اللہ جل جلالہ پر توکل سے  
بڑھ کر کوئی چیز باطل کے مقابلے میں بے باک، نڈر اور دلیر بنانے کی ضمانت  
نہیں ہے۔ یہ حقیقت ہے اور اسلام کی سنہری اور شاندار تاریخ اس امر کی گواہ  
ہے کہ بشرط ایمان، موحد سے زیادہ بہادر اور ثابت قدم اور کوئی ہو ہی نہیں  
سکتا جب کہ اس کے برعکس مشرک بنیادی طور پر انتہائی بزدل اور خوف زدہ  
شخصیت کا مالک ہوتا ہے۔

اسی مفہوم کو علامہ اقبالؒ نے فارسی کے ایک شعر میں یوں ادا کیا ہے۔

ہر کہ رمز لا الہ فہمیدہ است  
 شرک را در خوف مضمر دیدہ است  
 ترجمہ: جو شخص لا الہ الا اللہ (توحید) کی رمز جان جائے وہ یہ بھی  
 جانتا ہے کہ (اللہ تعالیٰ کے سوا) کسی سے ڈرنا گویا شرک میں مبتلا ہونے کی  
 ایک نشانی ہے۔

علامہ اقبالؒ سے صدیوں پہلے کم و بیش یہی بات شیخ سعدیؒ اپنے  
 نہایت دل نشین اور مقبول عام انداز سے حسب ذیل اشعار میں بیان فرما  
 گئے ہیں:

موحد چہ در پائے ریزی زرش  
 چہ شمشیر ہندی نہی بر سرش  
 امید و ہر اش نباشد ز کس  
 برین ست بنیاد توحید و بس

ترجمہ مصرع بہ مصرع

- ☆ چاہے تم موحد کے پاؤں پر سونے کے ڈھیر لگا دو۔
- ☆ یا ایک تلوار لے کر اس کے سر پر کھڑے ہو جاؤ۔
- ☆ جو شخص توحید باری تعالیٰ پر ایمان رکھتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی سے نہ تو ڈرتا ہے  
 اور نہ ہی کوئی اس رکھتا ہے۔
- ☆ عقیدہ توحید پر ایمان واحد کی بنیاد صرف اور صرف یہی ہے۔

(گلستان سعدی: باب نمبر 8 حکمت نمبر 103)



[www.KitaboSunnat.com](http://www.KitaboSunnat.com)

[www.KitaboSunnat.com](http://www.KitaboSunnat.com)

## چھٹا باب

### سورہ اخلاص کے حوالے سے توحید کا بیان

☆ سورہ قل هو اللہ احد (سورہ اخلاص اور سورہ التوحید)

کے حوالے سے توحید پر ایمان اور شرک سے

بیزاری کا بیان

☆ سورہ اخلاص کے فضائل

☆ توحید صرف ایک اللہ کی بندگی ہے، اخلاص ہے۔

باقی ہر طرف سے کٹ کر یکسوئی کے ساتھ اللہ تعالیٰ

کی عبادت ہے اور شرک بہت سے آقاؤں کی

غلامی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی بندگی میں مخلوق کی عبادت

کی ملاوٹ ہے، کھوٹ ہے اور بالآخر نجات ہے۔

☆ اللہ تعالیٰ کی عبادت میں شرک کی آلودگی کی ایک مثال



www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

✽ سورہ قل هو اللہ احد (سورہ اخلاص اور سورہ التوحید) کے حوالے

سے توحید پر ایمان اور شرک سے بیزاری کا بیان

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ ۝ اللَّهُ الصَّمَدُ ۝ لَمْ يَلِدْ ۝ لَمْ يُولَدْ ۝

وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ ۝ [الاخلاص: 1-4]

”کہو وہ اللہ ہے یکتا۔ اللہ سب سے بے نیاز ہے اور سب اس کے محتاج ہیں۔ نہ اس کی

کوئی اولاد ہے اور نہ وہ کسی کی اولاد۔ اور کوئی اس کا ہمسر نہیں ہے۔“

✽ سورہ اخلاص کے فضائل

(۱)۔ سورہ اخلاص ایک تہائی قرآن کے برابر ہے

صحیح بخاری میں ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی جان کی قسم کھا کر فرمایا کہ سورہ اخلاص ایک تہائی قرآن کے برابر ہے:

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَجُلًا سَمِعَ رَجُلًا يَقْرَأُ قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ يُرَدِّدُهَا فَلَمَّا أَصْبَحَ جَاءَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ ذَلِكَ لَهُ وَكَانَ الرَّجُلُ يَتَقَالَّهَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنَّهَا لَتَعْدِلُ ثُلُثُ الْقُرْآنِ - (صحیح البخاری، کتاب فضائل القرآن، باب فضل قل هو اللہ احد)

”ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے دوسرے شخص کو دیکھا وہ رات کو قل هو اللہ احد بار بار پڑھ رہا ہے۔ وہ شخص صبح کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا اور آپ سے بیان کیا (کہ فلاں شخص کو میں نے بار بار قل هو اللہ احد پڑھتے دیکھا) گویا اس نے سمجھا کہ اس میں کچھ بڑا ثواب نہ ہوگا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: قسم! اس

پروردگاری جس کے ہاتھ میں میری جان ہے یہ سورت تہائی قرآن کے برابر ہے۔“

### (ب)۔ سورۃ الاخلاص سے محبت جنت میں داخلہ کی ضامن ہے

ذیل میں صحیح بخاری کی حضرت انس رضی اللہ عنہ کی ایک روایت تفہیم القرآن کے حوالہ سے درج کی جا رہی ہے۔ قصہ کی تفصیل حدیث ذیل میں ملاحظہ کریں۔ آخر میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ بشارت ہے کہ جو صحابی رضی اللہ عنہ سورۃ الاخلاص سے محبت کی وجہ سے اسے ہر رکعت میں پڑھتا تھا وہ جنت میں داخل ہو جائے گا۔

صحیح بخاری میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ انصار میں سے ایک صاحب مسجد قبائلم میں نماز پڑھاتے تھے اور ان کا طریقہ یہ تھا کہ ہر رکعت میں پہلے قل ہو اللہ احد پڑھتے پھر اور کوئی سورت تلاوت کرتے۔ لوگوں نے اس پر اعتراض کیا اور ان سے کہا کہ یہ تم کیا کرتے ہو کہ قل ہو اللہ پڑھنے کے بعد اسے کافی نہ سمجھ کر کوئی اور سورت بھی اس کے ساتھ ملا لیتے ہو۔ یہ ٹھیک نہیں ہے۔ یا تو صرف اسی کو پڑھو اور یا اسے چھوڑ کر کوئی اور سورت پڑھو۔ انھوں نے کہا میں اسے نہیں چھوڑ سکتا، تم چاہو تو میں تمہیں نماز پڑھاؤں ورنہ امامت چھوڑ دوں۔ لیکن لوگ ان کی جگہ کسی اور کو امام بنانا بھی پسند نہیں کرتے تھے۔ آخر کار معاملہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے پیش کیا گیا۔ آپؐ نے ان سے پوچھا کہ تمہارے ساتھی جو کچھ چاہتے ہیں اسے قبول کرنے میں تم کو کیا امر مانع ہے؟ تمہیں ہر رکعت میں یہ سورت پڑھنے پر کس چیز نے آمادہ کیا؟ انھوں نے عرض کیا مجھے اس سے بہت محبت ہے۔ آپؐ نے فرمایا: حُبُّكَ اِيَّاهَا اَذْخَلَكَ الْجَنَّةَ اَسْ سورت سے تمہاری محبت نے تمہیں جنت میں داخل کر دیا۔

(تفہیم القرآن: جلد ششم، صفحہ 34-533)

### (ج)۔ جو شخص سورۃ الاخلاص کو محبوب رکھتا ہے اسے اللہ تعالیٰ محبوب رکھتا ہے

ذیل میں تفہیم القرآن کے حوالے سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کردہ

ایک متفق علیہ حدیث درج کی جا رہی ہے جس کا مفہوم یہ مطابق عنوان بالا ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت بخاری و مسلم اور بعض دوسری کتب حدیث میں نقل ہوئی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صاحب کو ایک مہم پر سردار بنا کر بھیجا اور اس پورے سفر کے دوران میں ان کا مستقل طریقہ یہ رہا کہ ہر نماز میں وہ قل هو اللہ احد پر قرأت ختم کرتے تھے۔ واپسی پر ان کے ساتھیوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس کا ذکر کیا۔ آپؐ نے فرمایا ان سے پوچھو کہ وہ ایسا کیوں کرتے تھے؟ ان سے پوچھا گیا تو انہوں نے کہا کہ اس میں رحمان کی صفت بیان کی گئی ہے اس لیے اس کا پڑھنا مجھے بہت محبوب ہے۔ حضورؐ نے یہ بات سنی تو لوگوں سے فرمایا: **اخبروہ ان اللہ تعالیٰ یحبہ ان کو خبردار کر دو کہ اللہ تعالیٰ انہیں محبوب رکھتا ہے۔** (تفہیم القرآن: جلد ششم، صفحہ 533)



✽ توحید صرف ایک اللہ کی بندگی ہے، اخلاص ہے۔ باقی ہر طرف سے کٹ کر یکسوئی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی عبادت ہے اور شرک بہت سے آقاؤں کی غلامی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی بندگی میں مخلوق کی عبادت کی ملاوٹ ہے، کھوٹ ہے اور بالآخر نجاست ہے۔

اسلام کے تین بنیادی عقائد ہیں: عقیدہ توحید۔ عقیدہ رسالت۔ عقیدہ آخرت۔ اس سے قبل صحیح البخاری کی ایک حدیث درج کی جا چکی ہے جس کے مطابق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سورۃ الاخلاص کو تمہائی قرآن کے برابر قرار دیا ہے۔ اس کی توجیہ یہی کی جاتی ہے کہ اس سورت میں اسلام کے تین بنیادی عقائد میں سے اولین عقیدہ توحید کو بیان کیا گیا ہے۔ اس لیے اسے سورۃ التوحید بھی کہا گیا ہے۔

اس سورہ کو سورۃ الاخلاص اس لیے کہتے ہیں کہ یہ سورہ مبارکہ مسلمانوں کے دلوں کو اللہ تعالیٰ کی ذات اور صفات کو پہچاننے کے لیے خالص کرتی ہے اور یہی اخلاص فی العبودیت اور یکسوئی توحید کی روح ہے۔ ابوالانبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام کو قرآن مجید میں حنیفًا (یکسو) کہہ کر فرمایا گیا کہ آپ ﷺ کبھی مشرک نہ تھے۔ چنانچہ ارشاد ہوا:

﴿إِنِّ اِبْرَاهِيْمَ كَانَ اُمَّةً قَانِتًا لِلّٰهِ حَنِيفًا وَّلَمْ يَكُ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝ شَاكِرًا لَّا نَعْمِهِ ۝ اٰخِثًا وَّهٰذِهِ اِلٰى صِرَاطٍ مُسْتَقِيْمٍ ۝ وَاتَّيْنَهُ فِى الدُّنْيَا حَسَنَةً ۝

اِنَّهٗ فِى الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿ [النحل: 120-122]

”واقعہ یہ ہے کہ ابراہیم علیہ السلام اپنی ذات میں ایک پوری امت تھا۔ اللہ کا مطیع فرمان اور یکسو۔ وہ کبھی مشرک نہ تھا۔ اللہ کی نعمتوں کا شکر ادا کرنے والا تھا۔ اللہ نے اس کو منتخب کر لیا اور سید ہمارا ستہ دکھایا۔ دنیا میں اس کو بھلائی دی اور آخرت میں وہ یقیناً صالحین میں سے ہوگا۔“

یہ تو موجد کا حال ہے کہ وہ صرف ایک اللہ کا بندہ ایک آقا کا غلام ایک ہی در کا بھکاری

ایک ہی چوکھٹ پر ماتھا رکڑنے والا ہے۔ ہر طرف سے کٹ کر یکسوئی سے حلیفیت کے ابراہیم انداز میں توحید باری تعالیٰ پر ایمان لانے والا اس سعادت مند غلام کی طرح سے جو پورے کا پورا ایک ہی آقا کا غلام ہو اور کسی قسم کی (خارجی یا داخلی) کشمکش کا شکار نہ ہو۔ اس کے برعکس بد بخت مشرک صرف ایک رب کا بندہ نہیں ہوتا۔ ایک دروازے کا نہیں بہت سے دروازوں کا مالک ہوتا ہے۔ کبھی اس دروازے اور کبھی اس دروازے پر صدا دیتا ہے اور اس طرح سے عذاب و بدری میں مبتلا ہوتا ہے۔ مشرک تو قرآن مجید کی انتہائی بلیغ تشبیہ کے مطابق ایسا بد قسمت غلام ہوتا ہے جس کے کئی کج خلق آقا ہوں جن میں سے ہر ایک اسے اپنی اپنی طرف کھینچتا ہو۔ چنانچہ ارشادِ باری ہے:-

﴿صَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا رَجُلًا فِيهِ شُرَكَاءُ مُتَشَاكِسُونَ وَ رَجُلًا سَلَمًا لِّرَجُلٍ

ط هَلْ يَسْتَوِينَ مَثَلًا ط الْحَمْدُ لِلَّهِ ج بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ﴿[الزمر: 29]

”اللہ ایک مثال دیتا ہے۔ ایک شخص تو وہ ہے جس کے مالک ہونے میں بہت سے کج خلق آقا شریک ہیں جو اسے اپنی اپنی طرف کھینچتے ہیں اور دوسرا شخص پورے کا پورا ایک ہی آقا کا غلام ہے۔ کیا ان دونوں کا حال یکساں ہو سکتا ہے؟ الحمد للہ! مگر اکثر لوگ نادانی میں پڑے ہوئے ہیں۔“





## ✽ اللہ تعالیٰ کی عبادت میں شرک کی آلودگی کی ایک بدترین مثال

مشرکوں پر قرآن مجید میں جو فرد جرم لگائی گئی ہے وہ تو بہت لمبی ہے۔ بہر حال اللہ تعالیٰ نے ان پر جو سب سے سنگین الزام لگایا ہے وہ یہ ہے کہ ان شرکین میں سے اکثر ایسے ہیں کہ اللہ تعالیٰ پر ایمان تولاتے ہیں لیکن اپنے اس ایمان کو شرک (کی گندگی) سے آلودہ کر دیتے ہیں۔ چنانچہ ارشاد ہوا:

﴿وَمَا يُؤْمِنُ أَكْثَرُهُمْ بِاللَّهِ إِلَّا وَهُمْ مُشْرِكُونَ﴾ [یوسف: 106]

”ان میں سے اکثر اللہ کو مانتے ہیں مگر اس طرح کہ اس کے ساتھ دوسروں کو شریک ٹھہراتے ہیں۔“

اللہ تعالیٰ پر ایمان تولانا لیکن اس ایمان کو خالص نہ رکھنا۔ یکسو (ابراہیم علیہ السلام کی طرح حقیقاً) نہ ہونا اور اپنے ایمان باللہ کو شرک کی نجاست سے آلودہ کر دینا وہ سنگین ترین جرم ہے جس کا الزام مذکورہ بالا آیت میں مشرکوں پر لگایا گیا ہے۔ اس کی ایک مثال وہ شرکانہ کلمات ہیں جو یہ بد بخت توحید خالص کے امام اور ملتِ ابراہیمی کے رہنمائے اولین حضرت ابراہیم علیہ السلام کے تعمیر کردہ کعبۃ اللہ کے طواف کے وقت لَبَّيْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ کے توحیدی کلمات کے بعد پڑھتے تھے۔ وہ کہتے تھے: اِلَّا شَرِيْكًا هُوَ لَكَ تَمْلِكُهُ، وَمَا مَلِكٌ۔ ان شرکانہ کلمات کا مفہوم یہ ہے کہ (اگرچہ ہم اقرار کرتے کہ تیرا کوئی شریک نہیں لیکن اس میں یہ اضافہ ضروری خیال کرتے ہیں) سوائے تیرے (ایسے) شریک کے کہ تو اس کا بھی مالک ہے اور ہر اس چیز کا بھی (مالک ہے) جو اس کی ملکیت میں ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی جس حدیث میں یہ سارا قصہ بیان کیا گیا ہے وہ ذیل میں درج کی جا رہی ہے:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ كَانَ الْمُشْرِكُونَ يَقُولُونَ لَبَّيْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ قَالَ فَيَقُولُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيَلَكُمْ قَدْ قَدْ فَيَقُولُونَ اِلَّا شَرِيْكًا هُوَ لَكَ تَمْلِكُهُ، وَمَا مَلِكٌ يَقُولُونَ هَذَا وَهُمْ يَطُوفُونَ

بِالْبَيِّنَاتِ. (صحیح مسلم: کتاب الحج، باب التلبیة وصفاتها ووقتها)

”عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا کہ مشرکین مکہ کہتے تھے لَبَّيْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے تھے کہ خرابی ہو تمہاری یہیں تک رہنے دو۔ یہیں تک رہنے دو۔ (یعنی آگے نہ کہو) اور وہ اس کے آگے کہتے تھے سوائے تیرے (ایسے) شریک کے کہ تو اس کا بھی مالک ہے اور ہر اس چیز کا بھی (مالک ہے) جو اس کی ملکیت میں ہے۔ غرض یہی کہتے جاتے تھے اور بیت اللہ کا طواف کرتے جاتے تھے۔“



www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

ضمیمہ  
ساتواں باب

## شُرک کیا ہے؟

☆ خیر البشر، سید المرسلین رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ابوالانبیاء

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زبانی کوئی لگی لپٹی رکھے بغیر شرک کی

گمراہیوں کا نہایت ہی واضح، دو ٹوک اور زوردار بیان

☆ شرک کی حقیقت: افادات شاہ ولی اللہؒ

☆ مشرکین جاہلیت کے شرک کی حقیقت: افادات شاہ ولی اللہؒ

☆ شرک کے مرض میں مبتلا بد بختوں کی مختلف اقسام: افادات

شاہ ولی اللہؒ

☆ علماء اور مشائخ کو اَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللّٰهِ سمجھنے کا مفہوم:

افادات شاہ ولی اللہؒ

☆ شرک کیا ہے؟: افادات شاہ عبدالقادر بن شاہ ولی اللہؒ

☆ شرک کی حقیقت اور اس کی اقسام: افادات مولانا امین

احسن اصلاحیؒ





خیر البشر، سید المرسلین رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور  
ابوالانبیاء حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی زبانی کوئی  
لگی لپٹی رکھے بغیر شرک کی گمراہیوں کا نہایت ہی واضح

### دو ٹوک اور زوردار بیان

1- آپ ﷺ سے ارشاد ہوا کہ تم ان سے صاف صاف کہہ دو کہ میں  
اور میرے ساتھی پوری روشنی میں اللہ تعالیٰ کا (توحیدی) راستہ دیکھ رہے  
ہیں۔ اسی صراطِ مستقیم کی طرف سب کو بلایا جا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ (ہر شرک  
سے) پاک ہے اور شرک کرنے والوں سے میرا کوئی تعلق واسطہ نہیں (میں تو  
ان بد بختوں سے بیزار ہوں)

﴿قُلْ هَذِهِ سَبِيلِي أَدْعُو إِلَى اللَّهِ عَلَىٰ بَصِيرَةٍ أَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِي ۖ وَسُبْحَنَ اللَّهُ مَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ﴾ [یوسف: 108]

”تم ان سے صاف کہہ دو کہ ”میرا راستہ تو یہ ہے کہ میں اللہ کی طرف بلاتا ہوں میں  
خود بھی پوری روشنی میں اپنا راستہ دیکھ رہا ہوں اور میرے ساتھی بھی اور اللہ پاک ہے اور شرک  
کرنے والوں سے میرا کوئی واسطہ نہیں۔“

2- آپ ﷺ کو حکم ہوا کہ جو (کوڑھ مغز) لوگ ابھی تک بھی آپ ﷺ  
کے دین کے متعلق شک میں ہیں کہ آپ ﷺ کا پیغام درحقیقت کیا ہے؟ ان  
کو آپ قطعی اور دو ٹوک انداز میں بتا دیں کہ میرے پیغام، میرے دین کی

حقیقت یہ ہے کہ:

- 1--- میں اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی بندگی نہیں کرتا۔
- 2--- میرا طریق باقی ساری ہستیوں سے کٹ کر اور یکسو ہو کر صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہی کے توحیدی دین پر قائم رہنا اور ہر گز ہر گز مشرکوں میں سے نہ ہونا ہے۔
- 3--- اللہ کو چھوڑ کر کسی اور ہستی کو پکارنا (جو نہ فائدہ پہنچا سکتی اور نہ ہی نقصان) میرا دین اور طریق نہیں ہے۔ جو ایسا کرتا ہے وہ تو ظالموں میں سے ہوا جاتا ہے۔
- 4--- (اوروں کا تو کیا ذکر) میرا اپنا یہ حال ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ مجھے (بھی) کسی مصیبت میں ڈال دے تو خود اس ذات باری کے سوا کوئی نہیں جو اس مصیبت کو ٹال دے اور اگر وہ قادر مطلق میرے حق میں کوئی بھلائی کا ارادہ کر لے تو اس کے فضل کو پھیرنے والا بھی کوئی نہیں ہے۔ (میرا معبود تو ایسا ہے) کہ وہ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے اپنے فضل سے نوازتا ہے اور وہ درگزر کرنے والا اور رحم فرمانے والا ہے۔

والا ہے۔

﴿قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِن كُنتُمْ فِي شَكٍّ مِّنْ دِينِي فَلَا أَعْبُدُ إِلَٰهَ إِلَّا اللَّهُ مَنِ دُونَ اللَّهِ فَلَيْسَ إِلَٰهًا لِّيَ ۚ لَكِنِّي أَعْبُدُ اللَّهَ الَّذِي يَتَوَكَّلُ عَلَيَّ ۚ وَ أَمُرُّ بِكُمْ أَنْ تَكُونُوا مِمَّنْ يَتَوَكَّلُونَ عَلَى اللَّهِ ۚ﴾

أَنْ أَقِمَّ وَجْهَكَ لِلدِّينِ حَنِيفًا ۖ وَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ۝ وَلَا تَدْعُ مِنْ دُونِ  
اللَّهِ مَا لَا يَنْفَعُكَ وَلَا يَضُرُّكَ ۚ فَإِنْ فَعَلْتَ فَإِنَّكَ إِذَا مِنَ الظَّالِمِينَ ۝ وَإِنْ  
يُمَسِّسْكَ اللَّهُ بِضَرْ فَلَا تَكْشِفْ لَهُ، إِلَّا هُوَ ۚ وَإِنْ يُرِذْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَادَّ لِفَضْلِهِ ۚ  
يُصِيبُ بِهِ مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ ۗ وَهُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ ﴿۱۰۴-۱۰۷﴾ [یونس: 104-107]

”اے نبی ﷺ! کہہ دو کہ ”لوگو! اگر تم ابھی تک میرے دین کے متعلق کسی شک میں  
ہو تو سن لو کہ تم اللہ کے سوا جن کی بندگی کرتے ہو میں ان کی بندگی نہیں کرتا بلکہ صرف اسی خدا کی  
بندگی کرتا ہوں جس کے قبضے میں تمہاری موت ہے۔ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں ایمان لانے والوں  
میں سے ہوں اور مجھ سے فرمایا گیا ہے کہ یکسو ہو کر اپنے آپ کو ٹھیک ٹھیک اس دین پر قائم کر دے  
اور ہرگز ہرگز مشرکوں میں سے نہ ہو اور اللہ کو چھوڑ کر کسی ایسی ہستی کو نہ پکار جو تجھے نہ فائدہ پہنچا سکتی  
ہے نہ نقصان۔ اگر تو ایسا کرے گا تو ظالموں میں سے ہوگا۔ اگر اللہ تجھے کسی مصیبت میں ڈالے تو  
خود اس کے سوا کوئی نہیں جو اس مصیبت کو ٹال دے اور اگر وہ تیرے حق میں کسی بھلائی کا ارادہ  
کرے تو اس کے فضل کو پھیرنے والا بھی کوئی نہیں ہے۔ وہ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے  
اپنے فضل سے نوازتا ہے اور وہ درگزر کرنے والا اور رحم فرمانے والا ہے۔“

3۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ارشاد

فرمایا کہ آپ بابتگ دہل اعلان فرمادیں:

1۔۔۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے یقینی طور پر ایسا سیدھا راستہ دکھا دیا ہے جس میں

کوئی ٹیڑھ نہیں اور یہ وہ طریقہ ہے جو ابراہیم علیہ السلام نے باقی ہر طرف  
سے کٹ کر یکسو ہو کر اختیار کیا تھا اور وہ مشرکوں میں سے نہ تھا۔

2۔۔۔ میری نماز، میرے تمام مراسم عبودیت، میرا جینا اور میرا مرناسب



کچھ اللہ رب العالمین کے لیے ہے، جس کا کوئی شریک نہیں۔  
اس کا مجھے حکم دیا گیا ہے اور سب سے پہلے سراطعت جھکانے  
والا میں ہوں۔

﴿قُلْ إِنِّي هَدَانِي رَبِّي إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ۖ دِينًا قِيَمًا مِّلَّةَ إِبْرَاهِيمَ  
حَنِيفًا ۚ وَ مَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ۝ قُلْ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي  
لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ لَا شَرِيكَ لَهُ ۚ وَبِذَلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ﴾  
[الانعام: 161-163]

”اے نبی ﷺ! کہو میرے رب نے بالیقین مجھے سیدھا راستہ دکھایا ہے بالکل ٹھیک  
دین جس میں کوئی ٹیڑھ نہیں، ابراہیم علیہ السلام کا طریقہ جسے یکسو ہو کر اس نے اختیار کیا تھا اور وہ  
مشرکوں میں سے نہ تھا۔ کہو میری نماز، میرے تمام مراسم عبودیت، میرا جینا اور مرنا، سب کچھ اللہ  
رب العالمین کے لیے ہے۔ جس کا کوئی شریک نہیں۔ اسی کا مجھے حکم دیا گیا ہے اور سب سے پہلے  
سراطعت جھکانے والا میں ہوں۔“

4- صرف اور صرف اللہ کی زندہ (وپائندہ) ذات عالی ہی واحد  
معبود ہے، اپنے دین کو خالص کر کے (شرک کی ملاوٹ اور آلودگی کیے بغیر)  
اسی کو پکارو۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ارشاد ہوا کہ واشتگاف الفاظ  
میں یہ اعلان کر دیں کہ ان کو اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی بھی عبادت کرنے سے  
روک دیا گیا ہے۔

﴿اللَّهُ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ قَرَارًا وَ السَّمَاءَ بِنَاءً وَ صَوَّرَكُمْ فَأَحْسَنَ

صُورُكُمْ وَرَزَقُكُمْ مِنَ الطَّيِّبَاتِ ۖ ذَٰلِكُمْ اللَّهُ رَبُّكُم ۚ فَتَسْبِّحُ اللَّهَ رَبَّ الْعَالَمِينَ ۝  
هُوَ الْحَيُّ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ فَادْعُوهُ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ ۚ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ قُلْ  
إِنِّي نُهِيتُ أَنْ أَعْبُدَ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ لَمَّا جَاءَنِيَ الْبَيِّنَاتُ مِنْ رَبِّي وَأُمِرْتُ  
أَنْ أُسْلِمَ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿﴾ [المومن: 64-66]

”وہ اللہ ہی تو ہے جس نے تمہارے لیے زمین کو جائے قرار بنایا اور اوپر آسمان کا گنبد بنادیا جس نے تمہاری صورت بنائی اور بڑی عمدہ بنائی جس نے تمہیں پاکیزہ چیزوں کا رزق دیا۔ وہی اللہ (جس کے یہ کام ہیں) تمہارا رب ہے۔ بے حساب برکتوں والا وہ کائنات کا رب وہی زندہ ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اسی کو تم پکارو اپنے دین کو اسی کے لیے خالص کر کے۔ ساری تعریف اللہ رب العالمین ہی کے لیے ہے۔ اے نبی! ان لوگوں سے کہہ دو کہ مجھے تو ان ہستیوں کی عبادت سے منع کر دیا گیا ہے جنہیں تم اللہ کو چھوڑ کر پکارتے ہو۔ (میں یہ کام کیسے کر سکتا ہوں) جب کہ میرے پاس میرے رب کی طرف سے بینات آچکی ہیں۔ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں رب العالمین کے آگے سر تسلیم خم کر دوں۔“

5- حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی قوم سے نہایت ہی بلیغ سوال کر کے ان کے معبودان باطل کی اصل حقیقت کھول کر بیان فرمادی کہ یہ معبود ایسے ہیں جن کو جب (مدد کے لیے) پکارا جاتا ہے تو یہ سنتے تک نہیں اور یہ ایسے معبود ہیں جو نہ فائدہ پہنچا سکتے ہیں اور نہ ہی نقصان۔ آپ ﷺ کی قوم نے تسلیم کیا کہ ہم تو بھیڑ چال کے طور پر تقلیدی انداز میں اپنے آباء و اجداد کی پیروی میں ان معبودوں کی عبادت کرتے ہیں۔ اس پر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان معبودان باطل سے بیزاری کا اظہار فرماتے ہوئے اپنے معبود حقیقی

رب العالمین کی صفات عالیہ بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ میرا رب تو وہ ہے:

- (۱) جس نے مجھے پیدا کیا۔
- (ب) جو میری رہنمائی فرماتا ہے۔
- (ج) جو مجھے کھلاتا پلاتا ہے۔
- (د) جب میں بیمار ہو جاتا ہوں تو وہی مجھے شفا بخشتا ہے۔
- (ہ) میرا رب تو وہ ہے جو مجھے موت دے گا اور پھر دوبارہ مجھ کو زندگی بخشنے گا۔

(و) اور جب مجھے دوبارہ زندہ کیا جائے گا اور قیامت کے دن حساب کتاب ہوگا تو مجھے امید ہے کہ میرا اللہ (جو غفور رحیم ہے) میری خطا معاف فرما دے گا

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہم سب کی خطائیں بھی معاف فرمائے اور ہمارا انجام بخیر کرے:

﴿وَإِنلِ عَلَيْهِمْ نَبَأُ إِبْرَاهِيمَ ۖ إِذْ قَالَ لَآئِبِهِ وَ قَوْمِهِ مَا تَعْبُدُونَ ۖ قَالُوا نَعْبُدُ أَصْنَامًا فَنَنظُلُّ لَهَا عِلْفِينَ ۖ قَالَ هَلْ يَسْمَعُونَكُم إِذْ تَدْعُونَ ۖ أَوْ يَنفَعُوكُم أَوْ يَضُرُّونَ ۖ قَالُوا بَلْ وَجَدْنَا آبَاءَنَا كَذَلِكَ يَفْعَلُونَ ۖ قَالَ أَفَرَأَيْتُمْ مَا كُنْتُمْ تَعْبُدُونَ ۖ أَنْتُمْ وَ آبَاؤُكُمْ الْأَقْدَمُونَ ۖ فَإِنَّهُمْ عَدُوٌّ لِّيَ إِلَّا رَبَّ الْعَالَمِينَ ۖ الَّذِي خَلَقَنِي فَهُوَ يَهْدِينِ ۖ وَالَّذِي هُوَ يُطْعِمُنِي وَيَسْقِينِي ۖ وَإِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِينِي ۖ وَالَّذِي يُمِيتُنِي ثُمَّ يُحْيِينِي ۖ وَالَّذِي أَطْمَعُ أَنْ يَغْفِرَ لِي خَطِيئَتِي يَوْمَ الدِّينِ ۖ﴾

[اشعراء: 69-82]

”اور انھیں ابراہیم علیہ السلام کا قصہ سناؤ جب کہ اس نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے پوچھا کہ تم کس کی عبادت کرتے ہو؟ انھوں نے کہا کہ ہم بتوں کی پوجا کرتے ہیں اور انہی کی سیوا میں ہم لگے رہتے ہیں۔ اس نے پوچھا کیا یہ تمھاری سنت ہے جب تم انھیں پکارتے ہو؟ یا یہ تمھیں کچھ نفع یا نقصان پہنچاتے ہیں؟ انھوں نے جواب دیا: نہیں۔ بلکہ ہم نے اپنے باپ دادا کو ایسا ہی کرتے پایا ہے۔ اس پر ابراہیم علیہ السلام نے کہا: کبھی تم نے (آنکھیں کھول کر) ان چیزوں کو دیکھا بھی جن کی بندگی تم اور تمھارے پچھلے باپ دادا بجالاتے رہے؟ میرے تو یہ سب دشمن ہیں، ہر ایک رب العالمین کے جس نے مجھے پیدا کیا۔ پھر وہی میری رہنمائی فرماتا ہے۔ جو مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے اور جب میں بیمار ہو جاتا ہوں تو وہی مجھے شفا دیتا ہے۔ جو مجھے موت دے گا اور پھر دوبارہ مجھ کو زندگی بخشے گا اور جس سے میں امید رکھتا ہوں کہ روز جزا میں وہ میری خطا معاف فرمادے گا۔“



## افادات

شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ

### شرک کی حقیقت

شرک کی حقیقت یہ ہے کہ آدمی بعض نیک بندوں کے حق میں یہ اعتقاد کر لے کہ جو خارق عادت واقعات ان سے ظہور میں آتے ہیں۔ ان کا منبع ان کا وہ کمال ہے جس کا حصول کسی دوسرے کے لیے ناممکن ہے۔ چنانچہ اس کا یہ اعتقاد ہوتا ہے کہ یہ خارق عادت کا ظہور اسی کمال کے آثار میں سے ہے جو خصائص الوہیت سے ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فلاں نیک بندے کے ہاتھ اس خارق عادت کا ظہور اس لیے ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو خلعت الوہیت سے سرفراز فرمایا ہے۔ بعض اوقات یہ معتقد اپنے اس عقیدہ کا ان الفاظ میں اظہار کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو تصرف بخشا ہے اور کبھی یہ کہتا ہے کہ اس نے اپنے آپ کو فنا کر کے حق تعالیٰ کی ذات اقدس کے ساتھ بقا حاصل کی ہے۔ اس طرح کی خرافاتی باتیں کہہ کر وہ اپنے آپ کو یہ عقیدہ رکھنے میں حق بجانب ہونے کی کوشش کرتا ہے۔ حدیث کی معتبر کتابوں میں مذکور ہے کہ مشرکین جب حج کرتے تھے تو وہ ان الفاظ میں تبلیہہ کہتے: ”لَبَّيْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ إِلَّا شَرِينَا هُوَ لَكَ تَمْلِكُهُ وَمَا مَلَكَ“ ہم تیری بارگاہ میں خدمت کے لیے حاضر ہیں۔ تیرا کوئی شریک نہیں مگر جو تیری مخلوق ہے اور تو اس کا مالک ہے اور ان کا بھی مالک ہے جن کا وہ مالک ہے۔“ جب اللہ تعالیٰ کے مقرب بندوں کے متعلق انسان کا یہ عقیدہ ہوتا ہے کہ وہ ان کے سامنے انتہائی تذلل کا اظہار کرتا ہے اور ان کے ساتھ بعینہ وہی برتاؤ کرتا ہے جو خدائے بزرگ و برتر کے ساتھ اپنے بندوں کو کرنا چاہیے۔

(حجۃ اللہ الباقیہ مصنفہ شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ ترجمہ مولانا عبدالرحیم مرحوم مطبوعہ قومی

کتب خانہ لاہور جلد اول ص ۳۵۶)

## افادات

شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ

### مشرکین جاہلیت کے شرک کی حقیقت

عرب کے مشرکین مسلمانوں کے ساتھ اس عقیدہ میں متفق تھے کہ زمین و آسمان میں جو بڑے بڑے اہم تصرفات ہوتے ہیں ان کی تدبیر خود اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ان کے حل و عقد کے سلسلہ میں کسی دوسری ہستی کو کچھ بھی دخل نہیں لیکن اس سے آگے ان کو مسلمانوں کے عقیدہ توحید سے اختلاف تھا۔ ان کے عقیدہ کا خلاصہ یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ کے بعض نیک بندے ہیں جنہوں نے اپنی عزیز عمریں اس کی یاد اور اس کی عبادت میں صرف کیں اور وہ کام کرتے رہے جن کی بدولت ان کو اللہ تعالیٰ کے ہاں بہت بڑا درجہ قرب حاصل ہوا۔ اس لیے اس نے ان کو خلعت الوہیت سے سرفراز فرمایا اور ان کو اس عالم کے بعض تصرفات کا اختیار دیا اور اس لیے وہ اس بات کے مستحق ہیں کہ ہم ان کی پرستش کریں۔ اس کی مثال وہ یہ بیان کرتے ہیں کہ جس طرح ایک بڑا عظیم الاقدار شہنشاہ اپنے ماتحتوں میں جب کسی ایسے شخص کی خدمات سے خوش ہوتا ہے جس نے اپنے آپ کو اس کے دامن سلطنت کے ساتھ وابستہ کر رکھا ہے تو اس کو کسی صوبہ کا حاکم بنا دیتا ہے اور اس صوبہ کے معاملات میں ہر طرح کا تصرف کرنے کا اس کو پورا پورا اختیار دے دیتا ہے اور اس صوبہ کے باشندوں کا یہ فرض ہے کہ وہ دل و جان سے اس کی اطاعت کریں اور اس کے وفادار رہیں۔ اسی طرح جب تک ہم ان برگزیدگان بارگاہ کی پرستش اور عبودیت کا حق ادا نہ کریں۔ براہ راست حق تعالیٰ کی عبادت کرنا بے سود ہے۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ اس کی ذات اقدس کا درجہ اس قدر بلند ہے کہ ہم براہ راست اس کی بارگاہ اقدس میں باریاب ہو ہی نہیں سکتے اور ان کے توسل کے بغیر ہمارے لیے اس کا قرب حاصل کرنا ممکن نہیں۔ جناب باری تعالیٰ نے اپنے کلام مقدس میں ان کا اس عقیدہ کی ان الفاظ میں ترجمانی فرمائی ہے: ﴿مَا نَعْبُدُهُمْ إِلَّا لِيُقَرِّبُونَا إِلَى اللَّهِ زُلْفَى﴾

ہم تو ان کی پرستش صرف اس لیے کرتے ہیں کہ وہ ہم کو اللہ تعالیٰ کے بارگاہ قرب تک پہنچادیں۔  
 ان کا یہ بھی عقیدہ تھا کہ یہ معبود جن کو اللہ تعالیٰ کے قرب حاصل کرنے کے وسیلہ بناتے تھے۔  
 ہمارے سب احوال کے حاضر و ناظر اور دیکھتے ہیں۔ اس لیے جب ہم ان کی عبادت کرنے سے  
 ان کی خوشی حاصل کر لیں گے تو وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں ہماری شفاعت کریں گے ﴿وَيَقُولُونَ  
 هَؤُلَاءِ شُفَعَاءُنَا عِنْدَ اللَّهِ﴾ ان کا یہ بھی عقیدہ تھا کہ یہ ہمارے حاجت روا اور مشکل کشا ہیں  
 (کیوں کہ وہ ان کو صاحب تصرف خیال کرتے تھے جیسے کہ ابھی مذکور ہوا)  
 (حجۃ اللہ البالغہ مصنفہ شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ ترجمہ مولانا عبد الرحیم مرحوم مطبوعہ قوی کتب خانہ  
 لاہور جلد اول ص ۳۴۷)



## افادات

شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ

### شرک کے مرض میں مبتلا بد بختوں کی مختلف اقسام

جو لوگ شرک کے مرض میں مبتلا ہیں ان کی مختلف قسمیں ہیں۔ کچھ تو ایسے ہیں جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی عظمت اور کبریائی کو یکسر فراموش کر دیا ہوا ہے وہ دن رات شرکاء ہی کی پرستش اور ان کو راضی رکھنے میں مشغول رہتے ہیں۔ انہی سے اپنی مرادیں مانگتے ہیں اور باری تعالیٰ کی طرف کبھی متوجہ نہیں ہوتے۔ گو عقلی طور پر یہ جانتے ہیں کہ ممکنات کا سلسلہ وجود آخر کار ذات اقدس پر ختم ہوتا ہے اور وہی سب کائنات کی ایجاد اور تخلیق کا علت العلل ہے۔ بعض کا عقیدہ یہ ہوتا ہے کہ حقیقی مولا اور مدبر عالم اللہ تعالیٰ ہے لیکن اس نے اپنے بعض بندوں کو تصرف و عنایت فرمایا ہے اور دوسروں کے حق میں ان کی شفاعت کو رد نہیں فرماتا، بالفاظ دیگر اس کے معنی یہ ہیں کہ اس نے ان کو خلعت الوہیت سے سرفراز فرمایا ہے۔ اس کی مثال وہ یہ دیتے ہیں کہ جس طرح ایک شہنشاہ کے ماتحت متعدد بادشاہ ہوتے ہیں اور ہر ایک صوبہ میں اس کی طرف سے ایک حاکم مقرر ہوتا ہے جس کو اندرون ملک میں ہر قسم کے تصرف کرنے کا اختیار حاصل ہوتا ہے۔ شہنشاہ معظم بذات خود فقط بعض اہم معاملات میں تصرف کرتا ہے۔ ان بزرگوں کو یہ لوگ عبد کہتے ہوئے ان کی کسر شان سمجھتے ہیں۔ ان کے خیال میں ان سے یہ ابہام پیدا ہوتا ہے کہ وہ بھی دوسروں کی طرح خدا کے معمولی بندے ہیں۔ اس لیے وہ ان کو عبد اور بندہ کہنے کی بجائے خدا کے بیٹے اور خدا کے محبوب کہتے ہیں اور اپنے آپ کو ان کا بندہ اور غلام ظاہر کرتے ہیں۔ چنانچہ اپنے بچوں کا نام عبد اسحٰب، عبد العزیز، عبد الرسول اور عبد الحسین وغیرہ رکھتے ہیں۔ اکثر یہود اور نصاریٰ اور عامۂ مشرکین اور اس امت مرحومہ کے بعض غالی منافقین اسی لاعلاج مرض میں مبتلا ہیں۔

(حجۃ اللہ البالغۃ - مصنفہ شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ - ترجمہ مولانا عبدالرحیم مرحوم شائع

کردہ قومی کتب خانہ لاہور - جلد اول صفحہ ۳۵۴-۳۵۵)



## افادات

شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ

## علماء اور مشائخ کو اَرَبَابًا مِّنْ دُونِ اللہ سمجھنے کا مفہوم

یہودی اور عیسائی اپنے علماء اور مشائخ کو ﴿اَرَبَابًا مِّنْ دُونِ اللہ﴾ سمجھتے تھے۔ علماء اور مشائخ کو خدا سمجھنے کے یہ معنی ہیں کہ جس بات کو یہ لوگ جائز اور مشروع کہتے، اس کو وہ جائز اور مشروع سمجھتے اور جس بات کو وہ ناجائز اور غیر مشروع بتاتے اس کو وہ ناجائز اور غیر مشروع سمجھتے، علماء اور مشائخ کی اندھی تقلید کرتے اور ان کی تحلیل اور تحریم کو عین خدائے بزرگ و برتر کی تحلیل و تحریم خیال کرتے (اور اس بات کی کچھ بھی تحقیق نہیں کرتے تھے کہ ان کا قول اللہ تعالیٰ کے کلام سے ماخوذ ہے یا وہ ان کی اپنی رائے ہے) اس کی تائید اس حدیث سے ہوتی ہے جس کو ترمذی نے نقل کیا ہے جب یہ آیت نازل ہوئی ﴿اَتَّخِذُواْ اَحْبَارَهُمْ وَرُؤَسَاءَهُمْ اَرَبَابًا مِّنْ دُونِ اللہ﴾ تو عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے (جو ایک مدت دراز تک عیسائی رہ چکے تھے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ ہم علماء اور مشائخ کو خدا تصور کرتے سمجھتے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”کیا یہ ایک امر واقع نہیں کہ جس چیز کو احبار اور رہبان (علماء اور مشائخ) جائز اور حلال کہتے تم لوگ اس کو حلال اور جائز یقین کرتے۔“ (قطع نظر اس سے کہ وہ درحقیقت اللہ تعالیٰ کا حکم ہے) اور جب وہ کسی چیز کو حرام اور ناجائز کہتے تو تم لوگ اس کو ناجائز اور حرام سمجھتے“ عدی ؓ نے عرض کیا: بے شک ہم ایسا ہی کرتے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”علماء اور مشائخ کو خدا سمجھنے کے یہی معنی ہیں۔“ اس کا راز یہ ہے کہ تحلیل اور تحریم دراصل اس کا نام ہے کہ ملا علیؒ میں اس بات کو استقرار حاصل ہو کہ فلاں بات کے کرنے پر مثلاً مواخذہ ہوگا اور فلاں بات پر نہیں ہوگا۔ اس استقرار پالینے کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ خارج میں بھی

بعینہ اسی طرح مواخذہ ہوتا ہے یا نہیں ہوتا جس طرح کہ ملاء اعلیٰ میں استقرار پا چکا ہے۔ بالفاظ دیگر تحلیل اور تحریم صرف اللہ تعالیٰ کا حق ہے بڑی سے بڑی ہستی کو بھی حق حاصل نہیں کہ وہ اس منصب کو اپنے ہاتھ میں لے۔ انبیاء اور رسل علیہم السلام کو بھی یہ حق حاصل نہیں کہ وہ اپنی طرف سے کسی بات کو جائز اور مشروع یا ناجائز اور غیر مشروع کہیں۔ ان کا منصب فقط احکام خدا جل وعلا کی تبلیغ کرنا ہے۔ نبی اور رسول کی طرف کسی چیز کی تحلیل یا تحریم کی نسبت کرنا انہی معنوں میں ہوتا ہے۔ اسی طرح اس امت کے ائمہ مجتہدین بھی اپنی طرف سے کسی چیز کو حلال اور جائز یا حرام اور ناجائز قرار نہیں دے سکتے۔ ان کی طرف تحلیل یا تحریم کی نسبت اگر بالفرض کی جائے تو اس کے یہ معنی ہوں گے کہ انھوں نے کسی چیز کی تحلیل یا تحریم کے متعلق کتاب اور سنت (قرآن اور حدیث) میں شریعت کی تصریح پا کر یا قرآن اور حدیث سے استنباط کر کے اس چیز کا حکم شرعی بیان کیا اور بس۔

(جۃ اللہ البالغۃ - مصنفہ شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ - ترجمہ مولانا عبدالرحیم مرحوم شائع

کردہ قوی کتب خانہ لاہور - جلد اول صفحہ ۳۵۹-۳۶۰)



## افادات

شاہ عبدالقادر بن شاہ ولی اللہ رحمہما اللہ تعالیٰ

### شرک کیا ہے؟

﴿وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكِينَ حَتَّىٰ يُؤْمِنَ وَلَا مَٰمَّةٌ مُّؤْمِنَةٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكَةٍ وَلَوْ أَعْجَبَتْكُمْ وَلَا تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِينَ حَتَّىٰ يُؤْمِنُوا ۚ وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكٍ وَلَوْ أَعْجَبَكُمْ ۚ أُولَٰئِكَ يَدْعُونَ إِلَى النَّارِ ۚ وَاللَّهُ يَدْعُو إِلَى الْجَنَّةِ وَالْمَغْفِرَةِ بِإِذْنِهِ وَ يُبَيِّنُ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ﴾ [البقرة: 221]

آیت مذکورہ کا ترجمہ از شاہ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ

اور مت نکاح کرو شرک کرنے والیوں کے ساتھ یہاں تک کہ ایمان لاویں اور البتہ لونڈی ایمان والی بہتر ہے شرک کرنے والی سے اور اگرچہ خوش لگے (خوبصورت لگے) تم کو اور مت نکاح کرو شرک کرنے والوں کے ساتھ یہاں تک کہ ایمان لاویں اور البتہ غلام ایمان والا بہتر ہے شرک کرنے والے سے اگرچہ خوش لگے تم کو۔ یہ لوگ بلاتے ہیں طرف آگ کی اور اللہ بلاتا ہے طرف بہشت کے اور بخشش کے ساتھ حکم اپنے کے اور بیان کرتا ہے اللہ نشانیاں اپنی واسطے ان لوگوں کے تاکہ نصیحت پکڑیں۔

حاشیہ: موضح القرآن۔ از حضرت شاہ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ

شرک یہ ہے کہ اللہ کی صفت کسی اور میں مانے۔ مثلاً کسی اور کو سمجھے کہ اس کو ہر بات معلوم ہے یا وہ جو چاہے کر سکتا ہے یا ہمارا بھلا یا برا کرنا اس کے اختیار میں ہے اور یہ کہ اللہ کی تعظیم کسی اور پر خرچ کرے اور اس سے حاجت طلب کرے اسے مختار جان کر۔

(حوالہ: موضح القرآن طبع شدہ تاج کمپنی مورخہ ۱۱ ربیع الاول ۱۳۵۴ھ کل صفحات: ۱۰۱۲ صفحہ: ۵۵)

حاشیہ: ۲۔۔ موضح القرآن کی طبع ہڈا کا ایک نسخہ جامعہ اشاعت العلوم نزد پچھری بازار، فیصل آباد کی لائبریری میں موجود ہے۔ لائبریری کا سلسلہ نمبر ۵۹۲۰ ہے )

## افادات

مولانا امین احسن اصلاحیؒ

### شرک کی حقیقت اور اس کی اقسام

قرآن مجید اور احادیث رسول میں جن چیزوں کو شرک قرار دیا گیا ہے ان کو سامنے رکھ کر اگر شرک کی تعریف کی جائے تو اس کی تعریف یہ ہوگی۔

”خدا کی ذات یا اس کی صفات میں جس مفہوم میں وہ خدا کے لیے مستعمل ہیں یا اس کے حقوق میں کسی کو ساجھی ٹھہرانا“

اس تعریف کو ٹھیک ٹھیک سمجھنے کے لیے کسی قدر توضیح کی ضرورت ہے۔

### شرک فی الذات

خدا کی ذات میں شریک کرنے کا مفہوم یہ ہے کہ خدا کو کسی سے یا کسی کو خدا سے قرار دینا، کسی کو اس کی ذات برادری سمجھنا، کسی کو اس کا باپ یا بیٹا کہنا مثلاً عیسائیوں کا یہ عقیدہ کہ مسیح علیہ السلام خدا کے جوہر سے ہیں یا خدا نے ان کو جنما ہے یا حضرت مریم علیہا السلام خدا کی ماں ہیں یا عربوں کا یہ عقیدہ کہ فرشتے خدا کی بیٹیاں ہیں۔ یہ ساری باتیں خدا کے قدیم اور ازلی وابدی ہونے اور ان تمام صفات کمال کے منافی ہیں جن کا ماننا عقل فطرت اور مذہب کی رو سے لازم ہے۔ یہ شرک فی الذات ہے۔

### شرک فی الصفات

صفات میں شریک کرنے کا مفہوم یہ ہے کہ جو صفات کمال خدا کے لیے مخصوص ہیں مثلاً خلق، تدبیر، قدرت، علم، حکمت وغیرہ۔ ان میں کسی کو ساجھی قرار دینا۔ لیکن اس کے ساتھ یہ قید لگی ہوئی ہے کہ جس مفہوم میں وہ خدا کے لیے مستعمل ہیں۔ اس قید کا فائدہ یہ ہے کہ یہی صفتیں بسا

اوقات ہم اپنے ہی جیسے انسانوں کے لیے بھی استعمال کرتے ہیں، لیکن ظاہر ہے کہ جب ہم ان کو خدا کے لیے بولتے ہیں تو ان کا مفہوم بالکل خاص ہوتا ہے جو اس بے ہمہ و باہمہ ذات کے شایان شان ہوتا ہے، اور جب ان کو انسانوں کے لیے بولتے ہیں تو خدائی مفہوم سے بالکل الگ کر کے بولتے ہیں، مثلاً حکیم کی صفت ہم خدا اور آدمی کے لیے بولتے ہیں، لیکن جب اس کو خدا کے لیے بولتے ہیں تو اس کا مفہوم اور ہوتا ہے اور جب انسان کے لیے بولتے ہیں تو اس کا مطلب کچھ اور ہوتا ہے اور اگر انسان کے لیے بھی اس صفت کو اس مفہوم میں بول دیں جس مفہوم میں خدا کے لیے بولتے ہیں تو یہ شرک فی الصفات ہوگا۔

### شرک فی الحقوق

حقوق میں شریک کرنے کا مفہوم یہ ہے کہ خدا کی صفات کمال سے جو باتیں لازم آتی ہیں یا جو حقوق ہم پر عائد ہوتے ہیں ان میں کسی کو شریک ٹھہرانا۔ مثلاً خدا خالق ہے تو اس سے لازم آتا ہے کہ تمام عالم میں حکم و انتظام اسی کا ہو۔ اب فرض کیجیے کہ ہم یہ تو مانیں کہ آسمان و زمین کا خالق خدا ہے، لیکن ساتھ یہ بھی مان لیں کہ ان کا انتظام خدا کے سوا کسی اور کے ہاتھ میں ہے تو یہ شرک فی اللوازم ہوگا۔ اس لیے کہ خدا کے خالق ہونے سے جو بات لازم آتی ہے اس میں ہم خدا کے سوا ایک دوسرے کو شریک کر رہے ہیں حالانکہ جس نے خلق کیا ہے امر کا حق دار بھی وہی ہے۔ چنانچہ فرمایا ہے: ﴿أَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْأَمْرُ﴾ [الاعراف: 54] (آگاہ کہ خلق اور امر اسی کے لیے خاص ہے)

جب تمام کائنات کی تدبیر امر اسی کے ہاتھ میں ہے تو اس سے لازم آتا ہے کہ بندگی صرف اسی کی کی جائے۔ اطاعت خالص اسی کی ہو، محبت حقیقی کا مرکز وہی ہو، اب فرض کیجیے کہ ہم خدا کے سوا کسی اور کی بندگی کو بھی اختیار کر لیں، یا اس کی اطاعت کے خلاف کسی اور کی اطاعت کو جائز قرار دے لیں یا اس کو محبت حقیقی کا مرکز ٹھہرائیں تو یہ ساری باتیں شرک فی الحقوق میں شمار ہوں گی۔ چنانچہ اسی بنیاد پر قرآن نے یہ مطالبہ کیا ہے: ﴿وَمَا أَمْرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا اللَّهَ مُخْلِصِينَ

لَهُ الدِّينَ ﴿۱﴾ [البینۃ: 5] (ان کو حکم بھی ہوا تھا کہ وہ اللہ ہی کی بندگی کریں اسی کی خالص اطاعت کے ساتھ)

دوسری جگہ فرمایا: ﴿وَالَّذِينَ آمَنُوا أَشَدُّ حُبًّا لِلَّهِ﴾ [البقرۃ: 165] (جو خدا پر ایمان رکھتے ہیں وہ سب سے زیادہ خدا سے محبت رکھنے والے ہیں) یعنی دوسروں کے ساتھ ان کی محبت خدا کی محبت کے تحت ہوتی ہے۔

## شرک شبہی

یہ شرک کی اصلی قسمیں ہوئیں۔ ان کے علاوہ بعض چیزیں ایسی بھی ہیں جو اگرچہ فی نفسہ شرک نہیں ہیں اور مذکورہ بالا اقسام میں سے کسی کے تحت وہ نہیں آتی ہیں، لیکن وہ صورت شرک یا ذریعہ شرک ہیں، اگر ان کو باقی رکھا جائے تو اس کا اندیشہ ہے کہ وہ اصلی شرک کا دروازہ کھول دیں گی۔ اسلامی شریعت کا اصول یہ ہے کہ وہ اصلی گناہ کے ساتھ ساتھ ان ذرائع کا بھی سد باب کرتی ہے جو اس گناہ کے محرک ہوتے ہیں۔ اس وجہ سے شریعت نے ان کو بھی ناجائز قرار دیا۔ مثلاً غیر اللہ کو سجدہ یا بقصد تعظیم غیر اللہ کی قسم کھانا۔ چونکہ سجدہ ہمیشہ سے انتہائی تذلل کی نشانی خیال کیا گیا ہے اور مشرک تو میں اپنے معبودوں کی قسمیں بھی کھایا کرتی تھیں، اسی وجہ سے اسلام نے جو آخری اور مکمل شریعت ہے، ان تمام صورتوں کا بھی خاتمہ کر دیا جو ذریعہ شرک ہو سکتی تھیں۔ اس قسم کے شرک کو شرک شبہی کہتے ہیں۔

(حقیقت شرک و توحید: مصنفہ مولانا امین احسن اصلاحی ص ۲۳-۲۵)





ضمیمہ ۱  
آٹھواں باب

## توحید پر ایمان اور شرک سے بیزاری کے متعلق اکابر امت کے افادات

① اپنے فرزند ارجمند کو حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی وصیت: اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرو اس کے سوا کسی سے نہ ڈرو نہ غیر اللہ سے امید لگاؤ اور نہ ہی اللہ تعالیٰ کے سوا کسی پر بھروسہ کرو اور اپنی تمام حاجات اللہ تعالیٰ ہی سے طلب کرو کہ عقیدہ توحید کا یہی تقاضا ہے۔

② حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: لازم ہے کہ تم جس سے مانگو اور جو تمہارا مطلوب و مقصود ہو اور جسے تم اپنا عطا کرنے والا سمجھو وہ ایک ہی ہو۔ اس کے قبضہ قدرت میں بادشاہوں کی پیشانیوں کے بال ہیں اور تمام مخلوق کے دل ہیں۔

③ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: جو شخص (اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر) لوگوں سے مانگتا ہے تو وہ ایسا شخص ہے جو اللہ تعالیٰ کو نہیں مانتا۔

④ شیخ عطار رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے اشعار میں فرمایا: جو کوئی اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو بھی (ما فوق الاسباب مدد کے لیے) پکارتا ہے پورے جہاں میں اس سے زیادہ گمراہ شخص کوئی اور نہیں ہے۔

⑤ شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے اشعار میں نہایت خوب صورت انداز میں بتایا: کہ عالی مرتبت پیغمبران علیہم السلام بھی وہی بات جانتے ہیں جو اللہ تعالیٰ ان کو بتا دے ورنہ کبھی کبھی وہ اپنے پاؤں کی پشت بھی نہیں دیکھ سکتے۔







## افادات

### حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ (1)

اپنے فرزند ارجمند کو حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی وصیت :  
اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرو اس کے سوا کسی سے نہ ڈرو نہ غیر اللہ سے امید لگاؤ  
اور نہ ہی اللہ تعالیٰ کے سوا کسی پر بھروسہ کرو اور اپنی تمام حاجات اللہ تعالیٰ ہی  
سے طلب کرو کہ عقیدہ توحید کا یہی تقاضا ہے۔

جب جدائی کی گھڑی قریب آگئی تو آپؑ نے اپنے فرزند ارجمند عبدالوہاب قدس سرہ  
کی فرمائش پر وصیت فرمائی اور اپنے خلف الرشید کو یہ ہدایت فرمائی کہ اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اپنے اوپر  
لازم کر لیا جائے۔ ذات باری کے سوا کسی سے نہ ڈرا جائے اور اس کے علاوہ کسی سے امید نہ لگائی  
جائے۔ اپنی ساری ضروریات صرف اللہ تعالیٰ ہی کے حوالے کی جائیں اور تمام حاجات اسی سے  
طلب کی جائیں۔ کبھی بھی اللہ تعالیٰ کے سوا کسی پر بھروسہ نہ کیا جائے۔ آپؑ نے یہ بھی فرمایا کہ ان  
تمام (امور) کی اصل توحید ہے :

لَمَّا مَرَضَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ مَرَضَهُ الَّذِي مَاتَ فِيهِ قَالَ لَهُ: إِنَّهُ  
عَبْدُ الْوَهَّابِ رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْهِ أَوْصِنِي يَا مَسِيدِي بِمَا أَعْمَلُ بِهِ بَعْدَكَ  
فَقَالَ عَلَيْكَ بِتَقْوَى اللَّهِ وَلَا تَخَفْ أَحَدًا سِوَى اللَّهِ وَلَا تَرْجُ أَحَدًا  
سِوَى اللَّهِ وَلَا تَجْلِسْ إِلَى الْخَوَائِجِ إِلَى اللَّهِ وَلَا تَفْتَحْ إِلَّا عَلَيْهِ وَأَطْلُبْهَا جَمِيعًا  
مِنْهُ وَلَا تَشِقْ بِأَحَدٍ غَيْرِ اللَّهِ التَّوْحِيدُ اجْتِمَاعُ الْكُلِّ (حضرت شیخ عبدالقادر  
جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا معجزہ رسالہ فتوح الغیب مقالہ نمبر 79)

”جب آپ (حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ) بیمار پڑے اسی بیماری

میں آپؐ کا وصال ہوا۔ آپؐ کے بیٹے عبدالوہاب قدس سرہ نے آپؐ سے کہا: اے میرے آقا! مجھے وصیت کیجیے جس پر میں آپؐ کے بعد عمل پیرا ہوں۔ اس پر آپؐ رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اپنے اوپر لازم کرلو۔ سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی سے نہ ڈرو اور اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی سے امید نہ لگاؤ۔ اپنی ساری ضروریات اللہ تعالیٰ کے حوالے کرو اور کبھی بھی اس کے سوا کسی اور پر بھروسہ نہ کرو۔ ان تمام (اپنی حاجات) کو اسی سے طلب کرو اور اللہ تعالیٰ کے سوا کسی پر تکلان نہ کرو اور ان تمام امور کی اصل توحید ہے۔“

(مترجم: پروفیسر ڈاکٹر آغا محمد سلیم اختر: انیم فل (مدینہ یونیورسٹی) پی ایچ ڈی (پنجاب یونیورسٹی)

صدر شعبہ عربی گورنمنٹ کالج فیصل آباد)



## افادات

### حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ (2)

مانگنا ہے تو اسی ذات واحد سے مانگو جس کے قبضہ قدرت میں بادشاہوں کی پیشانیوں کے بال ہیں۔ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر مخلوق سے نہ مانگو کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی بھی ذرہ بھر اختیار نہیں رکھتا۔ حاجت روائی کے لیے صرف اس کو پکارو جو تمہارے قریب بھی ہے اور تمہاری پکار کا جواب بھی دیتا ہے۔

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

لازم ہے کہ تم جس سے مانگو اور جو تمہارا مطلوب و مقصود ہو اور جسے تم اپنا عطا کرنے والا سمجھو وہ ایک ہی ہو۔ اس کے قبضہ قدرت میں بادشاہوں کی پیشانیوں کے بال ہیں اور تمام مخلوق کے دل ہیں تمام مخلوق کے اموال بھی اس کے ہیں اور جب جس مخلوق میں سے کوئی دیتا ہے یا دینے سے رک جاتا ہے تو ایسا بھی اللہ تعالیٰ کے اذن و حکم سے ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: کہ (مانگو تو) اللہ تعالیٰ ہی کے فضل سے مانگو اور جب تم اللہ کو چھوڑ کر (مخلوق سے مانگتے ہو) (تو ان سے مانگتے ہو) جو تمہارے لیے رزق کا ذرہ بھر اختیار نہیں رکھتے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ سے ہی رزق ڈھونڈو اسی کی بندگی کرو اسی کا شکر بجالاؤ (اور یہ بھی یاد رکھو کہ) میں تمہارے بالکل قریب ہوں اور جب کوئی پکارنے والا مجھے پکارتا ہے تو میں (خود) جواب دیتا ہوں:

فَلْيَكُنْ لَكَ مَسْئُولٌ وَاحِدٌ وَمُعْطَىٰ وَاحِدٌ وَهَمَّةٌ وَاحِدَةٌ وَهُوَ رَبُّكَ عَزَّ وَجَلَّ الَّذِي نَوَاصِي الْمُلُوكِ بِيَدِهِ وَقُلُوبُ الْخَلْقِ بِيَدِهِ الْيَسَى هِيَ امْرَأَةٌ لَا جَسَادَ وَأَمْوَالُ الْخَلْقِ لَهُ عَزَّ وَجَلَّ وَالْخَلْقُ وَكَلَامُهُ وَأَمْسَاؤُهُ حَرَكَةُ أَيْدِي الْخَلْقِ بِالْعَطَاءِ لَكَ بِأَذْنِهِ عَزَّ وَجَلَّ وَ أَمْرُهُ وَ تَحْرِينُهُ وَ كَفُّهَا عَنْ عَطَائِكَ كَذَلِكَ قَالَ عَزَّ مِنْ قَائِلٍ۔

وَأَسْأَلُوا اللَّهَ مِنْ فَضْلِهِ وَ قَالَ عَزَّ وَجَلَّ إِنَّ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ لَا يَمْلِكُونَ لَكُمْ رِزْقًا فَابْتَغُوا عِنْدَ اللَّهِ الرِّزْقَ وَاعْبُدُوهُ وَاشْكُرُوا لَهُ وَ قَالَ وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ ۖ أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا

دَعَانِ (حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا مصنف رسالہ فتوح الغیب مقالہ نمبر 20)

”تو لازم ہے کہ تم جس سے مانگو وہ (بس) ایک ہی ہو اور تمہیں دینے والا ایک ہی ہو اور تمہارا مقصود و مطلوب ایک ہی ہو اور وہ ہے تمہارا وہ رب (عز و جل) جس کے قبضہ قدرت میں بادشاہوں کی پیشانیوں کے بال ہیں اور (تمام) مخلوق کے دل جو جہنوں کے حکمران (کی حیثیت رکھتے) ہیں۔ اسی کے ہاتھوں میں ہیں امور (تمام) مخلوق کے اموال اسی کے ہیں (اسی سلسلہ میں) مخلوق تو (اللہ تعالیٰ کے) وکیل اور امین ہیں اور مخلوق کے ہاتھ تمہیں (کچھ) دینے کے لیے اسی (اللہ تعالیٰ) کی اجازت حکم اور (اسی) کی تحریک سے حرکت میں آتے ہیں اور اسی طرح (مخلوق) کے ہاتھوں کا تمہیں (کچھ) دینے سے رک جانا بھی اسی طرح ہے (یعنی اللہ تعالیٰ کے اذن و حکم سے ہوتا ہے) اللہ تعالیٰ (قرآن عظیم میں) فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ سے اس کے فضل سے مانگو۔“ اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: حقیقت یہ ہے کہ جن سے تم اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر مانگتے ہو وہ تمہارے لیے رزق کا ذرہ بھر اختیار نہیں رکھتے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ (کے پاس ہی رزق ہے تو اس) سے رزق ڈھونڈو اور اسی کی بندگی کرو اور اس کا شکر بجالاؤ اور (اللہ تعالیٰ نے) فرمایا: اور جب میرے بندے آپ سے میرے بارے میں پوچھیں تو (آپ بتادیں کہ) میں بالکل قریب ہوں۔ جب کوئی پکارنے والا مجھے پکارتا ہے تو میں (خود) جواب دیتا ہوں۔“

(مترجم: پروفیسر ڈاکٹر اعظم سلیم اختر: ایم فل (مدینہ یونیورسٹی) پی ایچ ڈی (پنجاب یونیورسٹی)

صدر شعبہ عربی گورنمنٹ کالج فیصل آباد)



## افادات

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ (3)

جو شخص اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر لوگوں سے مانگتا ہے تو وہ ایسا شخص ہے جو اللہ تعالیٰ کو نہیں مانتا۔ اس کا ایمان ناقص ہے اس کی معرفت الہی اور اللہ تعالیٰ پر یقین کمزور ہے۔ اس میں صبر کی کمی ہے۔ مومن تو وہ ہے جسے اللہ تعالیٰ سے حیا آتی ہے کہ ذوالجلال والا کرام کے ہوتے ہوئے کسی اور کے در کا بھکاری بنے ایسا ہی شخص ہے جس کی قوت ایمان و یقین اور اللہ تعالیٰ کی معرفت میں ہر روز اور ہر لحظہ اضافہ ہوتا رہتا ہے۔

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

جو شخص (اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر) لوگوں سے مانگتا ہے تو وہ ایسا شخص ہے جو اللہ تعالیٰ کو نہیں مانتا (اس کی قدرت کاملہ اور قوت نافذہ سے لاعلم ہے) وہ ایک ایسا شخص ہے جس کا ایمان ناقص ہے جس کی معرفت الہی اور اللہ تعالیٰ پر یقین کمزور ہے۔ ایسا شخص صرف صبر میں کمی کی وجہ سے (اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر مخلوق کے دروازے پر صدا دیتا ہے)

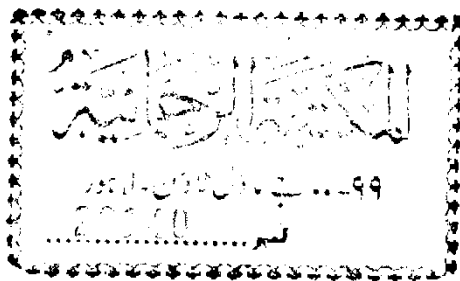
(اس کے برعکس) جو (سعادت مند شخص) لوگوں سے مانگنے سے پرہیز کرتا ہے تو ایسا شخص یہ طرز عمل اس لیے اختیار کرتا ہے کہ وہ اپنے اللہ تعالیٰ کو خوب جانتا ہے (کہ اصل دینے والا وہی ہے) اس کی قوت ایمان و یقین اور اللہ تعالیٰ کی معرفت میں ہر روز اور ہر لحظہ اضافہ ہوتا رہتا ہے اور اسے اللہ تعالیٰ سے حیا آتی ہے (کہ ذوالجلال والا کرام کے ہوتے ہوئے وہ کسی اور کے در کا بھکاری بنے)

قَالَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَأَرْضَاهُ مَا سَأَلَ النَّاسُ مِنْ سَأَلٍ بِجَهْلِهِ بِاللَّهِ

عَزَّوَجَلَّ وَضَعَفَ إِيمَانِهِ وَ مَعْرِفَتِهِ وَ يَقِينِهِ قَلَّتْ وَ مَا تَعَفَّفَ عَنْ ذَلِكَ إِلَّا لَوْفُورِ عِلْمِهِ بِاللَّهِ عَزَّوَجَلَّ وَ قُوَّةِ إِيمَانِهِ وَ يَقِينِهِ وَ تَزَايُدِ مَعْرِفَتِهِ بِهِ عَزَّوَجَلَّ بِسُكُلِي لِمُحَظَّةٍ وَ حَيَاتِهِ مِنْهُ عَزَّوَجَلَّ (حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا مصنفہ رسالہ نوح الغیب مقالہ نمبر 43)

”آپ (حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ) نے فرمایا: جو کوئی (اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر) لوگوں سے مانگتا ہے تو (درحقیقت) وہ ایسا اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ اور فوت نافذہ کے بارے میں اپنی لاعلمی اور اپنے (اللہ تعالیٰ پر) ایمان اس کی پہچان اور اس پر یقین (کامل) میں کمزور اور صبر میں کمی کی وجہ سے کرتا ہے۔“

اور جو کوئی اس سے (لوگوں سے مانگنے سے) پرہیز کرتا ہے تو (دراصل) وہ اپنے اللہ تعالیٰ کے بارے میں فور علم اور اپنی قوت ایمان و یقین اور اللہ تعالیٰ کی معرفت میں ہر روز اور ہر لحظہ اضافہ اور (اسی کے نتیجے میں حاصل ہونے والی) اللہ تعالیٰ سے حیاء کے سبب کرتا ہے۔  
(مترجم: پروفیسر ڈاکٹر آغا محمد سلیم اختر: ایم فل (مدینہ یونیورسٹی) پی ایچ ڈی (پنجاب یونیورسٹی) صدر شعبہ عربی گورنمنٹ کالج فیصل آباد)



## افادات

### شیخ عطار رحمۃ اللہ علیہ

در بلا یاری نخواہ از بیچ کس  
زانکہ نبود جز خدا فریاد رس  
از خدا خواہ ہر چہ خواہی اے پر  
نست در دست خلایق خیر و شر  
غیر حق را ہر کہ خواند اے پر  
نست در عالم از و گمراہ تر

ترجمہ: (مصرع وار)

- ☆ مصیبت (اور آزمائش) کے وقت (مخلوق میں سے) کسی سے بھی مدد نہ چاہو۔
- ☆ کیوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی بھی فریاد رس نہیں ہوتا۔
- ☆ اے بیٹے! جو کچھ بھی تجھے چاہیے اللہ تعالیٰ سے ہی مانگ۔
- ☆ (کیوں کہ) بھلائی اور برائی مخلوق کے ہاتھ میں نہیں ہے۔
- ☆ جو کوئی اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو بھی (ما فوق الاسباب مدد کے لیے) پکارتا ہے
- ☆ پورے جہاں میں اس سے زیادہ گمراہ شخص کوئی اور نہیں ہے۔

نوٹ: ان اشعار کو حضرت مولانا حافظ محمد رحمۃ اللہ علیہ لکھو کے والے نے شیخ عطار رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے اپنی کتاب زیئۃ الاسلام (حصہ اول جو رد شرک کے بارے میں ہے) میں نقل فرمایا ہے۔



## افادات

شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ

یکے پرسید ازاں گم کردہ فرزند  
 کہ اے روشن گہر پیر خرد مند  
 زمصرش بوئے پیراہن شمیدی  
 چادر چاہ کنعاش ندیدی  
 بگفت احوال ما برق جہاں است  
 دے پیدا و دیگر دم نہاں است  
 گہے بر طارم اعلیٰ نشینم  
 گہے بر پشت پائے خود نہ بینم

ترجمہ (مصرع وار)

- ☆ کسی نے اس شخص سے (حضرت یعقوب علیہ السلام) سے جو اپنا بیٹا کھو بیٹھا تھا دریافت کیا:
- ☆ اے روشن ضمیر، عقل مند، عمر رسیدہ شخص!
- ☆ (یہ کیا بات ہوئی کہ ایسا تو ہوا) کہ آپ نے مصر سے (اپنے بیٹے یوسف علیہ السلام) کی
- ☆ قمیض کی مہک تو سونگھ لی
- ☆ (تو پھر ایسا کیوں ہوا) کہ آپ کنعان کے کنویں میں (جو آپ سے زیادہ دور نہیں تھا)
- ☆ یوسف علیہ السلام کو نہ دیکھ سکے۔
- ☆ حضرت یعقوب علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: ہمارے احوال کو نہ دیکھنے والی بجلی (کی طرح) ہیں
- ☆ جو کسی لمحہ ظاہر ہو جاتی ہے اور کسی دوسرے لمحہ پوشیدہ ہو جاتی ہے۔
- ☆ کبھی ہم اونچی اناری میں بیٹھے ہوتے ہیں۔
- ☆ اور کبھی اپنے پاؤں کی پشت بھی نہیں دیکھ سکتے۔

(گلستان سعدی باب دوم حکایت نمبر 9)

”توحید پر ایمان اور شرک سے بیزاری“ ہی اصل دین ہے، اس کے بغیر اللہ تعالیٰ کسی دین کو قبول ہی نہیں فرماتا، اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو پیغام توحید ہی کی دعوت دے کر مبعوث فرمایا۔

توحید کی اسی اہمیت کے پیش نظر ہر دور میں اہل علم نے بہت سی کتب تصنیف فرمائی ہیں، یہ کتاب جو اس وقت آپ کے ہاتھوں میں ہے اسی مبارک سلسلہ ہی کی ایک کڑی ہے جسے محترم حافظ محمد سلیمان (ایم ایڈ) نے بہت سلیس، شگفتہ اور عام فہم انداز میں مرتب فرمایا ہے۔ مختلف عنوانات کے تحت آیات کریمہ اور احادیث نبویہ ﷺ کا انتخاب کر کے ان کا اردو ترجمہ اور ہلکے پھلکے انداز میں ان کی تشریح بھی کر دی گئی ہے تاکہ عامۃ المسلمین کے لئے استفادہ آسان ہو اور انہیں توحید کی حقیقت سمجھنے میں کوئی دشواری محسوس نہ ہو اور اگر اس کتاب کے مطالعہ سے ایک بھائی بھی توحید اور شرک کی حقیقت سے آشنا ہو گیا تو یہ کتاب مرتب، ناشر اور معاونین کے لئے باعثِ نجات اور صدقہ جاریہ ہوگی۔ (انشاء اللہ)



مکتبہ طارق اکیڈمی

ڈی گراؤنڈ (نزد نورانی مسجد) سموہ چوک فیصل آباد 546964